فہرست کلان طلب کرنے پر مفت روانہ ہوگی

قیمت مجلد آٹھ آنہ (۸) اعلان یہ کتاب اور اسکے مصنف صاحب کی دوسری تصانیف اور کانپور کے دوسرے

مطابع کی چھپی ہوئی ہر قسم کی کتابیں [illegible] سے طلب کیجئے ۔ منشی [illegible] مالک مطبع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا در انتظار حمد ما نیست
خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس
مناجاتے اگر خواہے بیان کرد
محمد از تو میخواہم خدا را

محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد حامد حمد خدا بس
بہ بیتے ہم قناعت میتوان کرد
الٰہی از تو حب مصطفےٰ را

اما بعد عرض کرتا ہے یہ احقر خدام آستانۂ فیض کاشانہ امام العارفین مقدام الراسخین سراج الاولیا تاج الکبرا زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزمان بایزید الدوران سیدی و سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یومی وغدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج **الشاہ محمد امداد اللہ** المہاجر التھانوی مولدًا والمکی موردًا الفاروقی نسبًا و محتدًا الحنفی مذہبًا الصوفی مشربًا ادامہ اللہ تعالیٰ کاسمہ الشریف امدادًا من اللہ علی العباد و افاضۃً علی طالبی الرشاد • کہ ہمارے زمانے مین اور ہمارے ملک مین اکثر لوگ تحصیل دنیا پر اسقدر رگرے ہین کہ حلال و حرام مین بھی تمیز نہین کرتے اور اوامر و نواہی کی خبر نہین رکھتے کارروائی پر نظر ہے نہ حساب کی خبر نہ عقاب کا خطرہ ہے منشا اس انہماک و استغراق کا یہی ہے کہ تقدیر پر اعتماد نہین پھر انمین بعض لوگ تو ایسے ہین کہ مسئلۂ تقدیر کو عقیدۂ حق جانتے ہین مگر پست ہمتی سے ظاہر کو باطن کے موافق نہین کرسکتے اور بعض ایسے ہین کہ اس مسئلۂ تقدیر ہی کو فسانۂ بےمعنی سمجھتے ہین اور ایسے اعتقاد والون پر ہنستے ہین یہ خیال باطل مدعیان تہذیب و روشنی جدیدہ کا جمایا ہوا ہے جنہون نے اسکے علاوہ دین مین اور بھی بہت سا غتور مچایا

ایک روز حضور پُر نور ممدوح الذکر دام ظلہم کی محفل قدس و مجلس اُنس مین کہ منبع فیوض و انوار
و معدن برکات و اسرار ہے منجملہ افادات اِس مضمون کا بھی تذکرہ ہوا از انجا کہ مقبولان الٰہی
مظہر اتم صفت رحمت کے ہوتے ہین حضور ممدوح دام ظلہم کو براہِ شفقت و دلسوزی خیال ہوا
کہ اِن غریقان بحر غفلت کو ساحل ہدایت پر لانے کی کوئی صورت نکالی جاوے ارشاد فرمایا
کہ کتاب **تنویر فی اسقاط التدبیر** تصنیف حجۃ الاولیا ابن عطا صاحب حِکَم قدس
سرہٗ اِس مبحث مین خوب ہے جسکا ہر مضمون مدلّل بدلائل عقلیہ و نقلیہ و کشفیہ ہونیکے سبب سے مقبول
و مرغوب ہے اگر اُردو زبان مین اسکا ترجمہ ہو جاوے تو نفع اُسکا عام اور فیض اُسکا تام ہو
اور عجب نہین کہ مدعیان مذکور بھی بشرط فہم و انصاف و ترک تعصب و اعتساف راہِ راست پر آوین
ورنہ اور سادے مسلمان تو اِس اعتقاد فاسد اور خیال کاسد سے محفوظ رہینگے اور کسی کے دام مین
نہ پھنسینگے اور نیز اِس سے طلبا کو علم اور علما کو عمل اور عابدون کو معرفت اور عارفون کو حال
اور اہل حال کو مقام اور اہل مقام کو کمال اور اہل کمال کو دولت بے زوال نصیب ہوگی اور اس
نادان ناکارہ کو جو خاص واسطے استفادہ معانی و برکات کے حضور مین ہند سے چند ماہ کا آیا
ہوا تھا اور اُسوقت حاضر محفل فیض منزل تھا ترجمے کے لیے فرمان ہوا جسپر مین باوجود اپنی نااہلیت
کے امتثالاً للامر مستعد بدل و جان ہوا اور روزانہ تھوڑا تھوڑا لکھتا اور حضور مین سُنا دیتا تھا تا نکہ بہت
تھوڑی مدت مین بحمد اللہ اتمام کو پہونچا اور **اکسیر فی اثبات التقدیر** نام رکھا گیا میری بد
استعدادی و کاہلی پر اس امر کا سرانجام ہونا محض حضور دام ظلہم کا فیضان ہے ؎ کار زلف
تست مشک افشانی اما عاشقان ؛ مصلحت را تہمتے بر آہوِ چین بستہ اند ؎ کہان مین اور کہان یہ
نکہت گل ؛ نسیم صبح تیری مہربانی ؛ بعض مواقع پر تفصیل اجمال یا توضیح اغلاق کے لیے ترجمے سے
زائد متن مین کچھ بڑھایا گیا اُسکے شروع پر حرف **ف** اور اُسکے ختم پر حرف **ت** لکھدیا گیا اور
کہین کہین حاشیے پر حضور دام ظلہم کے بعض ارشادات جو وقت استماع ترجمہ فرماتے جاتے تھے
لکھکر ختم پر لفظ **ملفوظ** لکھدیا اور بعض جگہ جو از خود کچھ لکھا اُسکے بعد لفظ **مترجم** لکھدیا اور اس
ترجمے مین حضرات اخوان الطریقت و خلّان الحقیقت جناب مولوی محب الدین صاحب پشاوری
و جناب مولوی سید حمزہ صاحب دہلوی و جناب مولوی ابو احمد صاحب بھوپالی و جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب

سنبھلی سلمہم اللہ تعالیٰ وکرّمہم ونعّمہم سے بہت مدد ملی خصوص جناب مولوی سید حمزہ صاحب نے
سب سے زیادہ مددؔ فرمائی جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء پھر یہ ترجمہ حضرت تاج الادبا سراج الفضلاء
مولانا ذوالفقار علی صاحب رئیس دیوبند ضلع سہارنپور مدظلہ العالی کی خدمت مین بغرض
اصلاح بھیجدیا گیا مولانا ممدوح کی نظر فرمانے کے بعد اب یہ ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ قابل اطمینان ہے پھر بھی اگر
کہین کوئی لغزش پائی جاوے وہ اِس نادان کی طرف منسوب سمجھنا چاہیے اور ناظرین سے امید
ہے کہ جب اسکو مطالعہ فرماوین تو بزرگان مسبوق الذکر کو اور اس احقر کو دعاے خیر سے یاد فرماوین
یا الٰہی اِس ترجمے کو مقبول فرما کر ذریعۂ ہدایت بنا اور ہمکو بھی توفیق عطا فرما آمین یا رب العالمین
وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وازواجہٖ وذریاتہ وعترتہ واولیاء
امتہ اجمعین ابد الآبدین ودہر الداہرین ؁ عرض ضروری چونکہ تفصیل
بعد الاجمال خوب دلنشین اور ذہن مین جاگزین ہوتی ہے اِسلیے کتاب ہذا کا خلاصہ مضمون
اجمالاً اول لکھدینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل فہم تکرار سے محظوظ ہونگے اور کم فہم غلط فہمی
سے محفوظ رہینگے وھو ہٰذا ۔ جاننا چاہیے کہ تقدیر کے آگے تدبیر نہین چلتی مگر پھر بھی
بہت سی مصلحتون اور حکمتون سے کہ بعض اُنمین متعلق باسرار وحقائق ہین تدبیر مشروع ہوئی مگر
چند شرائط کے ساتھ مشروط کی گئی کہ اصول انکے سات امر ہین اوؔل وہ تدبیر شریعت کے
خلاف نہو دوؔم تدبیر پر بھروسا نہو بلکہ مسبب الاسباب پر نظر رہے سوؔم اگر دنیا کی تدبیر
کرے اُسمین آخرت مقصود ہو چہاؔرم تدبیر دنیا مین اسقدر غرق نہو کہ اللہ سے اور اُسکے
احکام سے غفلت ہو جاوے پنجؔم صلحا و علما کی صحبت ترک نکرے تاکہ کدورت
اسباب اثر نکرے ششؔم حقوق شرعی ادا کرتا رہے ہفتؔم ہر شخص اپنی
حالت کے اعتبار سے ضرورت سے زائد جمع نکرے یہ تو ہمنے
درخت شمار کرادیے اب بسم اللہ کر کے باغ مین
چلو اور علوم و حِکَم کے پھل نوش جان
کرو آگے ترجمہ شروع ہوتا ہے

واللہ الموفق وھو الہادی الیٰ صراط مستقیم ؁

ك بلکہ حقیقت ... بنیاد ترجمہ کی ... مولوی صاحب ہی نے ڈالی ... والفضل للمتقدم ۱۲ مترجم

ك یعنی حضور ... مدظلہ و مصنف ... طریقت و ... مولٰنا ذوالفقار علی صاحب ۱۲ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یون فرماتے ہین حضرت امام عارف پیشوا محقق تاج العارفین لسان المتکلمین امام زمان یکتاے دوران حجۃ السلف امام الخلف قدوۃ السالکین حجۃ المتقین تاج الدین ابو الفضل احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عطاء اللہ سکندری اللہ جلّ شانہٗ اُنسے خوش ہووے اور اُنکو خوش کرے اور ہمکو اور تمام مسلمانون کو اُنکی ذات مقدسہ سے نفع بخشے بیشک وہ سب کی سُنتا ہے اور سب سے قریب ہے اور سبکی دعا قبول کرتا ہے۔ حمد کے قابل اللہ جلّ شانہ ہے جو کہ خلق اور تدبیر مین یکتا ہے حکم اور تقدیر مین یگانہ ہے ایسا بادشاہ جس سے کسی کو مماثلت نہین کسی کو اُسکی سی سماعت و بصارت نہین۔ اُسکی سلطنت کو حاجتِ وزیر نہین۔ ایسا مالک ہے جسکے مِلک سے باہر کوئی صغیر و کبیر نہین کمال وصف مین کوئی اُسکا شبیہ و نظیر نہین۔ کمال ذات مین امکان تمثیل و تصویر نہین۔ ایسا علیم کہ اُس سے مخفی کسی کا ما فی الضمیر نہین چنانچہ خود فرماتے ہین اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ یعنی بھلا وہ نہ جانے جسنے بنایا حالانکہ وہ بڑا راز دان اور نہایت خبردار ہے وہ ایسا عالم ہے جو ہر امر کی ابتدا اور انتہا سے باخبر ہے وہ ایسا سُننے والا ہے جسکے آگے چیخنا اور چپکے سے بولنا برابر ہے وہ رزاق ہے تمامی مخلوقات کا روزی رسان ہے وہ قیوم ہے اور سبکا ہر حال مین ذمے دار ہے وہ بخشش کرنے والا ہے اور اُسنے اپنے کمال احسان سے رُوحون کو وجود حیات بخشا ہے وہ قدرت والا ہے اور وہ اپنے کمال قدرت سے مخلوقات کو پھر دوبارہ زندہ کریگا وہ بڑا حساب کرنے والا ہے اور اُنکو بدلہ دیگا جس روز وہ اچھے اور بُرے عمل لیکر اُسکے روبرو آوینگے

پس ہر عیب سے پاک وہی ذات مقدس ہے جسنے بندونپر اُنکے وجود سے پہلے انعام فرمایا اور اُنکو
ہر حال مین رزق پہونچاتا ہے خواہ اُسکا حکم مانین یا نہ مانین اور اپنے کرم سے ہر موجود کی مدد
کی۔ آور اُسکے وجود باجود کی مدد سے تمام عالم کے وجود کی بقا ہے اور زمین پر اُسکی حکمت کا
ظہور ہے اور آسمان پر اُسکی قدرت کا۔ آور مین گواہی دیتا ہون کہ سوا اُس یکتا کے کوئی قابلِ عبادت
نہین اور کوئی اُسکی شرکت کا مستحق نہین اور ایسی گواہی دیتا ہون جیسے تابعدار اور حکم کا
ماننے والا بندہ دیا کرتا ہے آور مین یہ بھی گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے بندے
ہین اور رسول اور سب پیغمبرون سے افضل ہین اور اللہ جلّ شانہ نے اُنکو اپنے کمال فضل وعطا سے مخصوص
فرمایا ہے ابتدا بھی اُنھین سے ہے اور انتہا بھی اُنھین پر ہوئی اور یہ فضیلت اور کسی مین نہین۔ آور جس روز اللہ جلّ شانہ
اپنے بندون کو فیصلہ کرنیکے واسطے جمع کریگا اُس روز وہ سب کی شفاعت فرماوینگے
اللہ پاک کی رحمت اُنکی ذات مقدس اور جمیع انبیا اور اُنکے آل واصحاب پر نازل ہو جو کہ آپکی
محبت کو مضبوط تھامے ہوے ہین اور اللہ جلّ شانہ بہت سا سلام بھیجے۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے
اے بھائی اسبات کو جان لے اللہ تعالیٰ تجھے اپنے عاشقو نمین کردے اور تجھے اپنا قرب
نصیب کرے اور اپنے مستون کی محبت کی چاشنی تجھے چکھالے اور ہمیشہ تجکو اپنے وصل مین
رکھکر اعراض اور ردک وٹوک سے مطمئن کردے اور اپنے اُن بندون سے تجھے کردے جنکو
اُسنے پیام سلام کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اُنکو اپنے انوار تجلیات سے مشرف فرماکر
دلجوئی کی جبکہ یہ سمجھکر شکستہ دل ہوگئے تھے کہ اِن آنکھون سے دیدار نہین ہوسکتا اور اُنکے
لیے دروازے باغ قرب کے کشادہ فرماکر اُنکے قلوب پر اپنے قرب کی خوشبودار ہوائین چلائین
اور اُنکو تقدیر ازلی کا مشاہدہ کرادیا اُن لوگون نے اپنا کُلّی اختیار اُسکے حوالے کردیا اور اِن
لوگون پر یہ ظاہر کردیا کہ ہمارے کام مین ہماری مہربانی پوشیدہ ہوا کرتی ہے اسکے معلوم ہونے
سے اُنھون نے جھگڑا اور عناد چھوڑ دیا اور اُسکے حکم کے مطیع ہوگئے۔ اور ہر کام مین اُسپر
بھروسا کرنے لگے کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ مقام رضا جب نصیب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر
راضی رہے اور جان گئے کہ کھُلم کھُلّا بندہ ہونا جب میسر آتا ہے کہ اُسکی تقدیر کو مان لیا جاوے
پس ایسے بندے اغیار اور کدورات سے محفوظ رہتے ہین جیسے کسی نے کہا ہے

نعت

بیان مقصود

ہے حوادث کو پہونچ اُن تک کہان ہے ÷ کہ انکے ہاتھ مین اُسکی عنان ہے ÷ اُنپر اللہ تعالےٰ کے حکم جاری ہوتے ہین اور وہ لوگ اُسکی عظمت کے آگے دبے رہتے ہین اور اُسکے حکم کے سامنے گردن جھکائے رہتے ہین جیسے کسی کا قول ہے ہے تصرف اُسکے گو جاری ہین تجھپر جسکو گردانی جھکایا ہے ترے سر ÷ اور اسمین کوئی شک نہین کہ جو شخص اللہ کی جناب مین رسائی چاہے تو اُسکو لازم ہے کہ دروازہ سے آوے ف دروازہ تن بہ تقدیر ہونا ہے ت اور رسائی کے سامان پیدا کرے اور سب سے زیادہ تر چھوڑنے اور مُنھ موڑنیکے قابل تدبیر ہے جو اصل مین مقابلۂ تقدیر ہے پس مین نے یہ کتاب اسی امر کے بیان مین اور اسمین جو کچھ ہے اُسکو ظاہر کرنے کے لیے تصنیف کی اور **تنویر فی اسقاط التدبیر** اسکا نام رکھا تاکہ اسکا اسم اسکے مسمّٰی کے موافق ہو جاوے اور اُسکی عبارت اسکے مطلب کے مطابق ف یعنی تدبیر کے چھوڑنے کی خوبی کا روشن کر دینا ت اور اللہ سے درخواست ہے کہ اِس تصنیف مین اخلاص تام نصیب کرے اور اپنے فضل عام سے قبول فرما دے اور خاص و عام کو اس سے نفع دے بوسیلۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ہر شئے پر قادر ہے اور قبول فرمانے کی قابلیت رکھتا ہے اللہ جلشانہ نے قرآن پاک مین فرمایا ہے قسم ہے تیرے رب کی وہ لوگ ایماندار نہین ہونگے جبتک اپنے اختلافات مین تجکو (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) حکم نہ بناوین اور پھر تیرے حکم سے دلتنگ نہون اور اُس حکم کو تسلیم کرین اور فرمایا ۲ اللہ تعالیٰ نے کہ تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ مختار ہے مخلوق کو کچھ اختیار نہین اللہ جلشانہ مشرکون کے شرک سے پاک اور برتر ہے اور فرمایا ۳ اللہ تعالیٰ نے کیا انسان کو اُسکی ہر آرزو ملجاتی ہے پس خدا ہی کی ہے دنیا اور آخرت اور نبی ۴ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو خدا کو رب بنا کر اور اسلام کو دین ٹھیرا کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھکر راضی ہوا اُسنے ذائقۂ ایمان چکھ لیا اور نبی ۵ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ سے راضی رہکر اُسکی عبادت کر اور اگر راضی رہنے کی تجھے قدرت نہو تو نامرغوب طبع پر صبر کر نہین بھی بڑی خیر ہے اِسکے علاوہ اور بہت سی آیتین اور حدیثین تدبیر کے ترک کرنے اور تقدیر سے نہ جھگڑنے پر دلالت کرتی ہین خواہ صراحۃً یا اشارۃً اور اہل معرفت نے فرمایا ہے جو شخص تدبیر نہین کرتا اُسکے لیے تدبیر اُدھر سے ہوتی ہے ۶ اور شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱ آیت یہ ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۱۲ مترجم

۲ آیت یہ ہے وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لہم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالیٰ عما یشرکون ۱۲ مترجم

۳ آیت یہ ہے ام للانسان ما تمنی فللہ الآخرۃ والاولیٰ ۱۲ مترجم

۴ حدیث یہ ہے ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا ۱۲ مترجم

۵ حدیث یہ ہے اعبد اللہ بالرضا فان لم تستطع ففی الصبر علی ما تکرہ خیر کثیر ۱۲ مترجم

۶ کارساز ما بساز کار ما / فکر ما در کار ما آزار ما ۱۲ مترجم

فرماتے ہین کہ اگر تدبیر ضروریات سے ہے تو یہی تدبیر کرو کہ تدبیر کو چھوڑ دو اور اُنھون نے فرمایا ہے کسی کام مین اپنی پسند کو دخل نہ دے اور اپنی پسند کو چھوڑ دینا پسند کرلے اور اپنی پسند سے بھاگ اور اپنے اس بھاگنے سے بلکہ ہر شئے سے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف بھاگ اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے پسند کرتا ہے پس پہلی آیت جو ہے اعنی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ایمان حقیقی اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اللہ جلشانہٗ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفس پر حاکم بناوے قول مین اور فعل مین اور کسی شئے کے اختیار کرنے اور ترک کرنے مین اور محبت مین اور بغض مین۔ اور یہ ارشاد احکام تکلیفی اور احکام تصریفی دونون کو شامل ہے دونون مین اتباع و تسلیم واجب ہے۔ اور احکام تکلیفی سے مراد شریعت کے اوامر و نواہی ہین جو افعال عباد سے متعلق ہین اور احکام تصریفی سے مراد وہ امور ہین جو اپنے مقصود کے خلاف وارد ہوتے رہتے ہین پس اس سے ظاہر ہوا کہ حقیقت ایمان دو امر سے حاصل ہوتی ہے ایک حکم ماننا دوسرے اُسکے قہر کے آگے گردن جھکا دینا پھر حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اسی پر بس نہین کیا کہ اُس شخص کے ایمان کی نفی کردین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانے یا مانے مگر آپ کے حکم سے دل مین تنگی پاوے بلکہ اس نفی پر اپنی اس ربوبیت کی قسم بھی کھائی جو جناب ختمی مآب کے ساتھ ازراہ رعایت و عنایت کے خصوصیت رکھتی ہے کیونکہ فَلَا وَ رَبِّ نہین فرمایا بلکہ فَلَا وَرَبِّكَ فرمایا پس اسمین قسم بھی اور جس بات پر قسم کھائی ہے وہ بھی مؤکد ہو گئی کیونکہ اللہ سبحانہٗ جانتا ہے کہ دلو ن مین کیا چیز بسی ہوئی ہے یعنی غلبہ اور نصرت کی محبت ہر حال مین خواہ اپنا حق اوپر ہو یا در کا اپنے اوپر اور اس کلام مین اظہار اس امر کا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ جلشانہٗ کی کیسی کچھ عنایت ہے کیونکہ آپ کے حکم کو اپنا حکم اور آپ کے فیصلے کو اپنا فیصلہ قرار دیا پس بندون پر آپکا حکم ماننا اور اطاعت کرنا واجب کر دیا اور خدائی پر ایمان لانا مقبول نہین فرمایا تاوقتیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نہ مانین کیونکہ جب آپ کی صفت مین یہ فرمایا کہ آپ اپنی خواہش سے کلام نہین فرماتے وہ سوائے وحی کے اور کچھ نہین ہے پس آپ کا حکم حکم الٰہی ہے اور آپ کا فیصلہ فیصلہٗ خداوندی ہے جیسا کہ فرمایا ہے جو لوگ تمھارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہین وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہین اور اس قول کو مؤکد فرمانے کے لیے فرمایا کہ اللہ جلشانہٗ کا ہاتھ اُنکے ہاتھو ن پر ہے

آیت ۔۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم ترجمہ

آور اس آیت مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت قدر و عظمت امر کی طرف ایک
دوسرا اشارہ ہے اور وہ یہ قول ہے فَلَا وَرَبِّكَ اسمین اللہ جلشانہٗ نے اپنی ذات کو رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جیسے کہ دوسری آیت مین كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ
رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا پس حق تعالی نے اپنے نام پاک کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
مضاف کیا اور زکریا علیہ السلام کے نام مبارک کو اپنے نام مبارک کی طرف مضاف کیا تاکہ
بندے دونون مرتبون کا فرق سمجھ لین پھر اللہ جل جلالہٗ نے تحکیم ظاہری پر اکتفا نہین کیا کہ اس سے
مسلمان بن جائین بلکہ یہ شرط لگائی کہ تنگدلی بھی نہونے پائے خواہ حکم انکی خواہش کے موافق ہو
یا مخالف اور دلون کے تنگ ہونے کا سبب یہی ہے کہ انوار سے خالی اور اغیار سے پُر ہوتے ہین
اور مومن ایسے نہین ہین کیونکہ نور ایمان سے انکے دل لبریز ہین پس انمین وسعت ہے اور انشراح
اور خداے واسع علیم کے نور نے انکو وسعت والا بنایا ہے اور اللہ کے فضل عظیم نے انکی
مدد فرمائی اسکے احکام اکے تسلیم کو تیار ہین اور ہر حال مین اسکی رضا پر راضی **فائدہ** جاننا چاہیے
کہ حق سبحانہٗ و تعالی جب ارادہ کرتا ہے کہ کسی بندے سے اپنے حکم کی سہار کرلے تو اسکو اپنے
انوار وصف سے خلعت عطا فرماتا ہے پس حکم الہی پیچھے نازل ہوتا ہے اور اس سے پہلے
انوار نازل ہو لیتے ہین جنسے وہ شخص اپنے رب کا بن چکا ہے اپنا نہین رہا پس وہ اس حکم کی
گرانی و شدت پر قوی و صابر ہو جاتا ہے بات یہی ہے کہ انوار وارد ہوتے ہین اور تقدیر کی
برداشت کرا دیتے ہین خواہ یون کہو کہ فہم کا دروازہ کھل جاتا ہے فہم آکر ان سے احکام قبول
کرا دیتی ہے خواہ یون کہو کہ عطائین آتی ہین اور بلاؤن کا بوجھ اٹھوا دیتی ہین خواہ یون کہو کہ
اسکی خوبی اختیار کا مشاہدہ کرتے ہین اور تقدیر کا بوجھ اٹھا لیتے ہین خواہ یون کہو کہ اسکے علم کا
یقین اسکے حکم پر صابر بنا دیتا ہے اور خواہ یون کہو کہ جب وہ جان گئے کہ وہ دیکھتا ہے انکو واقعات
پر صبر آگیا خواہ یون کہو کہ اسکے ظہور جمال نے اسکے افعال پر صابر کر دیا خواہ یون کہو کہ جب انکو
یقین ہوا کہ صبر سے مقام رضا حاصل ہوتا ہے انکو صبر آگیا خواہ یون کہو کہ حجاب و پردونکے
اٹھ جانے نے انکو صابر بنا دیا خواہ یون کہو کہ ورود اسرار لطیف نے بار تکلیف کے برداشت
کرنے پر قوت دیدی خواہ یون کہو کہ جب انکو علم ہوا کہ اسکے احکام مین کیا کچھ لطف و احسان ہین

بیان اسباب رضا بالقضا

وہ صابر ہوگئے پس یہ دس اسباب ہین کہ بندے کے صابر ہونے اور ثابت رہنے کے باعث
ہین اپنے آقا کے احکام پر اور قوی رہنے کے موجب ہین اُنکے وارد ہونیکے وقت اور ان اسباب کا
اپنے فضل سے عطا فرمانے والا اور مستحقان عنایت پر احسان کرنے والا وہی ہے۔ اب ہمکو ہر قسم پر
ان اسباب سے مفصل گفتگو کرنا چاہیے تاکہ فائدہ کامل ہو **پہلا سبب** وہ یہ کہ ورودِ انوار تقدیر
کی برداشت کرا دیتا ہے یہ یون ہے کہ انوار جب وارد ہوتے ہین اور بندے کو حق سبحانہٗ وتعالےٰ
کا قریب ہونا مکشوف ہوتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ احکام اُسی کی طرف سے ہین اُسکا یہ جاننا
کہ یہ احکام میرے آقا ہی کی جانب سے ہین اُسکی تسلی اور صبر کا باعث ہو جاتا ہے تو نے ارشاد
خداوندی نہین سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ صبر کرو اپنے پروردگار کے حکم پر کیونکہ تم
ہماری آنکھونکے سامنے ہو۔ یعنی یہ کسی غیر کا حکم نہین کہ تمپر شاق ہو بلکہ وہ حکم تمھارے آقا کا ہے جسکا
تمپر احسان قائم ہے اور ہمارا شعر ہے اس مضمون مین ؎ سبک ہو گیا مجھپر جو کچھ تھا غم و بلا +
سُنا جب سے ہے تم نے کیا مجکو مبتلا + نہین حکم حق سے آدمی کو کہین پناہ + نہین چلتا بس اُسپر جو
خود منتخب کیا + اور اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی آدمی اندھیری کوٹھری مین ہو اُسکے کوئی چیز آکر لگی مگر
یہ نہین معلوم کہ مارنے والا کون ہے جب چراغ آیا تو دیکھتا ہے کہ اُسکا شیخ ہے یا باپ یا حاکم ہے پس
بیشک اُسکا یہ جاننا ایسے مقام پر اُسکے صبر کا موجب ہوگا **دوسرا سبب** کہ دروازہ فہم کا
کشادہ ہو جانا قبول احکام پر معین ہو جاتا ہے جاننا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کوئی
حکم وارد فرماتا ہے اور دروازہ فہم کا اُسپر کشادہ کر دیتا ہے تو یہ بات بتلا دیتا ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ
اس حکم کے قبول کرنے کو چاہتا ہے اور یہ اسطرح ہے کہ فہم تجکو خدا کی طرف لیجاتی ہے اور اُسکی طرف
ترغیب دیتی ہے اور اُسپر توکل کرا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو اللہ پر بھروسا کرتا ہے اللہ اُسکو کافی ہے اور غیرون پر اُسکی مدد فرماتا
ہے اور اُسکی رعایت فرماتا ہے کیونکہ خدا کی طرف سے جو فہم ہوگی وہ راز عبودیت کو منکشف کر دیگی
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا نہین اللہ تعالیٰ کافی اپنے بندے کو اور ان دسون وجہونکا حاصل
یہی فہم ہے اور سب اسی کے انواع ہین **تیسرا سبب** کہ واردات عطایا برداشت بلیات پر
معین ہوتی ہین یہ اسطرح ہے کہ جو عطائین تجھپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہو چکی ہین اُن کا یاد کرنا

سبب اول

آیت ہے یہ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

آیت ہے یہ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

سبب دوم

سبب سوم

خداے تعالی کے احکام قبول کرنے مین معین ہوتا ہے کیونکہ جیسے اُسنے تجکو بہتیری محبوب نعمتین دین
تجکو چاہیے کہ اُسکے محبوب احکام پر صبر کرے کیا تمنے یہ ارشاد نہین سُنا اَوَلَمَّآ اَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَةٌ
قَدۡ اَصَبۡتُمۡ مِّثۡلَیۡهَا پس اللہ تعالی نے اُنکی مصیبت مین تسلی اُسچیز سے دی جو اُنکے ہاتھ آئی تھی
یہ تقریر تو عطایاے سابقہ مین ہے کبھی خود بلا کے وارد ہونے کے وقت اُسکے ساتھ ایسی چیز
مقترن ہوتی ہے جو اُس بلا کو بندگان مقربین پر خفیف کر دیتی ہے ایک اُسمین سے یہ ہے کہ اُس
بلا مین جو ثواب عظیم ذخیرہ رکھا ہے اُسکو کھول دیتا ہے ایک اُسمین سے یہ ہے کہ اُنکے قلوب پر
استقلال اور سکون نازل فرما دیتا ہے ایک اُسمین سے یہ ہے کہ اُسپر دقائق لطف وارد فرماتا
ہے اور متین نازل فرماتا ہے یہان تک کہ بعض صحابہؓ اپنے مرض مین فرماتے تھے اپنی خفگی کو
اور سخت کر دے اور بعض عارفین نے کہا ہے کہ مین ایکبار بیمار رہا مین چاہتا تھا کہ یہ بیماری نجاوے
کیونکہ مجھپر اُسمین اللہ کی امداد ہوئی اور غیب منکشف ہوا اور اسکے سبب مین کلام کرنے کا ادو موقع ہے
چوتھا سبب کہ مشاہدہ حُسن اختیار کا تحمل تقدیرات پر قوت دیدیتا ہے اسطرح سے ہے کہ جب
بندہ اُسکے حسن اختیار کو اپنے لیے مشاہدہ کر لیتا ہے یقیناً جان لیتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے
بندے کو دُکھ دینا نہین چاہتا کیونکہ وہ اُسپر بڑا مہربان ہے چنانچہ خود ارشاد فرمایا ہے وَکَانَ
بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا ؀ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا کہ اُس کے پاس
بچہ تھا آپ فرمانے لگے کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ اپنے بچے کو آگ مین ڈال دے صحابہؓ نے عرض کیا
نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ جیسی اسکو اپنے بچے سے محبت ہے اللہ تعالی کو اپنی بندون کے
ساتھ اِس سے بھی زیادہ محبت ہے۔ مگر یہ ہے کہ بعضے دُکھ تمپر ڈالتا ہے کیونکہ اُنپر فضل و انعام
مرتب ہوتا ہے کیا تمنے سُنا نہین ارشاد کہ پورے دیے جاتے ہین صبر کرنے والے اپنا اجر بیشمار
اور اگر اللہ تعالی بندون کو اُنکے اختیار کے حوالے کر دیتا تو اُسکے منّت و احسان سے محروم
رہتے اور بہشت مین داخل نہونے پاتے پس اُسکا شکر ہے حُسن اختیار پر کیا تمنے سُنا نہین ارشاد
حق تعالی کا شاید نا پسند کرو تم کسی چیز کو حالانکہ وہ بہتر ہو تمھارے لیے اور شاید کہ پسند کرو کسی
چیز کو اور وہ بُری ہو تمھارے لیے اور مشفق باپ اپنے بیٹے کے لیے پچھنے لگانے والے کو لاتا ہے
اور دُکھ پہونچانا مقصود نہین ہوتا اور جیسے خیر خواہ طبیب کہ تیز تیز مرہمون سے تجکو رنج پہونچاتا ہے

گو اُن مرہمون سے تجکو تکلیف ہو اور اگر وہ تیرے اختیار کا اتباع کرے تو شفا کوسون دُور بھاگے۔ اور جسکو کوئی چیز نہ بچاوے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ نہ دینا محض شفقت کے باعث سے ہے تو یہ نہ دینا ہی اُسکے حق مین دینا ہے جیسے مادرِ مہربان اپنے بچے کو بدہضمی کے اندیشے سے زیادہ نہین کھانے دیتی اسیواسطے شیخ ابو الحسن نے فرمایا ہے کہ اسکو جان لو کہ اللہ تعالیٰ اگر تمکو کوئی چیز نہین دیتا تو یہ نہ دینا بوجہ بُخل کے نہین بلکہ عین رحمت ہے پس اللہ تعالیٰ کا نہ دینا بھی دینا ہے لیکن نہ دینے مین دینا وہی سمجھتا ہے جو صدیق ہو اور ہمنے ایک اور کتاب مین ثابت کیا ہے کہ جب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس بلا مین مبتلا کیا ہے تو بلا کا الم کم ہو جاتا ہے پس جسکی طرف سے تجھپر یہ احکام تقدیری متوجہ ہوتے ہین وہی تو ہے جو تیرے حق مین حُسن اختیار رکھتا ہے **پانچوان سبب** کہ اُسکے علم کا اعتقاد اُسکے حکم پر صابر بنا دیتا ہے وہ اسطرح ہے کہ جب بندہ یقین کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو جس بلا مین مبتلا کیا ہے وہ اُسپر مطلع بھی ہے تو بار بلا شک سبک ہو جاتا ہے کیا تمنے یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کا نہین سُنا کہ صبر کر اپنے پروردگار کے حکم کے لیے کیونکہ تم ہماری آنکھونکے روبرو ہو یعنی اے محمد کُفار قریش سے جو عناد و تکذیب آپ کو پیش آتی ہو وہ ہمپر مخفی نہین ایک حکایت مشہور ہے کہ کسی شخص کے ننانوے تازیانے لگے اُسنے آہ نہین کی جب سوان تازیانہ مارا آہ کرنے لگا کسی نے اسکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ جسکے سبب مین مارا گیا ہون ننانوے مین تو وہ یہان تماشائیون مین موجود تھا اور مجکو دیکھ رہا تھا مجکو کچھ درد نہین معلوم ہوا آخر تازیانے مین وہ چلا گیا اُسوقت درد محسوس ہوا۔ **چھٹا سبب** کہ اُسکے ظہور جمال نے اُسکے افعال پر صابر بنا دیا یہ اسطرح ہے کہ بندے پر کسی تلخ بلا پڑنے کے وقت اللہ تعالیٰ جب تجلّی فرماتا ہے تو وہ حلاوت تجلّی مین اُسکی سختی کو جھیل لیتا ہے اور اکثر اوقات غلبۂ تجلّی سے دُکھ بھی نہین معلوم ہوتا ہے اور تمھارے لیے اِس مضمون مین یہ آیت بس ہے پس جب دیکھا عورتون نے یوسف کو اُسکی بڑائی کی اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈلے **ساتوان سبب** کہ اُنکے اس اعتقاد نے کہ صبر سے رضا پیدا ہوتی ہے اُنکو قضا پر صابر بنا دیا یہ اسطرح ہے کہ جو اللہ کے احکام پر صبر کرتا ہے یہ اللہ کی رضا کا باعث ہو جاتا ہے پس وہ اُسکی تیزی کو طلب رضا کے لیے برداشت کر لیتے ہین جیسے کڑوی دوا امید شفا پی لی جاتی ہے **آٹھوان سبب**

کہ پردون کے اُٹھ جانے نے اُنکو تقادیر پر صابر بنا دیا ہے یہ اسطرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے وارد ہونے والی بلائین اُٹھوانا چاہتا ہے تو اُسکی بصیرت قلب سے حجاب اُٹھا دیتا ہے پس اپنا قرب اُسکو دکھلا دیتا ہے پس اُنس قرب اسقدر غالب ہوتا ہے کہ ادراک الم کا پتہ نہین رہتا اور اگر خداے تعالیٰ اہل نار پر اپنے جمال و کمال سے تجلّی فرما دے تو اُنکو عذاب عذاب نہ معلوم ہو اسیطرح اگر اہل جنت سے حجاب کرلے تو کوئی نعمت خوش نہ آوے پس عذاب حقیقت مین وجود حجاب ہے اور انواع عذاب اُسکے مظاہر ہین اور نعیم ظہور و تجلّی سے ہے اور انواع نعیم اِسکے مظاہر ہین

سبب نہم

نوان سبب کہ اسرار تصریف کے وارد ہونے نے بار تکلیف اُٹھانے پر قوت دیدی اور یہ اسطرح ہے کہ تکالیف تو بندون پر بے شک شاق ہین اور اسمین یہ سب امور داخل ہین بجا لانا احکام کا باز آنا نواہی سے صبر کرنا احکام پر شکر کرنا انعام پر یہ چار چیزین ہوئین طاعت معصیت نعمت بلا اور پانچوین کوئی چیز نہین اور ان چارون مین جدا جدا تیرے ذمے اللہ تعالیٰ کا حق عبودیت ہے کہ مقتضاے ربوبیت تجھسے اُسکا تقاضا کرتا ہے پس اسکا حق طاعت مین تو تیرے ذمے یہ ہے کہ اُسکا احسان مشاہدہ کرے اور معصیت مین یہ حق ہے کہ اُسمین جو کچھ ضائع کیا ہے اُس سے استغفار کرے اور بلا مین یہ حق ہے کہ اُسپر صبر کرے اور نعمت مین یہ حق ہے کہ اُسپر شکر کرے اور یہ تمامی بار فہم کی بدولت اُٹھ سکتے ہین جب تو نے یہ سمجھ لیا کہ طاعت کا نفع تجکو ہی ملے گا اُسپر قیام کرنا آسان ہو جاوے گا جب یہ جان لیا کہ معصیت پر اصرار کرنا اور گناہ مین پڑنا آخرت مین عقاب الٰہی اور دنیا مین زوالِ نورِ ایمان کا باعث ہے یہی موجب ترک ہو جاویگا اور جب یقین کرلیا کہ صبر کا ثمرہ تجکو ہی ملیگا اور اُسکی برکت تیری طرف پھر کر آوے گی ضرور اُسکی طرف دوڑے گا اور اُسکا سہارا پکڑے گا اور جب یہ اعتقاد کرلیا کہ شکر کی بدولت خداے تعالیٰ کی طرف سے نعمت بڑھے گی کیونکہ اُسکا فرمان ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یہ سبب ہو جاویگا صبر پر دوام اور آمادگی کرنیکا اور ان چارون مین کلام وسیع کرینگے ہم آخر کتاب مین اور اُسکے لیے جُدی فصل مقرر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

سبب دہم

دسوان سبب کہ اللہ تعالیٰ نے احکام تقدیری مین جو کچھ اپنا لطف و احسان پوشیدہ کیا ہے جب اُن لوگون کو اُسپر اطلاع ہوتی ہے تو صبر آجاتا ہے یہ اسطرح ہے کہ ناگوار چیزون مین اللہ تعالیٰ نے الطاف کو امانت رکھا ہے

کیا تمنے سُنا نہین فرمانا اللہ تعالیٰ کا عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ اور فرمانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ جنّت ناگوار چیزون کے ساتھ اور دوزخ شہوات سے گھیری گئی ہے اور بلتیات وامراض اور فاقونین اسقدر اسرار الطاف ہین کہ اُنکو سوائے اہل بصیرت کے کوئی نہین سمجھ سکتا تمنے خیال نہین کیا کہ بلاؤن سے نفس دب جاتا ہے اور ذلیل ہوجاتا ہے اور اپنے حظوظ کی خواہش سے مدہوش ہوجاتا ہے اور بلاؤن کے ساتھ ذلت ہے اور ذلت کے ساتھ نصرت فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج اور اسمین زیادہ گفتگو کرنیسے مقصود کتاب سے علیحدہ ہوئے جاتے ہین اسلیے پھر آیت کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور وہ آیت یہ ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الآیۃ جاننا چاہیے کہ احوال تین ہین قبل تحکیم بعد تحکیم عین حالت تحکیم پس قبل تحکیم مین عبودیت یہ ہے کہ تحکیم کرین اور عین تحکیم اور بعد تحکیم مین عبودیت یہ ہے کہ اپنے دلون مین تنگی نہ پائین اگر کوئی اعتراض کرے کہ تنگی نہ پانا تو حاکم بنانے کو لازم ہے جواب دیا جاویگا کہ یہ ضرور نہین کہ جو حاکم بناوے تو وہ تنگی بھی نہ پاوے کبھی ظاہر مین حاکم بناتا ہے اور دلمین کراہت موجود ہوتی ہے پس بالضرور تحکیم کے ساتھ فقدان حرج اور وجود تسلیم کو ملانا چاہیے اگر کوئی اعتراض کرے جب تنگی نہ پائی تو تسلیم کرلیا پھر اِس کہنے سے کیا فائدہ ہوا وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اسکا جواب یہ ہے کہ معنی اس قول کے یہ ہین کہ جمیع امور مین تسلیم کرلین اگر کوئی کہے کہ یہ تو حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ سے لازم آگیا جواب یہ ہے تحکیم کو مطلق نہین لائے بلکہ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ کے ساتھ مقید کیا پس یہ آیت تین امر کو شامل ہوئی ایک حاکم بنانا آپس کے جھگڑونمین دوسرا تنگی نہ پانا تیسرا تسلیم مطلقا پایا جانا آپس کے جھگڑونمین بھی اور اپنے ذاتی حالات مین بھی پس یہ تعمیم بعد تخصیص ہے خوب سمجھ لو۔ دوسری آیت وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ چند فائدون کو شامل ہے **پہلا فائدہ** یہ جو فرمایا کہ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ اِس سے معلوم ہوا کہ بندے کو لازم ہے کہ اللہ کے سامنے کچھ تدبیر نہ کرے کیونکہ جب وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے تو تدبیر بھی جو چاہے کریگا جو پیدا کرنے کا مالک نہین وہ تدبیر کا بھی مالک نہین۔ کیا پیدا کرنیوالا اور نہ پیدا کرنے والا برابر ہوسکتا ہے آیا نصیحت نہین قبول کرتے تم اور یَخْتَارُ سے معلوم ہوتا ہے کہ اختیار مین وہ یکتا ہے اور اُسکے افعال صادر بالاضطرار نہین بلکہ وہ صفت

۷ حدیث یہ ہے حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات

اختیار کے ساتھ موصوف ہے اور اسمین بندے پر لازم ٹھیرانا ہے کہ اپنا اختیار اور تدبیر
اللہ کے آگے ساقط کر دے کیونکہ جو صفت اُسکی ہے وہ تیری نہین ہوسکتی آور یہ قول مَا کَانَ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ اسکے دو معنی ہوسکتے ہین ایک یہ کہ وہ لوگ اس لائق نہین کہ اُنکے لیے اختیار
حاصل ہوا ور وہ اُسکے مستحق ہون دوسرے یہ کہ ہمنے اُنکو اختیار نہین دیا اور اس امر کا مستحق
نہین بنایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ یعنے اللہ تعالے اس سے پاک ہے
کہ اُسکے آگے اُنکا اختیار چلے آور اس آیت سے یہ ظاہر ہوگیا کہ جو شخص اللہ کے ساتھ اختیار کا
دعویٰ کرے وہ مشرک ہے بلسان حال سے دعوی ربوبیت کا کر رہا ہے اگرچہ زبانی اس سے
برارت ظاہر کرتا ہو تیسری آیت فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى
یعنی کیا انسان کو اُسکی ہر آرزو ملجاتی ہے پس اللہ ہی کی ہے آخرت اور دنیا۔ یہ آیت دلیل ہے
اسکی کہ اللہ کے آگے تدبیر ساقط کرنا چاہیے کیونکہ یون فرمایا کہ انسان کو کیا اُسکی ہر آرزو ملجاتی
ہے یعنی ایسا نہین ہوتا اور اُسکو یہ شایان نہین کیونکہ ہمنے اُسکو اسکا مالک نہین کیا پھر اُسکو مؤکد
کیا اس قول سے فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى یعنی جب دنیا و آخرت دونون اللہ ہی کے ہوے
تو انسان کا کچھ نہوا تو اُسکو مناسب نہین کہ غیر کی ملک مین تدبیر کرے البتہ دارین کی تدبیر کرنا
اُس ذات کو زیبا ہے جو اُن دونون کا مالک ہے اور وہ فقط اللہ تعالیٰ ہے آور یہ فرمانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاقَ طعم الایمان الخ[۱] اسمین دلیل ہے کہ جو ایسا نہوگا ایمانکی حلاوت
اور ذوق نپاویگا اُسکا ایمان صرف ایک صورت بے جان اور ظاہر بے معنی اور نقش بے حقیقت
ہوگا اور اسمین یہ بھی اشارہ ہے کہ جو قلوب امراض غفلت و ہوا سے سالم ہین وہ لذیذ معانی سے
مزے لیتے ہین جیسے تمام نفوس لذیذ کھانون سے خوش ہوتے ہین اور ایمان کا مزہ وہی چکھیگا جو
اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو کیونکہ جب اُسکے رب ہونے پر راضی ہوگا اُسکے آگے گردن جھکا دیگا
اُسکے حکم کا مطیع ہوگا اپنا اختیار اُسکے حوالے کرے گا اُسکے حُسن تدبیر و اختیار کے روبرو اپنا اختیار
و تدبیر چھوڑ دیگا اُسوقت لذتِ عیش اور راحتِ تفویض دیکھے گا آور جب یہ اُس سے راضی ہوگا
رب بنانے مین اسکے لیے اُدھر سے رضا ہوگی جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا
عَنْهُ یعنی اللہ اُنسے راضی ہوا اور وہ اُس سے راضی ہوئے آور جب اِسکے لیے اللہ کی طرف سے

[۱] یہ حدیث اوپر گذر چکی اسکا ترجمہ ہوچکا ۱۲ مترجم

رضا ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسکی حلاوت پیدا کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی منّت واحسان کو جانے اور
یہ رضا باللہ بدون فہم کے نہین ہوتی اور فہم بدون نور کے نہین ہوتی اور نور بدون قرب کے نہین
ہوتا اور قرب بدون عنایت کے نہین ہوتا پس جب عنایت اس بندے کی طرف متوجہ ہوئی
ہے یہ تمام دولتین خزانہ منّت سے اُسکے لیے ظاہر ہوتی ہین پس جب اللہ کی امدادین اور انوار
اسپر پیاپے آتے ہین اسکا قلب امراض و اسقام سے صحت پاتا ہے تو صحیح الادراک ہوجاتا ہے
پس ایمان کی لذّت اور حلاوت کا ادراک بوجہ صحت ادراک و سلامت ذوق کے ہے اور اگر
بیماری غفلت عن اللہ مین اسکا قلب مبتلا ہوتا تو اسکا ادراک میسر نہ ہوتا کیونکہ بخار والا اکثر اوقات
شکر کا مزہ تلخ پاتا ہے اور حالانکہ وہ واقع مین ایسا نہین پس جب امراض زائل ہوجاتے ہین
حقائق اشیا کو دریافت کرتا ہے پس پالیتا ہے حلاوت ایمان و لذّت طاعت کو اور تلخی قطع تعلق اور
مخالفت کو پھر جب حلاوت ایمان کو پائیگا تو اُسپر خوش ہوگا اور اُسمین اللہ کا احسان مشاہدہ کریگا
اور اُن اسباب کو طلب کریگا جن سے ایمان محفوظ رہے اور حاصل ہو اور جب لذّت طاعت کو
پائیگا تو اُسپر دوام کریگا اور اُسمین اللہ کا احسان مشاہدہ کریگا اسیطرح جب تلخی کفران و مخالفت کو
پائیگا تو ضرور ہے کہ اُسکو ترک کریگا اور اُس سے نفرت کریگا اور اُسکی طرف مائل نہوگا پس یہ
باعث ہوجائیگا ترک گناہ کا اور اُسکی طرف متوجہ نہونے کا اور یہ دونون مفہوم جُدا جُدا ہین
اور یہ نفرت گناہ سے اسلیے ہوگی کہ نور بصیرت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی مخالفت
اور اُس سے غافل ہونا قلوب کے حق مین زہر قاتل ہے پس مؤمنین کے قلوب مین اللہ کی
مخالفت سے ایسی نفرت ہوجاتی ہے جیسے تمکو طعام زہر آلود سے نفرت ہے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا یعنی اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو کیونکہ جب
اسلام کے دین بنانے پر راضی ہوا تو اپنے آقا کی پسندیدہ اور مختار چیز پر راضی ہوا کیونکہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی بیشک دین حق اللہ کے نزدیک
اسلام ہے اور فرمایا وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو شخص ڈھونڈھے
سوائے اسلام کے اور کوئی دین ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اُس سے اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی
لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنی بیشک اللہ نے برگزیدہ کیا ہے تمہارے لیے

دین پس مرنے نہ پاؤ تم مگر اِس حال مین کہ تم مسلمان ہو اور جب اسلام کے دین بنانے پر راضی ہوگا تو لازم ہے کہ اوامر کو مانیگا اور نواہی سے باز آویگا اچھی باتین اورون کو بتلاویگا بُری باتون سے منع کریگا اور جب کسی مُلحد کو دیکھے گا کہ غیر دین کو دین مین داخل کرنا چاہتا ہے تو اسکو جوش پیدا ہوگا اور برُہان سے اسکی مغز پاشی کریگا اور قوت بیانیہ سے اسکی بیخ کنی کریگا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو پھر اُسکو لازم ہے کہ آپ کا محب ہو اور آپ کے آداب و اخلاق اختیار کرے دنیا سے بے رغبت ہونے مین اُس سے علیحدگی کرنے مین لوگونکی خطا سے درگذر کرنے مین جو اس سے بُرائی کرے اُس سے معاف کرنے مین اور اسکے سوا جتنے امور ہین سب مین آپکا اتباع ہو کرنے مین کرنے مین اختیار کرنے مین ترک کرنے مین محبت مین بغض مین ظاہر مین باطن مین پس جو شخص اللہ تعالی سے راضی ہوگا اُسکے آگے گردن جھکاویگا جو اسلام سے راضی ہوگا اُسکے موافق عمل کریگا جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوگا آپ کی متابعت کریگا اور ان تینون باتون مین سے ایک بات بھی نہین ہوتی جبتک سب نہون کیونکہ یہ امر محال ہے کہ اللہ کے رب ہونے پر تو راضی ہو اور اسلام کے دین ہونے پر راضی نہو یا اسلام کے دین ہونے پر تو راضی ہو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی نہو اور ان سب کا باہم لازم و ملزوم ہونا ظاہر ہے کچھ مخفی نہین جب یہ بیان ہوچکا تو اب اسباب کو جان لو کہ مقامات یقین کے نو ہین توبہ اور زہد اور صبر اور شکر اور خوف اور رضا اور رجا اور توکل اور محبت اور کوئی مقام انمین سے بدون ساقط کرنے تدبیر و اختیار کے صحیح نہین ہوتا اور یہ اصطلاح ہے کہ توبہ کرنے والے کو جیسا اپنے گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے ایسے ہی پروردگار کے آگے اپنی تدبیر کرنے سے بھی توبہ کرنا واجب ہے کیونکہ تدبیر اور اختیار قلوب کے کبیرہ گناہون سے ہین اور توبہ کے معنی ہین رجوع کرنا تمامی اُن اُمور سے جو اللہ تعالی کو پسند نہین اور تدبیر بھی اللہ کو پسند نہین کیونکہ وہ شرک ہے ربوبیت مین اور کفران ہے نعمت عقل کا اور کفر کو اپنے بندون کے لیے پسند نہین فرماتا اور ایسے شخص کی توبہ کیسے درست ہوگی کہ تدبیر دنیوی مین مبتلا ہے اپنے آقا کے حُسن رعایت سے غافل ہے اور اصطلاح زہد ٹھیک نہین ہوتا جبتک کہ تدبیر سے علیحدگی نہ کرے کیونکہ جن چیزون سے خارج

اور بے رغبت ہونیکا حکم ہے اُنمین سے تدبیر بھی ہے کیونکہ زہد دو طرح کا ہے ایک زہد ظاہر دوسرا زہد
خفی زہد ظاہر تو یہ ہے کہ جو چیزین کھانے پینے پہننے وغیرہ کی حاجت سے زائد ہین اُنکی رغبت نہ رہے
اور زہد خفی یہ ہے کہ سرداری و ناموری کی ہوس نہ رہے اسی کی قسم ہے زہد کرنا تدبیر مین اللہ کے آگے
اسیطرح صبر و شکر بدون تدبیر ساقط کیے ہوئے ٹھیک نہین ہوتا کیونکہ صابر وہ ہے جو اللہ کی
ناپسند چیزون سے صبر کرے اور اللہ کی ناپسند چیزونمین تدبیر و اختیار بھی ہے کیونکہ صبر کئی قسم پر
ہے ایک صبر کرنا حرام چیزون سے دوسرا صبر کرنا واجبات پر تیسرا صبر کرنا تدبیر و اختیار سے خواہ
یون کہو کہ صبر کی دو قسمین ہین ایک صبر کرنا حظوظ بشریہ سے دوسری صبر کرنا لوازم عبودیت پر اور لوازم عبودیت سے
یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کے آگے تدبیر ساقط کر دے اسیطرح شکر ٹھیک نہین ہوتا مگر اُس شخص کے
لیے جو تدبیر کو اللہ کے روبرو ترک کر دے کیونکہ شکر کے معنی بقول حضرت جنیدؒ کے یہ ہین کہ
اللہ کی نعمتون کو اُسکی نافرمانی کا ذریعہ نہ بناوے اور اگر تجکو عقل نہوتی جسکی بدولت اللہ نے تجکو
تیرے امثال پر ممتاز کیا اور اُسکو تیرے کمال کا سبب ٹھیرایا تو ہرگز تو تدبیر نکرتا کیونکہ جمادات
وحیوانات کچھ بھی تدبیر نہین کرتے کیونکہ اُنھین عقل نہین جسکا کام ہے انجام کو دیکھنا اور اُسکا
اہتمام کرنا **ف** پس ایسی نعمت عظمی یعنی عقل کو تو نے اُسکی نافرمانی یعنے تدبیر کا ذریعہ ٹھیرایا۔
ت اور تدبیر کرنا مقام خوف و رجا کے بھی خلاف ہے کیونکہ خوف کا جب قلب پر غلبہ ہوتا ہے
اُسکو اسقدر چین نہین لینے دیتا کہ تدبیر کرے اور رجا کا بھی یہی حال ہے کیونکہ رجا کرنیوالے کا
دل تو خوشی سے بھرا رہے گا اور اُسکے اوقات اللہ کے معاملے مین مشغول ہونگے کون وقت مین
تدبیر کی گنجایش ہوگی۔ اور تدبیر کرنا مقام توکل کے بھی خلاف ہے کیونکہ متوکل تو وہ ہے جو اپنا کلی
اختیار اُسکے حوالے کر دے اور تمام امور مین اُسپر اعتماد کرے پس اسکے لوازم مین سے ہے تدبیر
نکرنا اور اجراے احکام کے لیے گردن جھکا دینا اور ترک تدبیر کا تعلق مقام توکل و رضا کے ساتھ
بہ نسبت تعلق دوسرے مقامات کے زیادہ ظاہر ہے۔ اور تدبیر کرنا مقام محبت کے بھی خلاف ہے
کیونکہ عاشق اپنے محبوب کے عشق مین مستغرق ہے اور اُسکا عین مطلوب یہ ہے کہ اُسکے روبرو اپنے
ارادے سے دست بردار ہو جاوے اور عاشق کو کسی وقت مین تدبیر کی گنجایش ہی نہین کیونکہ
اسکو اللہ کی محبت نے اس سے غافل کر رکھا ہے اسیواسطے بعض بزرگون نے فرمایا ہے

فصل وابستگی صبر و شکر با سقاط تدبیر

فصل وابستگی خوف و رجا باسقاط تدبیر

فصل وابستگی توکل و رضا باسقاط تدبیر

فصل وابستگی محبت باسقاط تدبیر

جسنے اللہ کی خالص محبت کا کچھ بھی مزہ چکھ لیا اُسنے ماسوا سے اُسکو غافل بنادیا اور تدبیر کرنا مقام رضا کے بھی خلاف ہے اور یہ بہت ظاہر ہے اسمین کچھ اشکال ہی نہین اور یہ اسلیے ہے کہ جس شخص کو مقام رضا حاصل ہے وہ اللہ کی اگلی تدبیر پر بس کریگا پھر وہ کیون تدبیر کریگا کہ اُسکی تدبیر پر تو راضی ہوچکا کیا تمکو یہ خبر نہین کہ نور رضا قلوب سے تدبیر کا میل کچیل دھو ڈالتا ہے پس رضا والا نور رضا سے اُسکے احکام مین منبسط ہے وہ اللہ کے روبرو کچھ تدبیر نہین کرتا اور غلام کے لیے اُسکے آقا کا حسن اختیار ہی بہت ہے خوب سمجھ لو **فصل** جاننا چاہیے کہ ترک تدبیر و اختیار کے اسباب چند امور ہین اول فکر یہ اعتقاد کہ اللہ نے تیرے لیے پہلے سے تدبیر کردی ہے اور اسکو اسطرح جان کہ اللہ تعالیٰ تیرا اُسوقت تھا کہ تو بھی اپنا نہ تھا پس جیسا تیرے ہونے سے پہلے اُسنے تیرے لیے تدبیر فرمائی تھی اور تیری تدبیر وہان کچھ نہ تھی اسیطرح بعد ہونے کے بھی وہ مدبر ہے پس تو اُسکے ساتھ ایسا رہ جیسا پہلے تھا وہ بھی تیرے ساتھ ایسا رہیگا جیسا پہلے تھا اور اسیواسطے حسین حلاج نے دعا کی کہ میرے واسطے ایسا ہوجا جیسا میرے نہونے کے وقت مین تھا حاصل دعا یہ ہے کہ میرے وجود کے بعد میری تدبیر فرما جیسا میرے وجود سے پہلے میری تدبیر فرماتا تھا کیونکہ وجود سے پہلے اللہ کے علم مین بندے کی تدبیر ہوچکی ہے اور اُسکا کہین وجود بھی نہ تھا کہ دعویٰ تدبیر کرتا اور اسوجہ سے اسکی نصرت نہوتی اگر کوئی اعتراض کرے کہ قبل وجود تو معدوم محض تھا پس تدبیر کیسے اسکے ساتھ متعلق ہوسکتی ہے جواب یون سمجھو کہ تمام اشیا علم الٰہی مین موجود ہین اگرچہ خارج مین اُنکا وجود نہ ہو پس اللہ تعالیٰ اُنکے وجود علمی کے مرتبے مین اُنکی تدبیر فرماتا ہے اور یہ مسئلہ بہت غور طلب ہے یہ موقع اُسکی تفصیلی بحث کا نہین **بیان واعلام** جاننا چاہیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ جمیع اطوار مین تیری تدبیر کا ذمےدار ہوا اور تمام حالات مین تیرے ایجاد کا اہتمام فرمایا یوم میثاق مین تیرے لیے تدبیر فرمائی جس روز پوچھا گیا کیا مین تمھارا رب نہین سب بولے کیون نہین اُسوقت تیرے لیے یہ تدبیر فرمائی کہ تجکو اپنی شناخت دی تب تونے اُسکو پہچانا اور تجکو اپنی جھلک دکھلائی تونے اُسکو مشاہدہ کیا تجکو گویا کیا تیرے دلمین اپنی ربوبیت کا اقرار ملہم کیا تب تونے اُسکی توحید کی اسکے بعد تجکو نطفہ بنایا جو باپ دادا کی پشت مین امانت تھا اور اُس مقام مین تیری تدبیر کا سامان کیا تیری حفاظت کی جسجگہ تو رہا اُسکی حفاظت کی

طریق اول

جس شخص مین تو رہا اُسکے ذریعہ سے برابر تجکو مدد پہونچتی رہی یہی سلسلہ آدم علیہ السّلام تک پہونچتا ہے پھر تجکو مان کے رحم مین ڈالا وہان تیرے کام بنائے اور رحم مین قابلیت رکھکر اُسکو ایک زمین بنایا جسمین تو پھلے پھولے اور اُسکو ایک محل امانت بنایا جسمین تجکو حیات عنایت ہو پھر دونون نطفون کو جمع کیا دونون کو ملایا پھر تو دونون سے بنا۔ اسکا سبب حکمت الٰہی ہے کہ تمامی وجود سرّ ازدواج پر مبنی ہے پھر نطفے کے بعد تجکو علقہ یعنی خون بستہ بنایا جس مین صلاحیت اُس صورت کی رکھی جو اسکے بعد پیدا کرنا منظور ہے پھر علقے کے بعد مضغہ بنایا پھر مضغے مین تیری صورت نقش کی اور تیری بنیاد قائم فرمائی پھر اُسکے بعد تیرے اندر روح پھونکی پھر مان کے رحم مین خون حیض تجکو غذا دی پس تیرے وجود مین آنے سے پہلے تیرا رزق جاری فرمایا پھر تجکو مان کے رحم مین باقی رکھا یہانتک کہ تیرے اعضا قوی ہوگئے اور ہاتھ پاؤن مضبوط ہوگئے تاکہ تو ایسی جگہ آنے کے قابل ہوجاوے جہان تیرا نفع نقصان ہے اور تاکہ تجکو ایسے گھر کی طرف لاوے جسمین تجکو اپنے فضل وعدل کے ساتھ اپنی شناخت کرائے پھر جب تجکو زمین کی طرف لایا اُسکو معلوم تھا کہ تو سخت چیزین نہین کھا سکتا اور نہ تیرے دانت ہین اور نہ داڑھ جن سے تو کھانے مین کام لے سکے پس چھاتیون مین لطیف غذا جاری فرمائی اور اُسپر جوش دینے والی مہربانی مان کے دل مین مسلّط کی جہان دودھ نکلنا موقوف ہے اُس محبت مادری نے اُسکو جوش دیا۔ جوش دینے والا بھی کیسا جو کبھی سست نہین ہوتا ایسا مستعد جو کبھی بند نہین ہوتا۔ پھر مان باپ کو اِس کام مین لگا دیا کہ تیرے فائدے کی چیزین حاصل کرین اور تجھپر شفقت کرین اور تجکو محبت کی نگاہ سے دیکھین اور یہ وہی شفقت ہے جسکو تیری طرف اور دوسرے شخصونکی طرف بھیجنے مین مان باپ کو مظہر قرار دیا تاکہ صفت مودت کے ساتھ اُسکی معرفت ہو اور حقیقت مین اُسکی ربوبیت کے سوا تیرا کوئی کفیل نہین اور اُسکی اُلوہیت کے سوا کوئی پرورش کرنے والا نہین پھر باپ کے ذمّے لازم ٹھیرایا کہ وقت بلوغ تک تیری خبرگیری کرے اور اپنی عنایت سے یہ اُسپر واجب کردیا پھر کمال فہم تک تجکو مرفوع القلم فرما دیا اور یہ بلوغ کا وقت ہے پھر تب سے ادھیڑ ہونے تک اپنے عطا وفضل کو موقوف نہین کیا پھر جب تو بڑھاپے کو پونہچا پھر جب تو مریگا پھر جب قیامت مین زندہ ہوگا پھر جب تجکو اپنے روبرو کھڑا کریگا پھر جب اپنے عقاب سے تجکو بچائیگا پھر جب تجکو بہشت مین داخل کریگا

پھر جب اپنا پردہ تیرے سامنے سے اُٹھا دیگا اور اپنے اولیا اور احبا کی مجلس مین تجکو بٹھلائیگا فرمایا اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے کہ متقی لوگ ہونگے بہشتون مین اور نہرون مین سچی مجلس مین قدرت والے بادشاہ کے پاس **ف** یعنی سب جگہ تجھپر فضل رہا **ت** پس تو اُسکے کس کس احسان کا شکر کرسکتا ہے اور کون کون نعمتون کو ذکر مین لاسکتا ہے اور سُنو ارشاد اللہ تعالیٰ کا وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ یعنی جو کچھ نعمتین تمھارے پاس ہین سب اللہ کی طرف سے ہین پس معلوم ہوا کہ تو اُسکے احسان سے نہ کبھی نکلا ہے نہ نکلے گا اور اُسکا فضل و امتنان تجھسے کبھی جدا نہو گا اور اگر اپنے تغیر حالات کا معلوم کرنا منظور ہے تو یہ ارشاد اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا سُن لو وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ یعنی بیشک پیدا کیا ہمنے آدمی کو خلاصہ مٹی سے پھر بنایا ہمنے اُسکو نطفہ ٹھہرنے کی جگہ مین پھر پیدا کیا ہمنے نطفے کو خون بستہ پھر پیدا کیا ہمنے خون بستہ کو گوشت کی بوٹی پھر پیدا کیا ہمنے بوٹی کو ہڈیان پھر پہنایا ہمنے ہڈیون کو گوشت پھر پیدا کیا ہمنے اُسکو دوسری پیدایش **ف** یعنی روح پھونکی **ت** پس بڑی برکت والا ہے اللہ بہتر سب تجویز کرنے والونکا پھر بیشک تم بعد اُسکے البتہ مرنیوالے ہو پھر بیشک تم قیامت کے دن زندہ کیے جاؤگے اِس آیت کی جھلک تجھپر ظاہر ہوگی اور اس کی چمک تجھپر پھیلے گی اور اسکا مضمون گردن جھکا دینے اور توکل کرنے کو تجھپر لازم ٹھیرا دیگا اور تدبیر کے ترک اور تقدیر کے ساتھ منازعت نکرنے کی طرف تجکو کھینچ لیجاویگا اور توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے **دوسرا امر** یہ ہے کہ جان لے کہ اپنے لیے تیرا تدبیر کرنا ناواقفی کی دلیل ہے اپنے فائدے کے سوچنے سے کیونکہ ایمان والے کا اعتقاد ہے کہ جب وہ اللہ کے روبرو تدبیر کو ترک کردیتا ہے خداے تعالیٰ اُسکے لیے بخوبی تدبیر فرما دیتا ہے بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اُسکے لیے کافی ہے پس تیری تدبیر یہی ہے کہ تدبیر نکرے اور اپنی بڑی خیرخواہی یہی ہے کہ اُسکی خیرخواہی کی فکر نکرے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کے قول کو سمجھ کہ آؤ گھرونمین اُنکے دروازونسے پس تدبیر کا

ﻟﻪ آیت یہ ہے ان المتقین فی جنٰت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ۱۲ مترجم

ﻟﻪ آیت یہ ہے واتوا البیوت من ابوابہا ۱۲ مترجم

دروازہ اللہ کی طرف سے یہی ہے کہ اپنے لیے تدبیر نکرو **تیسرا امر** یہ ہے کہ جان لو کہ یہ ضرور نہیں کہ تقدیر تیری
تدبیر کے موافق جاری ہوا کرے بلکہ اکثر وہی بات ہوتی ہے جسکی تو تدبیر نہیں کرتا اور بہت کم وہ ہوتا ہے جسکی تدبیر کرتا
ہے اور عقل بے ٹھکانے مکان نہیں بناتا پس تیری عمارتین کہان تک پوری ہونے پائینگی تقدیر تو انکو گرا رہی ہے اور پورا ہونے
روک رہی ہے ~ عمارت کب وہ پوری ہو کہ تو اُسکو بناتا ہو + مگر ہو دوسرا اُس جا کہ وہ اُسکو
گراتا ہو + اور جس حالت مین تیری طرف سے تو تدبیر ہوا اور تقدیر بر خلاف تیری تدبیر کے
جاری ہوتی ہو تو ایسی تدبیر سے کیا فائدہ جسکی حمایت تقدیر نکرے اور تدبیر تو اُسی کو سزاوار
ہے جسکے ہاتھ مین تقدیر کی باگ ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے ~ پایا مین نے قضا کو جب کاری +
اور نہین اسمین کوئی شک طاری + کرلیا اعتماد خالق پر + خود چلا جس طرف وہ ہو جاری +
چوتھا امر یہ ہے کہ جان تو کہ اللہ تعالیٰ ہی ذمے دار ہے اپنی سلطنت کی تدبیر کا اُس کی
بلندی کا اُسکی پستی کا اُسکے غیب کا اُسکی شہادت کا۔ اور جیسا عرش و کرسی اور آسمان و زمین
مین اُسکی تدبیر کو تو نے تسلیم کرلیا اسیطرح اپنے وجود مین بھی اُسکی تدبیر کو تسلیم کرلے کیونکہ تیرے وجود
کی نسبت ان عالمون کے ساتھ ایسی ہے کہ تیرا پتہ بھی نہین لگنے دیتی جیسا کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین کی نسبت کرسی کے
ساتھ ایسی ہے جیسے کسی چٹیل میدان مین ایک حلقہ پڑا ہوا اور کرسی اور ساتون آسمان اور ساتون زمین عرش کے
سامنے یہی نسبت رکھتے ہین پس تو بیچارا اُسکے ملک مین کیا چیز ہے پس تجکو اپنے نفس کی فکر کرنا اور اُسکے لیے
تدبیر کرنا بالکل اللہ سے کرنا واقفی ہے بلکہ بات وہ ہے جیسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ یعنی ملن لوگون
نے اللہ کی قدر نکی جیسی اُسکی قدر کرنا چاہیے تھا پس اگر بندہ اپنے رب کو پہچان لے تو اُسکے
آگے تدبیر کرتا ہوا شرمائے۔ اور تجکو جو خدائے تعالیٰ سے آڑ ہے اُسی نے تجکو دریائے تدبیر مین
پھینکا ہے کیونکہ اہل الیقین کی باطنی بینائی سے جو پردہ اُٹھا اُنھون نے اپنے کو دیکھا کہ ہماری تدبیر
کوئی دوسرا کر رہا ہے ہم خود کچھ تدبیر نہین کرسکتے اور ہم مین کوئی دوسرا تصرف کر رہا ہے ہم خود
کچھ تصرف نہین کرسکتے اور ہمکو کوئی دوسرا جنبش دے رہا ہے ہم خود کچھ جنبش نہین کرسکتے اسیطرح
سکان عالم بالا مشاہدہ کر رہے ہین اُسکے ظہور قدرت کا اور نفوذ ارادے کا اور مقدورات کے
ساتھ قدرت اور مرادون کے ساتھ ارادے کے متعلق ہونیکا۔ اور اسباب اُنکی نگاہ مین برطرف
ہین اسی لیے وہ دعوے سے پاک ہین کیونکہ اُن کو معاینہ اور مواجہہ حاصل ہے اسی لیے حق سبحانہٗ

وتعالیٰ نے فرمایا اِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَمَنۡ عَلَیۡہَا وَاِلَیۡنَا یُرۡجَعُوۡنَ یعنی ہم وارث ہین
زمین کے اور جو اسکے اوپر بستے ہین اور سب ہماری طرف پھیرے جاوینگے اسمین ملائکہ کا تزکیہ ہے
اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے جو اُنکو عنایت کیا وہ اُسمین مدعی نہین اور جو اُنکی طرف
منسوب کیا اُسمین وہ خود نسبت کرنے والے نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یون فرماتے اِنَّا نَحۡنُ
نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَالسَّمَآءَ بلکہ اُنکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو نسبت ہے اور اُس سے ہیبت کرتے
ہین اور اُسکی عظمت سے حیران ہین یہ امور اُنکو مانع ہین کہ وہ کسی غیر کی طرف میلان کرین پس جیسا
آسمان و زمین کے مقدمے مین اللہ کی تدبیر کو تسلیم کر لیا ہے اسیطرح اپنے وجود مین بھی تسلیم
کرلے کیونکہ آسمان و زمین کی خلعت تو بہرحال انسان کی خلقت سے بڑی ہی ہے **پانچوان امر**
یہ ہے کہ جان لے کہ تو اللہ کی ملک ہے اور تجھکو ایسی چیز کی تدبیر کرنا نہین پہونچتا جو غیر کی ملک ہو
پس جو چیز تیری ملک مین نہین تجھکو اُسکی تدبیر کا بھی استحقاق نہین اور جو چیز تیری ملک مین ہے
اُسمین جب کوئی تجھسے منازعت نہین کرتا اور حالانکہ تیری ملک صرف اُسکے مالک بنانے سے
ہوئی اور تیری ملک حقیقی نہین بلکہ صرف ایک نسبت شرعی ہے جو تیری ملک کی موجب ہوگئی یہ نہین
کہ کوئی چیز تیرے وصف کے ساتھ قائم ہوگئی جس سے تو مالک بننے کا مستحق ہوگیا تو اللہ کے ساتھ
اُسکی ملک مین منازعت نکرنا تو زیادہ تر مناسب اور سزاوار ہے خصوصاً جبکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا
اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ یعنی اللہ نے مول
لے لیا ہے اہل ایمان سے اُنکی جانین کو اور اُنکے مالون کو اس معاوضے مین کہ اُنکے لیے جنت ہے
تو فروخت کرنے کے بعد تدبیر و منازعت کرنا مناسب نہین کیونکہ جس چیز کو تو فروخت کر چکا اُسکا
تسلیم کر دینا اور منازعت نکرنا تجھپر واجب ہو چکا پھر اُسمین تدبیر کرنا عقد بیع کو توڑنا ہے مین ایک
روز شیخ ابو العباس مرسی رحمہ اللہ کی خدمت مین گیا اور کسی قصے کی شکایت کی فرمانے لگے اگر
تیرا نفس تیری ملک ہے تو اُسکے ساتھ جو چاہے کر اور یہ تجھسے ہرگز نہوسکے گا اور اگر اپنے پیدا کرنیوالے کی
ملک ہے تو اُسکو تسلیم کر دو وہ جو چاہے کرے پھر فرمایا کہ چین اسی مین ہے کہ اللہ کے سپرد کر دو اور تدبیر چھوڑ دو اور
عبودیت کے یہی معنی ہین ابراہیم بن ادہم سے منقول ہے کہ مین ایک شب سو گیا اور میرا معمول
قضا ہوگیا مین جاگا اور نادم ہوا پھر تین دن ایسا سویا کہ فرض ہی قضا ہوگیا جب مین بیدار ہوا

ایک ہاتف کی آواز سنی کہ کہتا ہے ؎ ہر خطاسے کرتے ہین ہم در گذر * ہے مگر اعراض ہمسے سخت تر
رہ گئی طاعت جو تجھسے بخشدی * رہ گیا جو اجر وہ ہے مُدّخر * پھر مجکو حکم ہوا اے ابراہیم بندہ بنا؟
بس مین بندہ بنا اور چین مین ہوگیا **چھٹا امر** یہ ہے کہ جان لے کہ تو اللہ کا مہمان ہے کیونکہ دنیا
اللہ کا گھر ہے اور تو وہان آکر اسکا مہمان ہوا ہے اور مہمان کو سزاوار ہے کہ میزبان کے ہوتے
کوئی غم نہ پائے شیخ ابو مدین رحمہ سے پوچھا گیا کہ حضرت یہ کیا بات ہے کہ اور مشائخ کو ہم اسباب مین
پھنسا ہوا دیکھتے ہین اور آپ بالکل نہین پھنستے فرمانے لگے اے بھائی انصاف تو کرو دنیا اللہ کا
گھر ہے اور ہم اُسکے مہمان ہین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مہمانی تین روز تک ہے
تو تین روز تک تو اللہ کے یہان ہماری ضیافت ہی ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ایک دن تیرے
رب کے یہان کا ایک ہزار سال کے برابر ہے جسکو شمار کیا کرتے ہو اس حساب سے تین ہزار برس
ہماری مہمانی کے ٹھیرے جسمین کچھ مدت تو دنیا مین مقیم ہین اور باقی کو اپنے فضل سے آخرت مین
پورا کریگا اور خلود دائم مزید بر آن ہے **ساتوان امر** یہ ہے کہ بندہ ہر شے مین اللہ تعالی کی
قیومیت کو دیکھے کیا یہ قول اسکا تو نے نہین سنا اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ یعنی اُسکے
سوا کوئی پرستش کے لائق نہین اور وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا پس حق سبحانہ وتعالی قیوم ہے
دنیا کا اور آخرت کا دنیا کا قیوم تو رزق اور عطا سے ہے اور آخرت کا اجر و جزا سے جب بندہ
اپنے رب کی قیومیت اور اُسکی نگرانی کا یقین کرلے گا اپنا کُلی اختیار اُسکے حوالے کریگا اور اپنے کو
اُسکا مطیع اور منتظر حکم کرکے اُسکے آگے ڈال دیگا **آٹھوان امر** یہ ہے کہ بندے کو عمر بھر
احکام عبودیت مین مشتغل رہنے کا حکم ہے بدلیل قول اللہ تعالی کے وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ
الْیَقِیْنُ ۝ یعنی اپنے رب کی عبادت کرتا رہ یہان تک کہ آن پہونچے تجکو موت جب اُسکی ہمت
رعایت عبودیت کی طرف متوجہ ہوگی یہ اُسکو تدبیر و فکر کرنے کی فرصت نہ لینے دیگی شیخ
ابو الحسن رح کا قول ہے جاننا چاہیے کہ تجپر ہر وقت اللہ تعالی کا عبودیت مین ایک حق ہے کہ اللہ
تعالی بمقتضاے ربوبیت اُسکو چاہتا ہے اور بندے سے اُسکا مطالبہ ہوگا اور اُس حق سے اور
اُسکی سانسون سے جو اُسکے پاس اللہ کی امانت ہے سوال ہوگا پس اہل بصیرت کو اللہ کے
حقوق سے فرصت کہان ہے کہ اپنے نفس کے لیے تدبیر کرسکین اور اُسکی مصلحتون باعتبار اُسکے

حظوظ اور حوائج کی ذکر کرسکین اور اللہ کی منت کاملہ تک کوئی نہین پہونچتا بدون اسکے کہ اپنے نفس سے غائب ہو اُسکے مقدمے مین زہد اختیار کرے اُسکی ہمت اللہ تعالی کی پسندیدہ چیزونمین مصروف ہو اُسکی موافقت کے اسباب بکثرت ہون اُسکی خدمت اور معاملے پر دوام کرے پس جسقدر تجھکو اپنے نفس سے غیبت یعنی فنا و دوری ہوگی اُسیقدر بقا باللہ میسر ہوگا اسیواسطے شیخ ابو الحسنؒ فرماتے ہین اے وہ شخص جو اپنی راہ نجات کی طرف دوڑتا ہے اُسکی درگاہ کا شائق ہے اگر چاہتا ہے کہ تیرا باطن اسرار ملکوت کے لیے کُشادہ ہو جاوے تو اپنے ظاہر کی طرف نظر کم کیا کر **نوان امر** یہ ہے کہ تو ایک تربیت یافتہ غلام ہے اور غلام کو سزاوار ہے کہ آقا کے ہوتے ہوئے کچھ غم نہ پالے اور ساتھ ہی اِسکے وہ آقا افضال کے ساتھ متّصف ہے اور اُسکو کبھی مہمل نچھوڑیگا کیونکہ مقام عبودیت کی جان تو یہ ہے کہ اللہ پر کامل بھروسہ ہو اور اپنے کو اُسکے حوالے کردے اور یہ دونون امر تدبیر و اختیار کے منافی ہین بلکہ غلام کا کام یہ ہے کہ خدمت مین لگا رہے آقا اپنی عنایت سے آپ ہی اُسکی خبرگیری کریگا اور غلام کے ذمّے خدمت کا سرانجام دینا ہے اور آقا خود ہی اُسکی روزی کا انتظام فرماویگا اللہ تعالی کے اِس قول کو خوب سمجھ لے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ الآیۃ یعنی تم ہماری خدمت کرو ہم اپنی روزی تمکو پہونچانے کا بندوبست کردینگے **دسوان امر** یہ ہے کہ تجکو انجام کار کی خبر نہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی بات مین نفع سمجھکر اُسکی تدبیر کی اُلٹا اُسمین نقصان ہوگیا اور بسا اوقات مصیبت کی راہ سے فوائد حاصل ہو گئے اور فوائد کی راہ سے مصیبتین اور مضرت کی راہ سے مسرت اور مسرّت کی راہ سے مضرّت آگئی اور اکثر بار محنت مین منتلے و منّت مین محنت پوشیدہ ہوتی ہے بہت دفعہ دشمنون کے ہاتھ سے منفعت اور دوستون کے ہاتھ سے ایذا پہونچی ہے جب ایسا قصہ ہے تو عاقل سے کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے آگے تدبیر چلا دے حالانکہ اتنی خبر نہین کہ مسرّت کہان ہے کہ اُس کو حاصل کرے اور مضرّت کہان ہے کہ اُس سے بچے اسیواسطے شیخ ابو الحسنؒ کی دعا ہے یا اللہ ہم جسجگہ جانتے ہین اور اُسکا طریقہ بھی جانتے ہین وہان تو اپنے سے ضرر دفع کر ہی نہین سکتے پس جسجگہ ہم جانتے نہین نہ اُسکا طریقہ معلوم ہو وہان تو کیسے عاجز نہ ہون آور تمکو اللہ تعالی کا یہ قول بس ہے عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ

الآیۃ اور بہت مرتبہ تونے کسی بات کا ارادہ کیا ہوگا اور اللہ نے اُسکو ہٹا دیا اور اسوجہ سے اپنے دلمین
غم اور تنگی پائی ہوگی مگر جب اُسکا انجام معلوم ہوا ہوگا تب سمجھا ہوگا کہ خداے تعالی نے تیرے واسطے
کیسی شفقت فرمائی کہ تجھکو خبر بھی نہوئی اور اُس ارادہ کرنیوالے سے بدتر کون ہوگا جسکو فہم نہوا اور
اُس غلام سے بدتر کون ہوگا جسمین اطاعت نہو جیسا کسی نے کہا ہے ؎ بہت کامونکو مین چاہا
نہین ہونے دیا تونے ٭ ہمیشہ مجھسے زیادہ مجھپہ تیری مہربانی ہے ٭ کیا ہے عزم اب مین نے نہ دیکھون
دلمین خطرہ بھی ٭ مگر سمجھون کہ یہ تیری جہت سے حکمرانی ہے ٭ ارادہ یہ بھی ہے جاؤن نہ منہیات کے
نزدیک ٭ کہ میرے دلمین عظمت ہے تری اور کبرشانی ہے ٭ کیسی حکایت ہے کہ کسی مصیبت مین مبتلا
ہوتا تو کہتا تھا اسی مین کچھ خیر ہے ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بھیڑیا آکر اُسکے مرغ کو کھا گیا اُسکو
اطلاع ہوئی کہنے لگا اسی مین کچھ خیر ہوگی اُسی شب اُسکے کتے کے کہین چوٹ لگی اور مر گیا اُسکو اطلاع
ہوئی کہنے لگا اسی مین کچھ خیر ہوگی پھر اُسکے گدھے نے چلانا شروع کیا اور مر گیا کہنے لگا اسی مین کچھ خیر ہوگی
اُسکے گھر والے اسبات سے تنگدل ہونے لگے اتفاق ایسا ہوا کہ اُسی شب مین کچھ بدو آئے اور محلے
والون کو لوٹا مارا اور بجز اس شخص کے اور اسکے گھر والون کے کوئی نہین بچا وہ بدو مرغ اور کتے اور گدھے
کی آواز کے پتے پر آئے تھے اور اسکے یہ سب مر چکے تھے پس ان چیزون کا ہلاک ہونا اسکی نجات کا سبب
ہوگیا پس پاک ہے وہ تدبیر کرنیوالا حکمت والا۔ اور جبتک انجام نہین ظاہر ہوتا اُسوقت تک اللہ کی تدبیر
کی خوبی بندے کو نظر نہین آتی اور خاص لوگونکے مقام سے اسکو کچھ بھی تعلق نہین کیونکہ جنکو خدا کی
طرف سے فہم عنایت ہوتی ہے وہ تو قبل انجام ظاہر ہونے کے اللہ کی تدبیر کی خوبی مشاہدہ کرلیتے ہین
اور ایسے لوگ اس باب مین کئی طرح کے ہین بعض لوگون کو اللہ کے ساتھ حسن ظن ہے اللہ تعالی نے
جو اُنکو اپنے احسان و لطف کا خوگر کر رکھا ہے اس سے وہ گردن جھکا دیتے ہین بعضونکو حسن ظن اسوجہ سے
ہے کہ جانتے ہین کہ اہتمام اور تدبیر اور منازعت نہ تو تقدیر کو ٹال سکتی ہے نہ غیر مقسوم چیز کو حاصل کر سکتی
ہے بعضونکو اسوجہ سے حسن ظن ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداے تعالی سے حکایت فرمائی ہے
کہ مین اپنے بندے کے گمان کے پاس ہون جسطرح کا گمان میرے ساتھ رکھتا ہے اسلیے وہ شخص حسن ظن
کو اور اُسکے اسباب کو اختیار کرتا ہے اس امید سے کہ اسکے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہو پھر اللہ بھی اُسکے
گمان کے موافق اُسکے ساتھ برتاؤ کرتا ہے اور اللہ تعالی نے اپنے احسانکی راہین مسلمانون کے لیے

نہایت آسان کردین کر اُنکے گمانون کے موافق معاملہ فرمایا خود ارشاد فرماتے ہین یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ یعنی اللہ تعالی تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے دشواری نہین چاہتا اور ان سب مراتب سے بڑھکر یہ ہے کہ تسلیم و تفویض اسوجہ سے ہو کہ اللہ تعالی اسکا مستحق ہے نہ ایسی وجہ سے جسکا نفع لوٹ کر اپنے ہی طرف آوے کیونکہ مراتب مذکورۂ بالامین بندہ ابھی بندِ علل مین گرفتار ہے کیونکہ جو شخص اپنے فوائد کیلیے اسکا مطیع بنا اُسکا مطیع بننا تو الطاف سابقہ کی وجہ سے ہوا اگر یہ الطاف نہوتے تو یہ مطیع بھی نہوتا دوسرے کا بھی یہی حال ہے کیونکہ یہ سمجھکر کہ تدبیر سے کچھ فائدہ نہین اگر تدبیر کو چھوڑ دیا یہ اللہ کے لیے تو نہ ہوا کیونکہ اگر اسکو تدبیر کا نافع ہونا معلوم ہوجاتا تو شاید تدبیر کو نہ چھوڑتا اور جسنے حسن ظن اور اطاعت اسلیے اختیار کی کہ میرے گمان کے موافق مجھسے معاملہ ہو تو درحقیقت وہ اپنے حظوظ نفس مین سعی کر رہا ہے اُسکو اندیشہ صرف یہ ہے کہ اگر مین ایسا نہ کرونگا تو افضال اسکے رہین گے اور جو شخص اللہ کی اطاعت اور حسن ظن اسوجہ سے کرے کہ وہ عظمت الوہیت اور صفت ربوبیت کے ساتھ موصوف ہے پس یہ شخص ہے کہ حقیقت حال تک پہونچ گیا اور اُس گروہ مین داخل ہونے کے لائق ہوگیا جن کے حق مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے ہین کہ اُنکی ایک تسبیح جبل اُحد کے برابر ہے اور اللہ تعالی نے تمام بندونسے اس آیت مین ترک تدبیر کا عہد لیا ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ الآیہ کیونکہ اقرار ربوبیت کو یہ بات لازم ہے کہ اُسکے آگے تدبیر نکرین پس یہ عہد اُسوقت ہوچکا ہے کہ جب نفس بھی نہ تھا جو محل اضطراب ہے اور اللہ کے سامنے تدبیر چاہتا اور اگر بندہ اس پہلی حالت پر رہتا کہ پردہ اُٹھا رہتا اور حضوری میسر رہتی تو خدا کے آگے تدبیر کرنا اُس سے ممکن نہوتا چونکہ حجاب حائل کردیا ہے اس سے تدبیر و اضطراب واقع ہوا اسیواسطے جو اللہ کی معرفت رکھتے ہین اور اسرار ملکوت کا مشاہدہ کرتے ہین وہ اللہ کے سامنے تدبیر نہین کرتے کیونکہ مواجہت تدبیر کو نہین ہونے دیتی اور اُن کی پکی پکی تدبیرین توڑ دیتی ہے اور اللہ کے روبرو ایسا شخص کیونکر تدبیر کرسکتا ہے جو اُسکی درگاہ مین حاضر ہے اُسکی کبریا و عظمت کا مشاہدہ کر رہا ہے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ تدبیر و اختیار کا وبال عظیم ہے اور اُسکا خطرہ شدید ہے اور یہ اسوجہ سے ہے کہ ہمنے جو غور کیا تو آدم علیہ السلام مین یہی بات پائی کہ اپنے لیے تدبیر کرنا درخت کھانیکا باعث ہوا کیونکہ شیطان نے آدم و حوا علیہما السلام سے

له حدیث ہے ان للہ عباداً تسبیحۃ واحدۃ منہم مثل جبل احد ۱۲ منور

وہ بات کہی تھی جسکی خبر اللہ تعالی نے اِس قول مین دی ہے قَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ یعنی شیطان نے کہا کہ تمھارے پروردگار نے اِس درخت کے کھانے سے اور کسی سبب سے منع نہین کیا صرف یہ وجہ ہے کہ کبھی تم دونون فرشتے ہوجاؤ یا ہمیشہ یہان ہی بسے پڑے رہو آدم علیہ السلام نے جو فکر کی تو معلوم ہوا کہ محبوب کے جوار مین رہنا تو اعلی درجے کا مقصود ہے اور آدمی سے جو فرشتہ ہونیکا خیال ہوا یا تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ فی الواقع وصف ملکیت افضل ہو یا آدم علیہ السلام کے گمان مین افضل معلوم ہوا ہو پس اپنے دلمین یہ تدبیر ٹھیرا کر درخت سے کھالیا پس عین تدبیر ہی سے اُنپر بلا آئی اور اللہ کو یہی منظور تھا تاکہ اُنکو زمین کی طرف اُتارین اور اُسمین خلیفہ بنا دین پس ظاہر مین تو یہ تنزل تھا اور حقیقت مین ترقی تھی اسیواسطے ابوالحسن رح نے فرمایا قسم ہے خدا کی آدم علیہ السلام کو انکی شان گھٹانے کے لیے نہین اُتارا بلکہ اُنکی تکمیل کے لیے اُتارا پس آدم علیہ السلام ہمیشہ ترقی مین رہے کبھی معراج قرب وخصوصیت مین کبھی معراج زاری وانکساری مین اور یہ معراج عند التحقیق اکمل ہے اور ہر ایماندار پر اِس اعتقاد کا رکھنا واجب ہے کہ نبی اور رسولؐ کی جب کوئی حالت بدلتی ہے تو اُس سے کامل حالت حاصل ہوتی ہے اس مقام مین خدائے تعالی کے اِس قول کو سمجھو وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ ابن عطیہ نے اسکی تفسیر یون کی ہے کہ پچھلی حالت تمھارے لیے پہلی حالت سے بہتر ہے اور جب اسکو تم پہچان چکے تو اب یہ سمجھو کہ حق سبحانہ وتعالی کے صفات مین سے تدبیر ومشیت ہے اور اُسکی مشیت مین یہ بات ٹھہر چکی تھی کہ بنی آدم سے زمین کو آباد فرماوے گا اور اُس مین اُسکی مشیت کے موافق اچھے بھی ہونگے اور اپنی جان پر صریح ظلم کرنیوالے بھی ہونگے اور یہ امر اُسکی تدبیر حکمت سے تھا کہ اسکا پورا ہونا اور عالم شہادت مین ظاہر ہونا ضرور ہے پس حق سبحانہ وتعالی نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کا اِس درخت سے تناول کرنا اُنکے زمین پر جانیکا سبب ہو اور انکا زمین پر آنا مرتبۂ خلافت کے ظہور کا باعث ہو جس سے آدم علیہ السلام پر منت رکھی ہے اسیواسطے شیخ ابوالحسن رح نے فرمایا وہ معصیت کیسی مُبارک ہے جسنے خلافت کو ظاہر کیا اور پچھلے لوگون کے لیے قیامت تک قانون توبہ مقرر کردیا اور اُنکا زمین پر آنا بحکم قضاے الٰہی تھا جو آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے مقدر ہوچکا تھا اسیواسطے شیخ ابوالحسن رح نے فرمایا خدا کی قسم

آدم علیہ السلام کو پیدا کرنیسے پہلے زمین پر اُتار چکے ہین جیسے خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنے مین بیشک بنا دونگا زمین پر ایک خلیفہ پس یہ اللہ کی تدبیر کی خوبی ہے آدم علیہ السلام کا درخت سے کھانا اور اُنکا زمین پر آنا اور منصب خلافت و امامت کے ساتھ اُنکو مکرم بنانا جب گفتگو یہانتک پہونچی ہکو چاہیے اُن فوائد و خصائص کو ڈھونڈھین جو اِس واقعہ مین اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو عنایت کیے تاکہ ہکو یہ معلوم ہو جاوے کہ خاص لوگون کے حالات اللہ کے ساتھ ایسے ہین جو اورون کو میسّر نہین اور اُنکے باب مین اللہ کی ایسی تدبیر ہے جس سے اورونکی طرف توجہ نہین فرمائی پس آدم علیہ السلام کے کھانے اور زمین پر آنے مین چند فوائد ہین ایک فائدہ تو یہ ہے کہ جنت مین آدم و حوّا علیہما السلام کو حق تعالیٰ کی معرفت صرف صفت رزق و عطا و احسان و انعام کے ساتھ حاصل تھی اللہ کو اپنے لطف خفی سے جو اُسکی تدبیر مین ہوتا ہے یہ منظور رہوا کہ یہ دونون اُس درخت سے کھالیوین تاکہ صفت حلم و ستاری و مغفرت و توبہ و اجتبائیت کے ساتھ بھی معرفت میسّر ہو جاوے حلم تو اِس طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے اُن دونون کو اُس فعل کے کرتے ہی جلدی سزا نہین دی اور حلیم اُسی کو کہتے ہین کہ جو جلدی کسی فعل پر سزا نہ دے بلکہ مہلت دے اِسکے بعد خواہ عفو و انعام ہو یا گرفت و انتقام ہو۔ دوسری بات کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے صفت ستاری کے ساتھ اپنی معرفت اُنکو دی یہ اِس طور پر ہے کہ جب دونون نے اُس درخت سے کھایا اور تمام لباس جنت کے اُتر کر اُنکی شرمگاہین کھل گئین برگ جنت سے اُنکی پردہ پوشی فرمائی جیسا خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا طَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْھِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ یعنی دونون اپنے بدن پر جنت کے پتو نکو ملا ملا کر ڈھکنے لگے یہ اُسکی ستاری ہی تھی تیسری بات یہ ہے کہ اللہ کو یہ بتلانا منظور رہوا کہ تم ہمارے برگزیدہ ہو اور اِس برگزیدگی سے دو مقام پیدا ہوتے ہین اُسکی طرف رجوع اور توبہ کرنا اور اُسکی طرف سے ہدایت ہونا پس اللہ کو منظور رہوا کہ آدم علیہ السلام کو اُنکی برگزیدگی اور اپنی عنایت سابقہ جتلاوین پس درخت سے کھانا مقدر کر دیا پھر اِس کھانے کو نہ اعراض کا سبب بنایا نہ اپنی مدد اُنسے موقوف کی بلکہ اُسمین اپنی مودت و عنایت کا اظہار فرما دیا جیسا بزرگون کا قول ہے جسکے حال پر عنایت ہوتی ہے جنایت اُسکو ضرر نہین پہونچاتی بعضی دوستی کو مخالفت قطع کر دیتی ہے مگر حقیقی دوستی

وہی ہے جو دوست کی طرف سے دائم ہو خواہ موافقت کرو یا مخالفت اور یہ جو اللہ نے فرمایا ہے
ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ یعنی پھر اُنکے رب نے اُنکو برگزیدہ کرلیا اس سے یہ مت سمجھ جانا کہ یہ اجتباء حادث
ہے بلکہ وہ قبل وجود آدم ہے البتہ ظہور اثر اجتبائیت بیشک حادث ہے اسی کو فرمایا ہے اللہ تعالیٰ
نے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ یعنے اُنکو توبہ کی توفیق اور ہدایت دے کر اثر اجتبائیت و عنایت کو ظاہر
فرما دیا پس اس آیت مین ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ تین باتین بتلائین ایک
اجتبائیت دوسرے توبہ جو نتیجہ اجتبائیت کا ہے تیسرے ہدایت جو نتیجہ توبہ ہے اچھی طرح سمجھ لو
پھر اُنکو زمین پر لاکر اپنی صفت حکمت کے ساتھ اُنکو اپنی معرفت دی جیسا جنت مین صرف غلبہ قدرت
کے ساتھ معرفت دی تھی اور یہ اسطرح ہے کہ دنیا وسائط اور اسباب کا مقام ہے جب آدم
علیہ السلام زمین پر آئے جوتنا بونا اور جسقدر سامانِ زندگی کی حاجت ہوتی ہے سب اُنکو سکھلایا
تاکہ اُس چیز کو محقق کردے جو قبل اُنکے زمین پر اُتارنیکے یہ کہکر اُنکو بتلادی تھی فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا
مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ یعنی کہین شیطان تمکو جنت سے نہ نکالدے پھر مشقت مین پڑجاؤگے پس
مراد تَشْقٰى سے مشقت ہے نہ شقاوت دلیل اسکی یہ ہے کہ تَشْقٰى مفرد لائے جس مین صرف
آدم علیہ السلام مخاطب ہین تشقیا تثنیہ نہین لائے کہ آدم و حوا دونون مخاطب ہوتے کیونکہ
تعب و کلفت تو سب کا سب مردونکی جانب ہوتا ہے نہ عورتون پر جیسا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے
اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ اور اگر شقاوت مراد ہوتی جو قطع تعلق یا وجود
حجاب سے ہوتی ہے تو فتشقیا فرماتے پس مفرد لانا دلیل ہے اسپر کہ یہان شقاوہ نہین جو قطع و ابعاد سے
ہوتی ہے پھر اگر تثنیہ بھی ہوتا تب بھی نیک گمان اُسکو حمل کرکے یہی ظاہری تکلیفین تاویل مین
مراد لیتے **فائدہ جلیلہ** جاننا چاہیے کہ آدم علیہ السلام کا درخت سے کھانا عناد و خلاف
کی راہ سے نتھا پس یا تو آدم علیہ السلام بھول گئے کھانیکے وقت یاد نہین رہا اور بعضون کا یہی
قول ہے اور اسی پر محمول ہے قول اللہ تعالیٰ کا فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ یا یون کہو کہ کھانیکے
وقت یاد تھا پھر کیون کھایا پس یا تو یہ وجہ ہے کہ شیطان نے یون بہکایا کہ تمکو جو خدائے تعالیٰ
نے منع کیا ہے صرف اسوجہ سے ہے کہ تم فرشتہ نہ بن جاؤ یا ہمیشہ یہان ہی نہ رہ پڑو چونکہ اُنکو
اللہ کے ساتھ محبت اور فریفتگی تھی ایسی چیز کو پسند کیا جو اللہ کے جوار مین اُنکو ہمیشہ رکھے اُنکو

فرشتہ بنادیوے کیونکہ آدم علیہ السّلام ملکیت کا قرب معائنہ فرما چکے تھے اسلیے درخت سے کھالیا
تاکہ رتبہ ملکیت کا حاصل کرین جو کہ واقع مین یا صرف اُنکے گمان مین افضل تھا چنانچہ علما اور عرفا مین
اختلاف ہے کہ ملکیت افضل ہے یا نبوّت خصوصًا جبکہ اُس ملعون نے قسم کھاکر یہ بھی کہدیا کہ مین تمھارا
خیر خواہ ہون آدم علیہ السّلام کو گمان بھی نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم جھوٹی کھائیگا پس وہ ہی ہوگیا جو
اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ شیطان نے دونون کو دھوکے مین لٹکالیا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ آدم
علیہ السّلام جو کچھ کھاتے تھے اُسکی گندگی نہوتی تھی بلکہ پسینہ آجاتا تھا جسمین مُشک کی خوشبو ہوتی
جیسے جنّت والون کو جنّت مین ہوگا لیکن جب اُس درخت سے کھایا جس سے ممانعت تھی پیٹ
مین درد اُٹھا حکم ہوا اے آدمؑ یہان کہان موقع ہے آیا تخت پر یا چھپر کھٹ پر یا نہرونکے کنارون پر
زمین پر جاؤ جہان یہ ممکن ہے پس جب ذریعہ معصیت کے آثار آدم علیہ السّلام تک پہونچے تو حقیقی
معصیت کے آثار عاصی تک کیسے نہ پہونچینگے خوب سمجھ لو **تنبیہ و اعتبار** جاننا چاہیے کہ اللہ
تعالی نے جس چیز سے منع فرمایا ہے وہ مُشابہ اُس درخت کے ہے اور جنّت اللہ کی حضوری ہے
اور آدمؑ تیرا قلب ہے اور حوّا تیرا نفس ان دونون کو خطاب ہوتا ہے کہ اس درخت کے پاس مت
جانا کبھی ظالمین سے ہوجاؤ لیکن اتنا فرق ہے کہ آدم علیہ السّلام کو عنایت گھیرے ہوئے تھی جب
اُنھون نے درخت سے کھایا خلافت کے لیے زمین پر بھیجدیے گئے اور تو اگر درخت نہی سے کھائیگا
زمین عداوت پر پھینکدیا جاویگا اور تیرا دل کہ مشابہ آدمؑ کے ہے مشقت مین پڑجاویگا اور اس عداوت
کی کلفت قلب کو ہوتی ہے نہ نفس کو کیونکہ ایسے وقت مین تو اُسکے مزاج کے مناسب چیزین ہوتی
ہین یعنی تلذذات اور شہوات اور غفلت مین غرق ہونا **ترتیب و بیان** جاننا چاہیے
کہ اللہ تعالی نے اوّل آدم علیہ السّلام کو اپنی معرفت عنایت فرمائی صفت ایجاد کے ساتھ تو پکارا
اُنھون نے یَا قَدِیۡرُ پھر صفت ارادے کے ساتھ تو پکارا یَا مُرِیۡدُ پھر صفت حکومت کے ساتھ
جو اکل شجر سے منع کرنے مین تھی تو پکارا یَا حَاکِمُ پھر کھانا اُنپر مقدر کیا تو پکارا یَا قَاهِرُ پھر کھانے کے
بعد جلدی سے سزا نہین دی تو پکارا یَا حَلِیۡمُ پھر اس مقدمے مین اُنکو رسوا نہین کیا تو پکارا یَا
سَتَّارُ پھر اُنکی توبہ قبول فرمائی تو پکارا یَا تَوَّابُ پھر اُسکا مشاہدہ کرایا کہ درخت سے کھانے سے
دوستی قطع نہین کی تو پکارا یَا وَدُوۡدُ پھر اُنکو زمین پر بھیجا اور سامان زندگی کا اُن کے لیے

آسان کر دیا تو پکارا یا لَطِیفُ پھر اپنے احکام مین اُنکو قوت بخشی تو پکارا یا مُعِینُ پھر کھانے اور منع کرنے اور زمین پر آنیکے اسرار اُنکو مشاہدہ کرائے تو پکارا یا حَکِیمُ پھر اُنکو دشمن اور مکار پر غالب کیا تو پکارا یا نَصِیرُ پھر بار عبودیت برداشت کرنے مین اُنکی مدد فرمائی تو پکارا یا ظَهِیرُ پس زمین پر اُنکو صرف اسیواسطے بھیجا کہ احکام تصریف کی تکمیل فرماوے اور احکام تکلیف مین اُن کو قائم کر دے تو آدم علیہ السلام مین دونون عبودیتین کامل ہو گئین عبودیت تصریف بھی اور عبودیت تکلیف بھی پس اللہ تعالی کی اُنپر بڑی منت ہے اور اُسکا بڑا احسان ہے اچھی طرح سمجھ لو **رجوع بمطلب** جاننا چاہیے کہ سب سے بڑا مقام جسمین بندے کو قائم ہونا چاہیے مقام عبودیت ہے اور تمام مقامات اس مقام کے نسبت مثل خادم کے ہین اور دلیل اس دعوے کی کہ عبودیت سب سے بڑا مقام ہے اللہ تعالی کے یہ اقوال ہین سُبْحَانَ الَّذِيٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّاه وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ **ف** ان سب آیات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبد فرمایا **ت** اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بادشاہ اور نبی بندہ ہونے مین اختیار دیا گیا آپنے عبودیت کو اختیار کیا پس یہ بڑی دلیل ہے اسکی کہ یہ سب مقامات سے افضل اور تمام طرق قرب سے اعظم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ مین تو بندہ ہون تکیہ لگا کر نہین کھاتا بندون کی طرح کھاتا ہون اور فرمایا کہ مین تمام بنی آدم کا سردار ہون اور مین کچھ بڑائی نہین کرتا مین نے اپنے شیخ ابو العباسؒ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے لا فخر کے معنی یہ ہین کہ مین سرداری پر فخر نہین کرتا میرا فخر تو عبودیت سے ہے اور اسی کے لیے ایجاد واقع ہوا ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ اور عبادت صورت عبودیت ہے اور عبودیت روح عبادت جب اسکو تمنے سمجھ لیا تو اب سمجھو کہ عبودیت کی روح ترک اختیار اور تقدیر سے منازعت نکرنا ہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ عبودیت کی حقیقت یہ ہے کہ ربوبیت کے آگے تدبیر و اختیار ترک کر دے ہرگاہ اتمام مقام عبودیت کا جو اشرف المقامات ہے ترک تدبیر پر موقوف ہے تو بندے کو سزاوار ہے کہ اُسکو ترک کر دے اور تسلیم و تفویض کی راہ چلے تا کہ مقام اکمل اور مسلکِ افضل تک پہونچے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکرؓ کو قرآن پڑھتے سُنا کہ آہستہ پڑھتے ہین اور عمرؓ کو سُنا کہ پکار پکار کر پڑھ رہے ہین آپنے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ تم آہستہ کیون پڑھ رہے تھے عرض کیا کہ جس سے باتین کرتا تھا وہ تو سُنتا تھا

رجوع بمطلب اصلی وتحقیق مقام عبودیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم پکار کر کیون پڑھتے تھے عرض کیا مین سوتون کو جگاتا تھا اور
شیطان کو بھگاتا تھا آپنے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ ذرا اپنی آواز اونچی کردو اور عمرؓ کو حکم دیا کہ ذرا آواز کو پست
کردو ہمارے شیخ ابو العباسؒ فرماتے تھے اس مقام پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منظور یہ تھا کہ دونون
صاحبون سے اُنکا ارادہ چھڑا کر اپنے ارادے کی طرف لاوین **تنبیہ** خدا تیرا بھلا کرے اس حدیث
مین غور کر تجھکو معلوم ہو جائیگا کہ اپنے ارادے سے باہر آنا تیری عبادت سے ہے کیونکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو ہر ایک نے ایک وجہ وجیہ و قصد صحیح عرض کیا اسکے بعد بھی
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو اُنکے ارادہ و اختیار سے علٰحدہ کرکے اپنے اختیار کی طرف لائے **فائدہ**
جاننا چاہیے کہ بنی اسرائیل جب وادی تیہ مین داخل ہوے اور منّ وسلویٰ ملنے لگا اور اللہ تعالی نے
اُنکی روزی کے لیے یہی پسند فرمایا تھا کہ بلا محنت و مشقت محض منّت و احسان سے عنایت ہوتا تھا جو
وہ اُسکے خوگر نہ تھے اور اللہ کی تدبیر کا مشاہدہ نصیب نہین ہوا تھا اُنکی کیفیت طبائع اُسی پرانی عادت
کی طرف راغب ہوئی اور کہنے لگے اپنے رب سے دعا کرو کہ زمین کے ان نباتات مین سے ہمارے لیے
پیدا کرے ساگ ہے ککڑی ہے لہسن ہے مسور ہے پیاز ہے موسی علیہ السلام نے فرمایا کیا ادنی چیز کو
اچھی چیز کے بدلے چاہتے ہو شہر مین اُترو وہان تمھاری مُنھ مانگی چیز ملے گی اور اُنپر ذلت و خواری
جم گئی اور اللہ کے غضب مین پھر آئے اور یہ اسوجہ سے ہوا کہ اُنھون نے اللہ کی پسندیدہ چیز کو جو اُنکی
حالت کے مناسب تھی اپنی پسند کی ہوئی چیز کے سامنے چھوڑ دیا تو اُنکو بطریق توبیخ کہا گیا اَتَسْتَبْدِلُوْنَ
الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ اسکی ظاہری تفسیر تو یہی ہے کہ آیا لہسن پیاز مسور کو منّ وسلویٰ کے
عوض مین چاہتے ہو حالانکہ یہ دونون نوعین لذت اور بے مشقتی مین برابر نہین **ف** یعنی منّ وسلویٰ
لذیذ ہے اور بے محنت ملتا ہے بخلاف تمھاری خواستہ چیزونکے کہ نہ انمین وہ لذت ہے اور مصیبت
و مشقت الگ ہی **ت** اور معنی اسراری یہ ہین کہ کیا ادنی چیز کو کہ وہ تمھارا ارادہ ہے اعلی سے کہ وہ ہمارا ارادہ ہے بدلنا چاہتے ہو
اِھْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَکُمْ مَا سَاَلْتُمْ الآیہ اسکے معنی اسراری یہ ہین کہ آسمان تفویض اور تدبیر و اختیار
ما بدولت سے اپنی تدبیر و اختیار کی زمین پر اُترو اور ذلت و خواری کے ساتھ موصوف ہو کیونکہ اللہ کی
تدبیر و اختیار کے روبرو اپنی تدبیر و اختیار چلاتے ہو اور اگر یہ اُمّت تیہ مین ہوتی تو ایسی بات کبھی
نہ کہتی جو بنی اسرائیل نے کہی کیونکہ اُنکے انوار شفاف ہین اور اسرار دُور تک پہنچے ہین کیا تمنے خیال

نہین کیا کہ بنی اسرائیل نے ابتدا مین موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۝ اور اسی سے تیہ مین مبتلا ہوے اور آخر مین یہ کہا اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ الخ اول مین اللہ کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور آخر مین اختیار خداوندی کے غیر کو اپنے لیے اختیار کیا اور اُنسے بار بار بہت سی ایسی باتین ہوئین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقت اور طریقت سے بالکل بے بہرہ تھے کہین کہتے ہین اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی ہمکو اللہ کو کھلم کھلا دکھلا دو کہین موسیٰ علیہ السلام سے فرمایش ہے اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ یعنی ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو جیسا ان لوگونکے پاس ایک معبود ہے یہ اسوقت کہا تھا کہ دریا شگافتہ ہوا اور یہ پار اُتر گئے وہان ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے بتونکے روبرو بیٹھک جمائے ہوئے بیٹھی تھی حالانکہ ہنوز دریا کی نمی پیرون سے خشک نہین ہوئی واقع مین وہ ایسے ہی تھے جیسا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک تم ایسے لوگ ہو کہ جہالت کرتے ہو اسیطرح اللہ تعالیٰ نے اُنکی دوسری حالت بیان کی ہے وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ یعنی ہمنے پہاڑ اُٹھا کر اُنپر کھڑا کر دیا جیسا سائبان ہوتا ہے اور اُنکو یقین ہوا کہ اب گرا حکم ہوا اختیار کرو جو احکام تمکو ہمنے دیے ہین ہمت کے ساتھ اور اس اُمت نے اپنے قلوب پر کوہ ہیبت و عظمت کو اُٹھا لیا پس قوت ایمان سے کتاب اللہ کو اختیار کر لیا پس اُسپر ثابت رہے اور اس امر مین تائید کیے گئے اور گوسالہ پرستی وغیرہ سے محفوظ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو پسند کیا اور احکام کو اسکے لیے پسند فرمایا اور اپنے ان اقوال مین اسکی تعریف فرمائی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی تم بہت اچھے گروہ ہو جو لوگونکے فائدۂ ہدایت کے لیے پیدا کیے گئے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا یعنی ہمنے بنایا تمکو گروہ وسط یعنی عادل نیک پس اس سے تجھکو ظاہر ہو گیا کہ تدبیر و اختیار بڑا سخت گناہ اور وبال ہے جب تجھکو یہ منظور ہو کہ اللہ کی طرف سے تیرے لیے اچھی بات تجویز کیجاوے تو اپنی تجویز کو ساقط کر دے اور اگر یہ منظور ہو کہ تیرے لیے عمدہ تدبیر کیجاوے تو اپنی تدبیر کا اُسکے آگے دعویٰ مت کر اور اگر تجھکو مراد تک پہنچنا منظور ہے تو اُسکی یہی صورت ہے کہ اُسکے آگے کچھ مراد نہ رہے اسی لیے جب بایزید سے پوچھا گیا کیا چاہتے ہو کہا یہی چاہتا ہون کہ کچھ نہ چاہون پس انکی آرزو اور خواہش اللہ سے یہی ہوئی کہ انکا ارادہ جاتا رہے کیونکہ جانتے تھے کہ یہ بڑی کرامت ہے اور بڑی قربت ہے کبھی خاص لوگونسے ظاہر ہین کرامتین ہوتی ہین مگر کچھ بقیہ تدبیر کا اُنمین

مخفی ہوتا ہے حقیقی اور کامل کرامت یہی ہے کہ تدبیر کو ترک کردے اور اُسکے حکم کے آگے تفویض اختیار
کرے اسیواسطے شیخ ابوالحسنؒ فرماتے ہین کہ دو ہی تو جامع کرامتین ہین ایک کرامت ایمان جس سے
یقین بڑھے اور عیان مشہود ہو دوسری کرامت عمل کہ جسمین اقتدا و متابعت ہو اور دعوی اور دھوکے
سے اجتناب ہو جسکو یہ دونون کرامتین نصیب ہوگئین پھر وہ کسی اور کرامت کا طالب ہوا پس وہ
شخص یا تو فریب خوردہ جھوٹا ہے یا علم اور عمل مین غلط کار ہے اسکی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ
کی حضوری کا اعزاز خوشنودی کے ساتھ دیا گیا پھر وہ گھوڑونکی سائیسی کا مشتاق ہوا اور بادشاہ کی
خوشنودی کا لباس اُتار دیا اور جس کرامت کے ساتھ اللہ کا راضی ہونا اور اللہ سے راضی ہونا مقرون نہو وہ کرامت والا یا تو
استدراج اور دھوکے مین ہے یا ناقص ہے یا ہلاکت مین ہے اب یہ معلوم کرو کہ کرامت کا کرامت
ہونا اللہ کی رضا سے مقرون ہونے پر موقوف ہے اور لوازم رضا سے یہ ہے کہ تدبیر ترک کردے اُوسکے
روبرو اختیار کو معدوم کردے جاننا چاہیے کہ بعضون نے بایزیدؒ پر اعتراض کیا ہے کہ جب انھون نے
یہ ارادہ کیا کہ کچھ ارادہ نہ کرین تو یہ بھی ایک ارادہ ہے اور یہ اعتراض کسی بے علم کا ہے کیونکہ مراد
بایزیدؒ کی یہ ہے کہ مین ارادہ نکرون کیونکہ اللہ کو انکے اور تمام بندونکے لیے یہ بات پسند ہے کہ ارادہ نکرین
پس یہ اس ارادے مین اللہ کے ارادے کے موافق ہین **ف** حاصل یہ ہے کہ مراد بایزیدؒ کی مطلق ارادے
کی نفی نہین بلکہ جو ارادہ اللہ کی مرضی کے خلاف ہو **ت** اسیواسطے شیخ ابوالحسنؒ نے فرمایا ہے کہ جتنی
چیزین شرع کی پسندیدہ اور ترتیب دادہ ہین تیرا اُسمین کچھ اختیار نہین پس سُنا کر اور مانا کر یہ مقام فقہ
ربانی اور علم لدنی کا ہے اور یہ علم حقیقت کے نزول کی زمین ہے جو اللہ سے حاصل کیا جاتا ہے اُس شخص
کے لیے جو قرار پکڑے **ف** ختم ہوا کلام شیخ کا **ت** پس شیخؒ نے اس کلام مین یہ بات بتلا دی
کہ جتنی چیزین شرع کی پسندیدہ ہین اُنکا اختیار کرنا مقام عبودیت کے خلاف نہین جسکی بنا ترک اختیار
پر ہے تاکہ کوئی عقل نا حقیقت شناس اس سے دھوکا نہ کھائے اور یہ نہ سمجھنے لگے کہ وظائف اور
اوراد اور سنن موکدہ کے ارادہ کرنیسے مقام عبودیت سے نکل جاویگا کیونکہ اختیار تو کرلیا اسی لیے
شیخؒ نے بیان فرمادیا کہ جتنی چیزین شرع کی پسندیدہ اور ترتیب دادہ ہین اُنمین کچھ اختیار نہین
ف کہ اُسکو چھوڑکر بیٹھ رہے وہ تو کرنا ہی پڑیگا **ت** تجھکو یہ حکم ہے کہ اپنی تدبیر و اختیار سے
نکل نہ کہ اللہ اور رسول کی تدبیر سے بھی اسکو اچھی طرح سمجھ لو پس تمکو معلوم ہوگیا کہ بایزیدؒ نے

جو ارادہ نکرنیکا ارادہ کیا وہ صرف اسوجہ سے کہ اللہ کی یہی مرضی ہے کہ ارادہ نکرین اِس ارادے کے سبب وہ عبودیت سے خارج نہین ہو سکتے جو اُنسے مطلوب ہے پس معلوم ہو گیا کہ طریق موصل الی اللہ محو کرنا ہے ارادیکا اور چھوڑنا ہے خواہش کا یہان تک کہ شیخ ابو الحسنؒ فرماتے ہین کہ ولی کبھی خدا تک نہین پہونچ سکتا جبتک کہ اُسکی ایکتدبیر وا ختیار بھی باقی رہے اور مین نے اپنے شیخ ابو العباسؒ سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ بندہ خدا تک نہین پونہچا یہان تک کہ یہ پونہچنے کی خواہش بھی اُسکی منقطع ہو جاوے مراد انقطاع سے و اللہ اعلم انقطاع ادب معلوم ہوتا ہے نہ انقطاع ملال **ف** انقطاع آرزو کبھی غایت ادب سے ہوتا ہے کہ مانگنے کو خلاف ادب جانتا ہے اگرچہ مطلوب کا شوق سینے مین مشتعل ہے اور کبھی ملال سے ہوتا ہے کہ مطلوب سے جی اُکتا گیا اِسلیے نہین چاہتا تو اولیاء اللہ کو جو وصول الی اللہ کی آرزو منقطع ہوتی ہے وہ انقطاع ادب ہے نہ انقطاع ملال **ت** یا یہ انقطاع اسوجہ سے ہے کہ قرب کے وقت مشاہدہ کرتا ہے کہ مین تو اِس قابل نہ تھا اور اپنے کو اِس مقام کی اہلیت سے حقیر دیکھتا ہے اسوجہ سے خواہش وصول منقطع ہو جاتی ہے - یہ نہین کہ اُس سے جی اُکتا گیا یا بھر گیا یا ہٹ گیا پس اگر چاہتے ہو اشراق و تنویر کو تو اختیار کرو ترک تدبیر کو اور اللہ کی طرف بزرگونکی راہ سے چلو جو اُن کو ملا ہے تمکو بھی ملے گا - **ع**

چلو تم راہ پر اُنکی طریقہ دل سے لو اُن کا ۔۔۔ پونہچ جاؤ گے منزل پر یہی وادی کی جانب ہے

اور ہمارے اِس مضمون مین ابتداے عمر کے چند اشعار ہین جو کسی دوست کی خاطر سے لکھے تھے

اے یار قافلہ تو یہ جلدی نکل گیا ۔۔۔ ہم یون ہی بیٹھے رہ گئے اب تم کروگے کیا
کیا اسپہ تم ہو راضی کہ پیچھے پڑے رہو ۔۔۔ جھگڑے ہوس تو آہی گرادے تمھین ہوا
عالم کی کہہ رہی ہے زبان یہ پکار کر ۔۔۔ جتنے ہین کائنات یہ ہو جائینگے فنا
رستہ نجات کا نظر اُسکو ہی آئے گا ۔۔۔ بچکر طمع سے پھینکدے سب حق کے ماسوا
جو حق کو دید خلق سے پہلے ہی دیکھلے ۔۔۔ صانع کے آگے دیگا وہ مصنوع کو اُڑا
جو راہ چلتے ہین نظر آتے ہین اُنکو نور ۔۔۔ جنکا ہے رُخ اُدھر ہین سب اسرار اُنپہ وا
اُٹھ دیکھ خلق کو کہ محیط اُسکو ہیگا نور ۔۔۔ اور صبح قرب ہے کہ طلوع اُسنے ہے کیا
ہو کر غلام اُسکا تو ہو جا مطیع حکم ۔۔۔ تدبیر چھوڑ دے کہ نہین اُسمین فائدا

تدبیر کیا کرے گا کہ حاکم تو اور ہے — جھگڑا کرے گا حکمِ خدا مین کہین بہا
اپنے ارادے اور مشیت کو محو کر — مقصود خوب سُن لے کہ ہیگا یہی بڑا
اگلے یون ہی چلے تھے کہ مقصد کو پا گئے — پیرو جو اُنکا ہو تو وہ جائے یون ہی چلا
رووے وہ اپنی جان کو کرتا ہو جو طلب — محبوب کی نہ دیکھی مگر ایک بھی ادا
رونا جسے ہو رووے وہ بیٹھ اپنی جان کو — کیا عمر یون ہی لہو مین ہو جائیگی فنا

جان تو اللہ تعالی تجکو توفیق دے کہ اللہ کے ایسے ایسے بندے ہین کہ اللہ تعالی کی تادیب و تعلیم کی وجہ سے وہ لوگ اپنی تدبیر سے خارج ہو گئے پس انوار نے اُنکی پختہ تدبیرونکو توڑ ڈالا اور معارف و اسرار نے اُنکے کوہ اختیار کو چُور چور کر ڈالا پس مقام رضا مین اُنکی منزل ہو گئی اُس مقام کی لذت اُنکو ملی پس اللہ سے فریاد کرنے لگے اس خوف سے کہ کہین حلاوت رضا مین مشغول ہو کر اُسکی طرف مائل نہو جاوین **ف** یعنی تسلیم و تفویض کا ایسا غلبہ ہوا کہ رضا کا قصد کرتے بھی ڈرتے ہین **ت** شیخ ابو الحسن رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مین ابتدائے عمر مین تدبیرین کیا کرتا تھا کہ کیا طاعتین کرون اور اُسکے کیا اسباب مہیا کرون کبھی کہتا تھا میدانون اور جنگلون مین جا پڑون کبھی کہتا تھا شہرون اور آبادیون مین رہون کہ وہان علماء اور نیکون کی صحبت میسر ہو مجھسے کسی نے ایک ولی کی تعریف کی جو ملک مغرب مین کسی پہاڑ پر رہتے تھے مین اُس پہاڑ پر چڑھا اور اُنکے پاس شب کو پونہچا اور اُسوقت اُنکی خدمت مین جانا نامناسب سمجھا مین نے اُنکو یہ دعا مانگتے ہوے سُنا۔ یا الٰہی بہت لوگ تجھسے یہ دعا کرتے ہین کہ مخلوق کو اُنکا مسخر کر دے اور تو اُنکو عنایت کر دیتا ہے اور وہ لوگ اسپر راضی ہو جاتے ہین یا الٰہی میری تو یہ دعا ہے کہ تمام خلقت مجھ سے ٹیڑھی ہو جاوے تاکہ تیرے سوا میری کوئی پناہ نہ رہے مین نے سوچا اے دل غور تو کر یہ شیخ کس دریا سے چلو لے رہے ہین شب کو ٹھیرا رہا جب صبح ہوئی اُنکے روبرو گیا اور سلام کیا پھر پوچھا کہ جناب کیا حال ہے کہنے لگے جیسے تجکو حرارت تدبیر و اختیار کی شکایت ہے مجکو برودت تسلیم و رضا کی شکایت ہے مین نے عرض کیا کہ حضرت حرارت تدبیر و اختیار سے جو مجھکو شکایت ہے اسکا مزہ تو چکھ چکا ہون اور اسوقت بھی چکھ رہا ہون لیکن آپکی جو شکایت برودت رضا و تسلیم سے ہے اسکے معنی میری سمجھ مین نہین آئے کہنے لگے اسکے معنی یہ ہین کہ مین ڈرتا ہون کہ اِن دونون کی حلاوت اللہ تعالی سے غافل نہ کر دے پھر مین نے کہا کہ حضرت شب گذشتہ مین نے آپکو یہ دعا کرتے سُنا کہ یا الٰہی

بہت لوگ تجھسے یہ دعا کرتے ہین کہ مخلوق کو اُنکا مسخر کر دے اور تو اُنکو عنایت کر دیتا ہے اور وہ لوگ اُسپر راضی ہو جاتے ہین یا الٰہی میری تو یہ دعا ہے کہ تمام خلقت مجھسے ٹیڑھی ہو جاوے تاکہ تیرے سوا میری کوئی پناہ نرہے۔ پس تبسم فرمایا اور کہا کہ اے میرے بچے بجاے سَخِّرْ لِیْ خَلْقَکَ کے یون کہاکر یَا رَبِّ کُنْ لِیْ یعنے اے پروردگار تو میرا ہو جا غور کر اگر ساری مخلوق تیری ہو گئی کیا تجھکو کچھ فائدہ پونہچا سکتے ہین۔ یہ کیسی کم ہمتی ہے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان اسیواسطے ہلاک ہوا کہ اپنی تدبیر کی طرف رجوع ہوا اور جو تدبیر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور اُنکے کشتی والے ساتھیون کے لیے فرمائی تھی اُسپر راضی نہوا نوح علیہ السلام نے اُس سے فرمایا اے بچہ ہمارے ساتھ تو بھی چڑھ جا اور کافرون کے ساتھ مت ہو کہنے لگا مین کسی پہاڑ پر جا بیٹھونگا جو مجھکو پانی سے بچالیگا اُنھون نے فرمایا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچنے والا نہین ہان مگر جسپر اُسی کی رحم ہو۔ پس باعتبار معنی کے اُسنے کو وہ عقل کی پناہ لی اور ظاہر مین جس پہاڑ کی پناہ لی تھی وہ اُس جبل معنوی کی صورت تھی پس وہی حال ہوا جسکی خبر اللہ نے دی ہے وَحَالَ بَیْنَہُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ یعنے دونون کے بیچ مین ایک موج کی آڑ ہو گئی اور ڈوب گیا ظاہرًا تو طوفان مین اور باطنًا حرمان مین اے بندے ذرا عبرت حاصل کر جسوقت تقدیر کی موجین تجھپر تلاطم کرین اُسوقت اپنی عقل باطل کے پہاڑ کی طرف مت رجوع کرنا کہ دریاے فراق مین ڈوب جاوے بلکہ کشتی توکل مین بیٹھ جانا جسنے اللہ تعالےٰ کی پناہ لی وہ سیدھی راہ پر پونہچا۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے وہ اُسکو کافی ہے جب تو ایسا کریگا کشتی نجات تجھکو لیکر جودی امن پر قرار پکڑے گی پھر تو اُسپر جا اُتریگا سلامتی قرب اور برکات وصل کے ساتھ جو نازل ہونگی تجھپر اور اُنپر جو تیرے ساتھ جماعتین ہین اور وہ تیرے وجود کے عالم مین خوب سمجھو غافل مت بنو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور جاہل مت بنو پس تجھکو معلوم ہو گیا کہ تدبیر واختیار کا ترک کرنا بڑی ضروری چیز ہے جسکو اہل یقین لازم سمجھتے ہین اور عبادت والے اُس کو طلب کرتے ہین اور بڑی شریف چیز ہے جسکے ساتھ اہل معرفت آراستہ ہوتے ہین۔ مین نے خانۂ کعبہ کے روبرو ایک عارف سے پوچھا کہ آپکی والپسی کسطرف کو ہوگی کہنے لگے اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری ایک عادت ہے کہ میرا ارادہ میرے قدم سے تجاوز نہین کرنے پاتا **ف** مطلب یہ کہ ارادہ بالکل مقدم نہین ہوتا **ت** بعض بزرگون کا قول ہے اگر جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین

چلے جائین اور مین اکیلا رہ جاؤن مجھکو دونون گھرون مین کچھ بھی تمیز نہو کہ میرا ٹھکانا کہان ہوگا پس یہ حال ہوتا ہے اُس شخص کا جسکے اختیارات و ارادے محو ہو گئے ہون اور اللہ تعالیٰ کی مراد کے آگے اُسکی کچھ مراد نہ رہی ہو جیسے بزرگان پیشین سے کسی کا قول ہے کہ میری خواہش تقدیر الٰہی کے مقام مین ہے ابو حفص حدّاد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھسے فرمایا کہ چالیس سال سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو جس حال مین رکھا مین نے اُسکو ناپسند نہین کیا اور جس حالت کی طرف منتقل کیا اُس سے ناخوش نہین ہوا۔ اور ایک بزرگ نے مجھسے فرمایا کہ چالیس سال سے یہ خواہش کر رہا ہون کہ مجھے کچھ خواہش نہ رہے تا کہ خواہش کی چیز ترک کر دون مگر کوئی چیز خواہش کی نہین ملتی **ف** جسکے ترک کے لیے نفی خواہش کی خواہش کرون **ت** پس یہ وہ قلوب ہین جنکی رعایت و حمایت خود حق تعالیٰ فرماتا ہے تمنے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہین سُنا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ یعنی میرے خاص بندون پر تیرا کچھ زور نہین چلے گا۔ وجہ اُسکی یہ ہے کہ مقام عبودیت کے ساتھ اُنکا متحقق ہونا ربوبیت کے آگے اُنکا اختیار نہین ہونے دیتا اور نہ گناہ کرنے دیتا نہ کسی عیب مین آلودہ ہونے دیتا ہے اور فرمایا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے بیشک بات یہ ہے کہ شیطان کا زور اُنپر نہین چلتا جو اللہ پر یقین لائے اور اُسپر بھروسہ کرتے ہین پس جن قلوب مین شیطان کا قابو نہ چلے اُسمین وسوسہ تدبیر اور اُس سے قلب کا مکدّر ہونا کدھر سے آویگا۔ اور اِس آیت مین اسکا بھی بیان ہے کہ جو شخص ایمان اور توکل کو ٹھیک کر لے اُسپر شیطان کا بس نہین چلتا کیونکہ شیطان دو طرح سے آتا ہے یا تو عقائد مین شک ڈالدیتا ہے یا مخلوق کی طرف مائل کر کے اُسپر اعتماد کراتا ہے شک کی نفی تو ایمان سے ہو گئی اور اعتماد علی الخلق کی نفی توکل سے ہو جائیگی **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ مؤمن کو کبھی تدبیر کے خطرات آتے ہین مگر اللہ تعالیٰ اسکو اُسمین نہین رہنے دیتا اور اِس حالت مین نہین چھوڑتا کیا تمنے اللہ تعالیٰ کا فرمانا نہین سُنا کہ اللہ دوست ہے ایمان والونکا نکالتا ہے اُنکو تاریکیون سے طرف نور کے پس حق سبحانہٗ وتعالیٰ اہل ایمان کو ظلمات تدبیر سے انوار تفویض کی طرف لاتا ہے اور استقلال حق کو اضطراب باطل پر غالب کرتا ہے پس وہ اُس باطل کے ارکان کو ہلا دیتا ہے اور اُسکی عمارت کو گرا دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ ہم پھینک مارتے ہین سچ کو جھوٹ پر پس وہ اُسکا مغز توڑ دیتا ہے اور وہ باطل جاتا رہتا ہے اور مؤمن پر اگرچہ اضطراب و تدبیر کے خطرات آتے ہین مگر وہ گذرتے چلے جاتے ہین اُنکو ثبات نہین ہوتا اور مضمحل ہو جاتے ہین اُنکا وجود نہین رہتا کیونکہ نور ایمان اُنکے دلون مین ٹھہر گیا ہے اور اُسکے

ف آیت یہ ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان
ت آیت یہ ہے انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا وعلی ربہم یتوکلون ۱۲ مترجم
ع آیت یہ ہے اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور ۱۲ مترجم
عہ آیت یہ ہے بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق ۱۲ مترجم

انوار نے اُنکے سرکش نفوس کو دبا دیا ہے اور اُسکی چمک نے اُنکے قلوب کو بھر دیا ہے اور اُسکی روشنی نے اُنکے سینے کھول دیے ہین کیونکہ ایمان جو اُنکے دلون مین جا ٹھیرا ہے وہ اور کو نہین بسنے دیتا بلکہ کبھی کچھ اونگھ سی ہو جاتی ہے جسمین تدبیر کی خیالی صورت کا آنا ممکن ہے پھر اُنکے دل جاگ اُٹھتے ہین وہ خیالی صورت جو ایک خواب سی تھی جاتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَیْفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ **ف** مصنف کی قراءت طَیْفٌ بروزن ضَیْفٌ ہے فائدہ دہم سے معلوم ہوتا ہے **ت** یعنی جو لوگ خدا سے ڈرتے ہین جب کوئی شیطانی خیال اُنکو آ چھوتا ہے وہ فوراً چونک اُٹھتے ہین پس اُسیوقت سوجھ والے ہو جاتے ہین اور اس آیت مین چند فوائد ہین **پہلا فائدہ** اِذَا مَسَّهُمْ الخ سے معلوم ہوا کہ اصل حالت تو اُنکی یہی ہے کہ ایسے وساوس سے محفوظ رہتے ہین اگر کبھی ایسا ہوتا ہے تو اتفاقاً ہوتا ہے اِس مین اُنکی ودیعت ایمان بتلانا منظور ہے جو اُنکے قلب مین رکھی گئی ہے **ف** وجہ معلوم ہونیکی یہ ہے کہ اگر وہ ہمیشہ وساوس مین گرفتار رہتے تو یون نفرماتے کہ جب اُنکو خیال چھوتا ہے اس فرمانے سے معلوم ہوا کہ پہلے نہ تھا پھر آ چھوا۔ **ت دوسرا فائدہ** اِذَا مَسَّهُمْ فرمایا جسکے معنی ہین چھونا اَمْسَکَهُمْ یا اَخَذَهُمْ نہین فرمایا جسکے معنی ہین پکڑنا کیونکہ مَس کہتے ہین چھو لینے کو جسکو ثبات و امتداد نہو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خیال شیطانی اُنکے دلمین جمنے نہین پاتا بلکہ یون ہی ذرا چھو جاتا ہے کافرونکی طرح اُنکو پکڑ نہین سکتا وجہ یہ کہ شیطان کفار پر تو غالب ہے اور اہل ایمان کے قلوب سے کچھ لے بھاگتا ہے جسوقت عقل جو قلب کی پہرہ دار ہے ذرا سو جاتی ہو جب بیدار ہوتے ہین تو قلوب مین سے استغفار و ذلت و احتیاج الی اللہ کے لشکر اُٹھتے ہین اور شیطان جو لے بھاگا تھا سب اُس سے واپس کرتے ہین اور اُسنے جو جھپٹا تھا اُس سے چھین لیتے ہین **تیسرا فائدہ** طَیْفٌ کا لفظ فرمانے مین اشارہ ہے کہ جو قلوب ہمیشہ بیدار رہتے ہین شیطان اُنمین نہین آسکتا کیونکہ طیف سونے ہی مین ہوتا ہے جو کبھی قلوب پر غفلت ہونے سے طاری ہو جاتا ہے اور جو سوتا نہین اُسکے پاس طیف بھی نہین آتا **چوتھا فائدہ** طیف فرمایا اور مسہم وارد یا اسکا ہم معنی کوئی لفظ نہین فرمایا کیونکہ طیف کو ثبات و وجود واقعی نہین ہوتا صرف ایک صورت مثالیہ بے حقیقت ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے اسبات کو بتلا دیا کہ اس سے اہل تقویٰ کو ضرر نہین ہوتا کیونکہ شیطان نے

بیان فوائد آیت ان الذین اتقوا

فائدہ اول

فائدہ دوم

فائدہ سوم

فائدہ چہارم

جس چیز کو وارد کیا ہے وہ مثال لطیف یعنی صورت خیالی کی ہے جو خواب مین دیکھتے ہو جب جاگ اُٹھے اُسکا کچھ بھی وجود نہین **پانچوان فائدہ** تَذَكَّرُوا فرمایا ذَكَرُوا نہین فرمایا اسمین اشارہ ہے کہ غفلت کو خالی ذکر دفع نہین کرتا جبتک دل متوجہ نہو البتہ تذکر اور اعتبار یعنی نصیحت کو قبول کرنا اور عبرت پکڑنا اُس غفلت کو دفع کرتا ہے خواہ ذکر بھی نہو وجہ یہ کہ ذکر کا محل تو زبان ہے اور تذکر کا محل قلب ہے اور طیف کا ورود قلب پر ہوا نہ زبان پر تو اُسکی دفع کرنے والی چیز قلب ہی مین ہونی چاہیے کہ اُسکے اثر کو مٹا دے اور وہ تذکر ہے **چھٹا فائدہ** تذکروا کا معمول حذف کردیا یون نہین فرمایا تَذَكَّرُوا الْجَنَّةَ یا تَذَكَّرُوا النَّارَ یا تَذَكَّرُوا الْعُقُوبَةَ یا مثل اسکے۔ اِس حذف مین بڑا فائدہ ہے وہ یہ کہ تذکر جو طیف کو اہل تقوی کے قلوب سے مٹاتا ہے وہ علی قدر مراتب یقین کے ہے اور مرتبہ تقوی مین انبیا اور مرسلین اور اولیا اور صدیقین اور صالحین اور مسلمین سب داخل ہین ہر ایک کا تقوی اُسکے حال ومقام کے لائق ہے ایسا ہی ہر ایک کا تذکر اُسکے مقام کے مناسب ہے اگر تذکر کی کسی خاص قسم کو ذکر فرماتے تو صرف اُسی قسم والے اُسمین داخل ہوتے مثلاً اگر یون فرماتے اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَيْفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا الْعُقُوبَةَ فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ ؕ تو جو لوگ ثواب سے تذکر حاصل کرتے ہین وہ خارج ہوجاتے اور اگر فرماتے تذکروا سابق الاحسان یعنی یاد کرتے ہین پہلے کے احسان کو تو جو لوگ پچھلے احسان کو یاد کرتے ہین وہ خارج ہو جاتے وعلی ہذا القیاس پس حق سبحانہ تعالی نے اُسکا کوئی خاص معمول ذکر نہین فرمایا تاکہ تمام مراتب کو شامل ہوجاوے۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ **ساتوان فائدہ** تَذَكَّرُوا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ ؕ فرمایا یون نہین کہا تذکروا فابصروا یا تذکروا ثم ابصروا یا تذکروا وابصروا پس واو سے تو اسلیے تعبیر نہین فرمائی کہ اُس سے یہ نہ معلوم ہوتا کہ یہ ابصار یعنی توجہ بسبب تذکر کے ہوئی حالانکہ مقصود یہی بیان کرنا ہے کہ تذکر کے سبب سے ابصار ہوا تاکہ لوگون کو اُسکی رغبت ہو اور ثم اسلیے نہین لائے کہ ایک تو اسمین وہی بات ہے جو واو مین مذکور ہوئی کہ سببیت نہ معلوم ہوتی دوسرے اُس سے مقصود ہی اُلٹ جاتا کیونکہ ثم مین مہلت ہوتی ہے اور اللہ تعالی کا مقصود یہ ہے کہ اُنکا ابصار تذکر سے تاخیر نہین کرتا **ف** بلکہ معاً تذکر کے ساتھ ہی ابصار ہے **ت** اور صرف فا اسلیے نہین لائے کہ وہ تعقیب کو مقتضی ہے **ف** یعنی یہ بھی خلاف مقصود ہے **ت** بلکہ فا کے ساتھ اذا بھی

فائدہ پنجم

فائدہ ششم

فائدہ ہفتم

لائے اور یون فرمایا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ گویا ہمیشہ سے صفت ابصار ہی پر رہے ہین اللہ تعالے
اُنکی تعریف فرماتا ہے اور اُنپر کثرت احسان کو ظاہر فرماتا ہے مثلاً یون کہو تذکر زید المسئلۃ
فَاِذَا هِیَ صَحِیْحَۃٌ یعنی زید کو مسئلہ یاد آیا تو وہ صحیح نکلا مراد یہ ہے کہ پہلے ہی سے صحیح تھا اور اب بھی
جب وہ معلوم ہوا صحیح ہے۔ ایسے ہی اہل تقویٰ پہلے سے اہل ابصار ہین لیکن طَیف ہوی کے وارد
ہونے نے اُنکی بصیرت کو جسکا نور اُنمین جاگزین ہے چھپا ڈالا تھا پس وہ چونکے ابر غفلت ہٹ گیا
اور آفتاب بصیرت چمک اُٹھا **آٹھوان فائدہ** اس آیت مین اور ایسے مضمون کی جتنی آیتین
ہین اُنمین اہل تقویٰ پر بڑی وسعت ہے اور اہل ایمان کے ساتھ بڑا لطف ہے کیونکہ اگر یون فرماتے
اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا لَا یَمَسُّہُمْ طَیْفٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ یعنی اہل تقویٰ کو کبھی شیطانی خیال لگتا ہی نہین
تو بجز معصومون کے **ف** کہ وہ انبیا اور ملائکہ ہین **ت** سب خارج ہو جاتے پس اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ
نے چاہا کہ اپنے دائرۂ رحمت کو وسیع کرے اِسلیے یون فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّہُمْ طَیْفٌ
مِّنَ الشَّیْطَانِ تاکہ تجھکو معلوم ہو جاوے کہ طَیف کا آنا اُنکو حکم تقویٰ سے اور اُنپر اِس نام کے
جاری ہونیسے نہین نکالتا جبکہ وہ جلدی سے تذکر کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف تبصّر کے ساتھ رجوع کرین
اور اِسی آیت کے مماثل وسعت رجا مین دوسری یہ آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ
الْمُتَطَہِّرِیْنَ ٥ یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والون کو اور پاک ہو جانے والون کو پیار کرتا ہے اور یون نہین
فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یحب الذین لا یذنبون کہ اللہ تعالیٰ گناہ نہ کرنے والون کو پیار کرتا ہے کیونکہ
اگر ایسا فرماتے تو تھوڑے لوگ داخل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کچھ بندونکی ترکیب
مین غفلت رکھی گئی ہے اور جو خلاف ورزی مادۂ انسانی کا مقتضا ہے کیونکہ مختلف نطفونسے بنا ہے
اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ٥ یعنی
اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمسے بوجھ ہلکا کرے اور آدمی بہت کمزور پیدا ہوا ہے۔ بعض اہل علم نے
یون تفسیر کی ہے یعنی غلبۂ شہوت کے وقت اپنے اختیار مین نہین رہتا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے هُوَ
اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ یعنے اللہ تعالیٰ تمکو خوب جانتا ہے جبکہ
پیدا کیا تمکو زمین سے اور جبکہ تم مان کے پیٹ مین بچّہ تھے چونکہ معلوم تھا کہ انسان پر خطا غالب ہے
اِسلیے باب توبہ کو کشادہ فرمایا اور لوگون کو اُسکی راہ بتلائی اور اُسکی طرف بلایا اور وعدہ فرمایا

کہ توبہ کر تو قبول کرینگے اور رجوع کر تو متوجہ ہون گے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کل ابن آدم خطاؤن وخیر الخطائین التوابون یعنی تمام بنی آدم خطاوار ہین اور اچھے
خطاوار وہ ہین جو توبہ کر لیتے ہین پس حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات بتلادی کہ خطا
تیرے وجود کو لازم ہے بلکہ تیرا عین وجود ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً
اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ
یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ ہ یعنی ایسے لوگ ہین کہ جب کوئی بیحیائی کر گذرتے ہین یا اپنی
جانون پر ستم کرتے ہین اُسی وقت اللہ تعالی کو یاد کرتے ہین پس بخشش چاہتے ہین اپنے گناہون کی
اور خدا کے سوا گناہونکو کون بخشتا ہے اور ہٹ نہین کرتے اپنے فعل پر اور وہ جانتے ہین یون نہین
فرمایا والذین لا یعملون الفاحشۃ یعنی بالکل گناہ ہی نہین کرتے اور فرمایا وَاِذَا مَا غَضِبُوْا
ہُمْ یَغْفِرُوْنَ ہ یعنی جب اُنکو غصہ آتا ہے معاف کر دیتے ہین یون نہین فرمایا لا یغضبون یعنی
غصہ ہی نہین آتا ۔ اور فرمایا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ یعنے غصے کو ضبط کرنے والے ۔ یون نہین فرمایا
والذین لا غیظ لھم یعنی جنکو غصہ ہی نہین ۔ اِسکو خوب سمجھ اللہ تعالی کی تجھیر جہر ہو یہ کھلے اسرار
ہین اور یقینی امور ہین **نوان فائدہ** ۔ بیان مراتب متذکرین کا اہل تقوی سے **ف**
کیونکہ تذکر ایک مفہوم عام ہے جب اُسکو کسی معمول کے ساتھ مقید نہین کیا اپنی جمیع جزئیات کو شامل
ہوگیا **ت** جاننا چاہیے کہ اہل تقوی کو جب کوئی شیطانی خیال آلپٹتا ہے اُنکو تقوی مولی کی نافرمانی
پر اصرار نہین کرنے دیتا بلکہ اُنکا تذکر یعنی یادداشت اُنکو مولی کی طرف پھیر لاتا ہے اور اُنکا تذکر
کئی قسم پر ہے بعض لوگ ثواب کو یاد کر لیتے ہین بعضے عقاب کو بعضے حساب کے لیے کھڑے ہونے کو
بعضے ترک معصیت کے بڑے ثواب کو بعضے احسان گذشتہ کو یاد کرکے نافرمانی سے شرما جاتے ہین
بعضے مابعد کے احسان کو یاد کرکے اُسکے عوض کفران کرتے ہوئے شرما جاتے ہین بعضے اللہ کا قرب
یاد کرتے ہین بعضے اللہ تعالی کے محیط ہونے کو یاد کرتے ہین بعضے اللہ تعالی کے دیکھنے کو یاد کرتے
ہین بعضے اللہ تعالی کے عہد کو یاد کرتے ہین بعضے لذت گناہ کا فانی ہو جانا اور اُسکے مواخذہ کا
باقی رہنا یاد کرتے ہین بعضے نافرمانی کے وبال و رسوائی کو یاد کرکے اُسکو ترک کر دیتے ہین بعضے
فرمان برداری کے فوائد و عزت کو یاد کرکے اُس راہ چلتے ہین بعضے اللہ کی قیومیت کو یاد کرتے ہین

فائدہ نہم

بعضے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور سلطنت کو یاد کرتے ہین علیٰ ہذا القیاس جن جن چیزونسے تذکر متعلق ہو سکتا
ہے اور انکا حصر نہین ہے ہمنے اتنا بھی اسواسطے کہدیا کہ اہل تقویٰ کے احوال سے تجھکو کچھ مناسبت ہو
اور اہل بصیرت کے مقامات پر کچھ آگاہی ہو خوب سمجھ لو **دسوان فائدہ** ہو سکتا ہے کہ آیت مین
مراد طیف سے وسوسہ و خطرۂ نفسانی ہو جو شیطان کے القا سے آجاتا ہے **ف** اور تقریر گذشتہ مین طیف سے
مراد صورت خیالی تھی جو خواب مین نمودار ہوتی ہے **ت** اس خطرے کو طیف اسواسطے کہا کہ یہ قلب مین طواف
کرتا ہے دوسری قرات سے اسکی تائید ہوتی ہے وہ یہ ہے اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ **ف** بروزن خائف
ت پس ایک قرات دوسری قرات کی مفسر بنجائے گی اور وسوسہ قلب کے گرد گھومتا ہے اگر دیوار یقین
کے کسی رخنے سے اسکو رستہ ملگیا تو اندر گھس جاتا ہے ورنہ چلدیتا ہے اور مثال مقامات یقین اور نور یقین کی جو
اُن مقامات کو محیط ہے ایسی ہے جیسے شہر پناہ کی دیوارین کہ شہر اور قلعہ کو گھیرے ہوے ہین پس دیوارین
تو انوار ہین اور قلعہ جات مقامات یقین ہین کہ شہر قلب کو گھیرے ہوے ہین پس جس شخص کے قلب کو دیوار
یقین گھیرے ہوے ہے اور اُسنے مقامات یقین کو کہ مثل قلعہ کے نوری احاطے ہین درست کر لیا اُس شخص تک
شیطان کی رسائی نہین اور اُسکے گھر مین اُسکا ٹھکانا نہین کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمانا نہین سنا اِنَّ عِبَادِيْ
لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ یعنی میرے خاص بندون پر تیرا کچھ قابو نہین یعنی چونکہ اُنھون نے عبودیت کو
ٹھیک کر لیا اِسلیے نہ وہ میرے حکم سے منازعت کرتے ہین نہ میری تدبیر مین معارضہ کرتے ہین بلکہ مجھپر توکل
کرتے ہین اور اپنے کو میرے حوالے کرتے ہین اسیواسطے اللہ تعالیٰ اُنکی رعایت و نصرت اور حمایت فرماتا ہے
اور اُنھون نے اپنی ہمتین اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کردین اللہ تعالیٰ بھی اُنکو سب سے کافی ہو گیا کسی عارف سے
پوچھا گیا تمھاری شیطان کے ساتھ مجاہدے کی کیا کیفیت ہے جواب دیا شیطان کون بلا ہے ہم وہ لوگ ہین
کہ اپنی تمام ہمتین اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کردین اُسنے سب سے ہماری کفایت فرمائی **ف** یعنی ہمکو مجاہدے
کی حاجت نہین اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ نمٹ لیتا ہے **ت** مین نے اپنے شیخ ابو العباس رحمہ اللہ
تعالیٰ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا
یعنی شیطان تمھارا دشمن ہے تم اُسکو دشمن سمجھو پس بعض لوگ تو اس خطاب سے یون سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کو اُنسے
شیطان کے ساتھ عداوت کرنا مطلوب ہے اُنھون نے اپنی تمامی ہمتین اُسمین مصروف کردین اُسنے اُن کو
محبوب کی محبت سے غافل کردیا اور بعض لوگ یون سمجھے کہ شیطان تمھارا دشمن ہے یعنی اور مین دوست ہون

فائدہ ۱۰

مثال یقین و وسوسہ

ف لان الاشیاء تعرف باضدادہا **ت** وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی محبت مین لگ گئے اللہ تعالےٰ انکو سب کافی ہوگیا۔ بعد اسکے اُس عارف کی حکایت بیان فرمائی یہ لوگ اگر شیطان سے پناہ مانگتے ہین تو صرف اسوجہ سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے نہ اسواسطے کہ یہ لوگ غیر اللہ کے لیے کچھ تصرف دیکھتے ہون اور وہ لوگ غیر اللہ کے لیے کیسے تصرف دیکھ سکتے ہین جبکہ اللہ تعالیٰ کو کہتے ہوئے سُنتے ہین اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ؕ یعنی بات کسی کی نہین چلتی سواے اللہ کے اُسنے فرمایا ہے کہ اُسکے سوا کسی کی پوجا مت کرو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ؕ یعنی شیطان کا داؤ بالکل بودا ہے اور فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ ؕ یعنی میرے خاص بندونپر تیرا قابو نہ چلے گا اور فرمایا اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ؕ یعنی شیطان کا قابو اُن لوگونپر نہین چلتا جو یقین رکھتے ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہین اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ یعنی جو اللہ پر بھروسا کرے وہ اُسکو کفایت کرتا ہے اور فرمایا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ یعنی اللہ اہل ایمان کا دوست ہے نکالتا ہے اُنکو تاریکیون سے طرف نور کے اور فرمایا وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ یعنی ہمارے ذمّے پر ہے حمایت کرنا ایمان والونکی پس ان آیتون نے اور جو ایسے مضمونکی ہین مومنین کے قلوب مضبوط کر دیے اور اُنکی کُھلی مدد کی پس اگر شیطان سے پناہ مانگتے ہین تو صرف اُسکے فرمانے سے اور اگر نور ایمان سے اُسپر غالب ہوتے ہین تو اُسکی حمایت سے اور اگر اُسکے فریب سے سالم رہتے ہین تو اُسکی تاثیر و احسان سے شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا کہ حالت سیاحی مین میری ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُسنے مجھکو وصیت کی اور کہا کہ توفیق اعمال کے لیے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سے بڑھکر کوئی گفتار نہین اور اللہ کی طرف بھاگنے اور اُسکی پناہ لینے سے بڑھکر کوئی کردار نہین اور جو اللہ تعالےٰ کی پناہ لیتا ہے وہ سیدھی راہ چلایا جاتا ہے پھر کہا بِسْمِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے مدد چاہتا ہون فَرَرْتُ اِلَی اللّٰہِ یعنی بھاگا مین اللہ تعالیٰ کی طرف وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ یعنی مین نے اللہ کی پناہ لی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی گناہ سے بچنا اور عبادت پر قوت ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے اللہ تعالیٰ کے سوا گناہ کو کون بخش سکتا ہے بِسْمِ اللّٰہِ زبان کا قول ہے جو قلب سے صادر ہوا فَرَرْتُ اِلَی اللّٰہِ وصف روح اور سر کا ہے اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ وصف عقل و نفس کا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وصف ملکوت اور عالم امر کا ہے وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ **ف** اس کلام مین اشارہ ہے طرف لطائف اور اُنکے

قصہ ملاقات شیخ ابو الحسن [illegible]

اٹھا کے **ت** یارب شیطان کے عمل سے تیری پناہ مانگتا ہون بیشک شیطان کھُلا بہکانے والا دشمن ہے
پھر شیطان سے خطاب کرکے کہا اللہ تعالیٰ کا علم تیرے حق مین یہی ہے کہ تو عدو مضل مبین ہے اور مین اللہ تعالیٰ
پر ایمان لاتا ہون اور اُسپر توکل کرتا ہون اور تجھسے خدا کی پناہ چاہتا ہون اور اگر اُسکا حکم نہوتا تو مین تجھسے
پناہ نہ چاہتا تیری حقیقت ہی کیا ہے جو تجھسے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہون **ف** یعنی اللہ تعالیٰ تو بڑا غالب
قدرت والا ہے کسی سخت چیز سے اُسکی پناہ مانگین تو ہوسکتا ہے تو بیچارہ کیا چیز ہے **ت** پس تونے سمجھ لیا
اللہ تعالیٰ کی تجھپر مہر ہو کہ شیطانکی اُنکے دلون مین اتنی بھی قدر نہین کہ اُسکی طرف قدرت واردے کو منسوب
کرین اور بھید حکمت کا ایجاد شیطان مین یہ ہے کہ وہ ایک مظہر ہے جسکی طرف اسباب عصیان اور وجود کفران
وغفلت ونسیان کو منسوب کیا جائے کیا تونے اللہ تعالیٰ کا قول نہین سُنا وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ
یعنی یوشع علیہ السلام بولے کہ مجھکو وہ بات شیطان کے سوا کسی نے نہین بھلائی آور فرمایا هٰذَا مِنْ
عَمَلِ الشَّیْطٰنِ یعنی موسیٰ علیہ السلام بولے کہ قبطی کا خون شیطان کے عمل سے ہوا۔ پس راز حکمت اسکے ایجاد مین
یہ ہوا کہ ایسی نسبتون کا میل کچیل اس سے پونچھا جائے اسیواسطے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ شیطان اس
عالم کی ایک صافی ہے کہ تمام گناہون اور زشت وناپاک اعمال کا میل اُس سے پونچھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو
اگر منظور ہوتا کہ معصیت نہو تو ابلیس کو پیدا نکرتا آور شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین شیطان مثل نر کے
اور نفس مثل مادہ کے اور دونون کے درمیان گناہ کا پیدا ہونا ایسا ہے جیسے مان باپ کے درمیان بچے کا
پیدا ہونا۔ یہ نہین کہ مان باپ نے بچے کو ایجاد کیا بلکہ اُنسے بچے کا ظہور ہوا۔ مطلب شیخ کے اِس کلام کا یہ ہے
کہ جیسا کسی عاقل کو اسبات مین شک نہین کہ بچہ مان باپ کا پیدا کیا ہوا اور ایجاد کیا ہوا نہین مگر چونکہ اُن دونون سے
اُسکا ظہور ہوا اسلیے اُنکی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسیطرح کسی مومن کو اسمین بھی شک نہین کہ معصیت نفس
وشیطان کی پیدا کی ہوئی نہین بلکہ اُنسے اُسکا ظہور ہوا ہے اسیوجہ سے اُنکی طرف معصیت کی نسبت ہوتی ہے
اور یہ نسبت اضافی واسنادی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت خلقی وایجادی ہے جیسا اللہ تعالے
اپنے فضل سے طاعت کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی اپنے عدل سے معصیت کو پیدا کرتا ہے خود ارشاد ہوا ہے
قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ہ یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کہدو کہ سب خدا ہی کی طرف سے ہے پس اِن لوگون کو کیا ہوگیا کہ بات نہین سمجھتے۔ آور فرمایا
اَللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے آور فرمایا هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یعنے

کیا سوائے اللہ کے اور بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے آور فرمایا اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ؁ یعنی کیا پیدا کرنے والا اور نہ پیدا کرنے والا برابر ہے کیا تم سمجھتے نہین ہو۔ اور آیت کمر توڑنے والی اہل بدعت کی جو دعوے کرتے ہین کہ اللہ تعالی طاعت کا خالق ہے اور معصیت کا خالق نہین یہ ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ؁ یعنی اللہ تعالی نے تمکو بھی پیدا کیا اور تمھارے اعمال کو بھی **ف** لفظ مَا عام ہے طاعت و معصیت دونون کو شامل ہے **ت** اگر وہ لوگ اعتراض کرین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ یعنے اللہ تعالی بُری بات کا امر نہین فرماتا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ امر اور ہے اور قضا اور ہے **ف** یعنی امر کہتے ہین حکم تشریعی کو اور قضا کہتے ہین حکم تکوینی کو اس آیت سے نفی امر کی ہوئی اور اہل سُنت مدعی قضا کے ہین **ت** اگر وہ اعتراض کرین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ؁ یعنے جو بھلائی پونہچے تجھکو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بُرائی پونہچے وہ تیری طرف سے ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ بندونکو ادب سکھانا مقصود ہے پس ہمکو حکم ہے کہ اچھی چیزین اُسکی طرف منسوب کیا کرین کیونکہ اُسکے وجود حق کے لائق یہی ہے اور بُری چیزین اپنی طرف منسوب کیا کرین کیونکہ ہمارے وجود باطل کے مناسب یہی ہے یہ حُسن ادب ہے جیسا خضر علیہ السلام نے فرمایا فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا یعنی کشتی کے توڑنے مین تو یون کہا کہ مین نے چاہا کہ اُسکو عیب دار کر دون اور بنائے دیوار کے قصے مین یون کہا کہ تیرے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونون یتیم اپنے بلوغ تک پونہچ جاوین اور ابراہیم علیہ السلام نے یون فرمایا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ؁ یعنی جب مین بیمار ہوتا ہون تو وہ مجھکو شفا دیتا ہے اور خضر علیہ السلام نے یون نہین کہا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّعِیْبَهَا یعنی تیرے رب نے اُس کشتی کو عیب دار کرنا چاہا جیسا یتیمونکے قصے مین کہا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا پس عیب کو اپنی طرف منسوب کیا اور اچھی بات کو اپنے مولی کی طرف ایسے ہی ابراہیم علیہ السلام نے یون نہین فرمایا واذا امرضنی فهو یشفینی یعنے جب مجھکو بیمار کرتا ہے تو شفا دیتا ہے بلکہ یون فرمایا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ؁ پس مرض کو اپنی طرف منسوب کیا اور شفا کو اپنے رب کی طرف باوجودیکہ مرض کا خالق اور فاعل حقیقی وہی ہے پس معنی مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ کے یہ ہین کہ بھلائی اللہ تعالی کی طرف سے ہے یعنی از روے خلق و ایجاد کے اور وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ کے یہ معنی ہین کہ بُرائی تیری طرف سے ہے

سلہ یہ مقام قرب نوافل ہے ۱۲ ملفوظ شریف

سلہ یہ مقام قرب فرائض سے ۱۲ ملفوظ شریف ۱۲

یعنی از روے اضافت و اسناد کے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہین الخیر بیدك والشر لیس الیك یعنی خیر تو تیرے ہاتھ مین ہے اور شر تیری طرف منسوب نہین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کو معلوم تھا کہ خالق خیر و شر اور نفع و ضر کا اللہ تعالی ہی ہے لیکن تعبیر مین ادب کی رعایت کی اور یون فرمایا الخیر بیدك والشر لیس الیك جیسا ہمنے اوپر بیان کیا خوب سمجھ لے۔ اگر وہ لوگ یہ اعتراض کرین کہ حق سبحانہ وتعالی معصیت کے پیدا کرنیسے بھی پاک ہے کیونکہ معصیت قبیح ہے اور اللہ تعالی قبائح کے پیدا کرنیسے پاک ہے ہم جواب دینگے کہ معصیت بندے کی اعتبار سے فعل قبیح ہے کیونکہ حکم کی مخالفت ہے وجہ یہ کہ قبح خود فعل منہی عنہ کی ذات مین نہین ہوتا بلکہ بسبب تعلق نہی کے اُس فعل مین قبح ہوجاتا ہے جیسا حُسن کہ فعل مامور بہ کی ذات سے متعلق نہین ہوتا بسبب تعلق امر کے ہوجاتا ہے۔ اچھی طرح سمجھ لو **ف** اور حق تعالی کے اعتبار سے وہ ایک مخلوق ہے کہ اس نسبت مین حسن و قبح دونون مساوی ہین **ع** کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست ٭ چون بما نسبت کنی کفر آفت ست ٭ **ت** پھر اہل بدعت نے جو اللہ تعالی کی یہ تنزیہ کی ہے کہ معاصی کے پیدا کرنیسے وہ منزہ ہے اس تنزیہ سے اُسکی تنزیہ کرنا واجب ہے یعنی جب وہ یون کہین کہ برتر ہے اللہ اس امر سے کہ معصیت کو پیدا کرے ہم مقابلے مین کہینگے برتر ہے اللہ تعالی اس امر سے کہ اُسکے ملک مین بدون اُسکے ارادے کے کوئی چیز ہوجائے **ف** یعنی اگر معصیت کے ساتھ اللہ تعالی کا ارادہ متعلق نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی کے ملک مین اُسکے خلاف ارادہ دوسرونکا تصرف چل سکتا ہے تو یہ عین نقصان ہے سچ ہے **ع** دوستی بیخرد چون دشمنی ست ٭ حق تعالی زین چنین خدمت غنی ست ٭ **ت** خوب سمجھ لو اللہ تعالی ہمکو ہمکو سیدھی راہ چلائے اور دین راست پر اپنے فضل سے قائم رکھے۔

تقریر و بیان جسمین قواعد تدبیر و منازعت تقدیر کا ذکر ہے

فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اور فرمایا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اور فرمایا مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ اور فرمایا فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا اور فرمایا فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور فرمایا وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ اور فرمایا وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى اور فرمایا تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ اور فرمایا وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اور بہت آیتین اس مضمون کی ہین تو اب سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا اسطرح بار بار جگہ جگہ ذکر کرنا اُسکی عالی قدری اور

قواعد تدبیر و منازعت تقدیر

عظمت شان کی دلیل ہے اور اسلام کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ظاہر تو اُسکا اللہ کے احکام کا بجالانا ہے
اور باطن منازعت نہ کرنا پس اسلام بدن کا حصہ ہے اور منازعت نہ کرنا اور اپنے کو حوالہ کر دینا قلوب کا حصہ ہے پس اسلام مثال
صورت کے ہے اور استسلام اُس صورت کی روح ہے پس اسلام تو ظاہر ہے اور استسلام اُس ظاہر کا باطن ہے پس
مسلم حقیقی وہ شخص ہے جو اپنے کو اُسکا مطیع بنائے ظاہر میں اُسکے امتثال امر سے اور باطناً اُسکے حکومت کے آگے گردن جھکا دے
سچی اور حقیقت مقام استسلام کی یہ ہے کہ منازعت احکام آلٰہیہ سے بعید سمجھاوے اور اپنے کو حل وعقد میں اُسی کے سپرد کر دے پس جو شخص
دعوی کریگا اسلام کا مطالبہ کیا جاویگا استسلام کا اُس سے کہو کہ دلیل لاؤ اگر سچے ہو تمکو معلوم نہین کہ ابراہیم علیہ السلام
سے جب پروردگار نے فرمایا اسلام لا وہ بولے مین اسلام لایا واسطے رب العلمین کے پس جب اُنکو ڈھیکلی مین
بٹھلایا گیا ملائکہ نے شور مچایا اے رب یہ تیرا خلیل ہے اسیر جو مصیبت نازل ہوئی ہے تو خوب جانتا ہے حق سبحانہ وتعالی
کا حکم ہوا اے جبرئیل اُنکے پاس جاؤ اگر تم سے مدد چاہین مدد کرو اور نہین تو مین جانون اور میرا خلیل جانے جب
جبرئیل علیہ السلام فضای ہوا مین اُنکے پاس آئے پوچھا آپ کو کوئی حاجت ہے فرمایا تم سے تو نہین ہے ہان اللہ سے
ہے جبرئیل نے کہا پھر دعا کرو فرمایا اُسکو میرا حال معلوم ہونا دعا سے بس کرتا ہے۔ پس غیر اللہ کی اُنھون نے
مدد نہ چاہی نہ اُنکا قصد غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوا بلکہ حکم الٰہی کے آگے گردن جھکا دی بجاے اپنی تدبیر کے
اللہ کی تدبیر پر اور بجاے اپنی نگہبانی کے اللہ کی نگہبانی پر اور بجاے اپنی دعا کے اللہ کے علم پر اکتفا کیا کیونکہ
یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالی جمیع احوال مین اُنپر مہربان ہے پس خداے تعالی نے بھی اُنکی تعریف فرمائی
اس قول سے وَاِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی یعنی ایسے ابراہیم جنھون نے اپنا قول پورا کیا اور اُنکو اُس آگ سے بھی
نجات دی جسکی خبر خود دیتے ہین قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ۝ یعنی ہمنے حکم کیا
کہ اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔ اہل علم نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالی لفظ سَلَامًا نہ فرماتے
تو ایسی سرد ہو جاتی کہ ہلاک کر دیتی پس وہ آگ بجھ گئی اہل سیر نے کہا ہے کوئی آگ مشرق و مغرب مین نہ تھی
جو بجھ نہ گئی ہو ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ شاید مجھکو خطاب ہے بعضے علما نے کہا ہے کہ صرف بیڑیان اُس آگ سے
جل گئین **فائدہ جلیلہ** ابراہیم علیہ السلام کا جواب دیکھنے کے قابل ہے کہ جب اُنسے جبرئیل علیہ السلام نے
پوچھا کہ آپ کو کچھ حاجت ہے تو یون فرمایا کہ تم سے حاجت نہین اور یون نہین فرمایا مجھے حاجت نہین کیونکہ
مقام رسالت و خلت کا مقتضا یہ ہے کہ عبودیت صریح بجالاوے اور مقام عبودیت کے لوازم سے یہ ہے کہ
اللہ کی طرف حاجت ظاہر کرے اور احتیاج کے ساتھ اُسکے روبرو کھڑا ہو اور اُسکے ماسوا سے قطع کرے

یہ اشارہ ہے مضمون آیت کی طرف قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ۱۲ مترجم

آیت یہ ہے اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمین ۱۲ مترجم

پس یہی جواب مناسب تھا کہ تمسے حاجت نہین یعنی اللہ کا محتاج ہون مگر تمہارا نہین کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کلام مین دونون باتین جمع کردین اللہ کی طرف احتیاج کا ظاہر کرنا اور ماسوا سے قصداً اُٹھا دینا اور رؤیت نہین جو بعض لوگون نے کہی ہے کہ صوفی صوفی نہین ہوتا یہان تک کہ اُسکو اللہ سے بھی حاجت نرہے اور یہ کلام مقتدا اور اہل تکمیل کی شان کے لائق نہین اگرچہ تاویل اسکی ہوسکتی ہے کہ مراد یہ ہے کہ صوفی کو یقین ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے پیدا ہونیسے پہلے ہی اُسکی سب حاجتین پوری فرماچکا ہے تو جو حاجت ہے وہ ازل مین پوری ہوچکی ہے اور حاجت کی نفی سے احتیاج کی نفی لازم نہین آتی **ف** حاصل یہ کہ بندے کو اللہ کی طرف احتیاج ضرور ہے خواہ حاجت پوری ہوچکی ہو یا نہ ہوچکی ہو اور قائل مذکور نے حاجت کی نفی کی ہے نہ کہ احتیاج کی جو کہ لوازم عبدیت سے ہے **ت** اور دوسری تاویل یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ اللہ سے اُسکو حاجت نہو مطلب یہ ہے کہ وہ خود اللہ کو طلب کرتا ہے کوئی حاجت اُس سے طلب نہین کرتا اور بڑا فرق ہے اُسمین جو خود اللہ کا طالب ہو اور جو اللہ سے طالب ہو اور تیسری تاویل یہ ہوسکتی ہے کہ یہ جو کہا کہ اللہ سے اُسکو حاجت نہ رہے مطلب یہ ہے کہ اُسنے ہمہ تن اپنے کو اُسکے سپرد کردیا ہے اور اُسکے آگے گردن جھکا دی ہے پس اُسکی مراد وہی ہے جو اللہ کی مراد ہے **ف** یعنی اپنی طرف سے کچھ حاجت نہین مانگتا بوجہ غلبۂ مقام رضا کے **ت**

دُوسرا فائدہ جلیلہ جب جبرئیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کیا تمکو کچھ حاجت ہے اور اُنھون نے جواب دیا کہ تمسے تو کچھ حاجت نہین ہان اللہ سے ہے بعض بزرگون کا قول ہے کہ اس جواب سے حضرت جبرئیل سمجھے کہ مجھسے مدد نہ چاہینگے اور انکا قلب بجز خداے تعالیٰ کے کسی کو مشاہدہ نہین کرتا اُسوقت عرض کیا کہ اچھا اُسی سے سوال کرو یعنی اگر آپنے یہ بات لازم ٹھیرا رکھی ہے کہ وسائط سے کچھ نہ چاہونگا اور اسوجہ سے مجھسے مدد نہین چاہتے تو اپنے رب ہی سے سوال کرو کیونکہ وہ آپکے ساتھ مجھسے زیادہ نزدیک ہے ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرا حال اُسکو معلوم ہونا میرے مانگنے سے کفایت کرتا ہے مطلب یہ کہ مین نے جو غور کرکے دیکھا تو اُسکو اپنے ساتھ سوال سے بھی زیادہ نزدیک پایا اور سوال کو وسائط سے دیکھا اور مین سوا اُسکے کسی چیز سے تمسک کرنا نہین چاہتا دوسرے یہ کہ مجھکو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے پھر سوال کرکے یاد دلانے کی حاجت نہین اور اُس سے رعایت نفرمانیکا احتمال نہین اسلیے مین نے سوال سے علم الٰہی پر اکتفا کیا اور یقین کرلیا کہ وہ مجھکو اپنے لطف سے کسی حال مین نچھوڑیگا یہی ہے اکتفا کرنا اللہ تعالیٰ پر اور ادا کرنا کلمۂ حَسْبِیَ اللّٰہُ کے حقوق کا اور ہمارے شیخ ابو العباس

فرماتے تھے اس آیت کی تفسیر میں وَاِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفّٰى کہ ابراہیم نے پورا کر دیا حَسْبِیَ اللّٰہ کے مقتضا کو ف یعنی جبرئیل کے جواب میں جو فرمایا حَسْبِیَ اُسپر جمے رہے اور کسی پر نظر نہین کی ت اور بعض نے یہ تفسیر کی ہے کہ کھانا دیا مہمان کو اور بیٹا دیا قربان ہونے کو اور بدن دیا آتش سوزان کو اسپر اللہ تعالے نے تعریف فرمائی وَاِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفّٰى الآیۃ **تیسرا فائدہ جلیلہ** جاننا چاہیے کہ جب اللہ سبحانہٗ وتعالی نے فرشتون سے فرمایا کہ مین زمین مین ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہون یعنی آدمؑ اور اولاد آدمؑ فرشتون نے کہا کہ آپ ایسے شخص کو زمین مین پیدا کرتے ہین جو اُسمین خونریزی وفساد کریگا اور ہم تسبیح وتحمید وتقدیس کرتے ہین یعنی ہمکو خلیفہ بنا دیجیے جواب ارشاد ہوا کہ ہم جانتے ہین جو کچھ تم نہین جانتے پس ابراہیم علیہ السلام کا جبرئیل سے مدد نہ مانگنا اللہ تعالی کی طرفسے فرشتونپر بڑی بھاری حجت ہوئی گویا اللہ تعالی نے فرمایا کہان ہین جنھون نے آدمی پر اعتراض کیا تھا کہ یہ فساد وخونریزی کرینگے تمنے میرے بندے ابراہیم کو کیسا دیکھا اس سے اُس قول کی شرح ہو گئی کہ ہم جانتے ہین جو تم نہین جانتے حدیث شریف مین آیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوبت بنوبت آتے ہین فرشتے رات مین اور دنمین جو فرشتے شب کو دنیا مین رہے تھے وہ آسمانپر پہونچتے ہین تو اللہ تعالے اُنسے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تمنے میرے بندونکو کس حال مین چھوڑا وہ کہتے ہین کہ ہم جب گئے تھے جب بھی نماز پڑھ رہے تھے ف یعنی عصر کی ت اور جب چھوڑ کر آئے ہین جب بھی نماز پڑھ رہے تھے ف یعنی فجر کی کیونکہ بدلی انھین دو وقت مین ہوتی ہے ت شیخ ابو الحسنؒ نے فرمایا گویا اللہ تعالی کے پوچھنے کے یہ معنی ہین کہ اے معترضین تمنے بندونکو کس حال مین چھوڑا ایس جبرئیل علیہ السلام کے بھیجنے سے حق سبحانہٗ وتعالی کو یہ منظور تھا کہ خلیل علیہ السلام کا رتبہ اور شرف وعظمت شان ملائکہ کے آگے ظاہر کر دین اور بھلا ابراہیم علیہ السلام کیسے کسی غیر سے مدد چاہتے وہ تو اُسی کو دیکھتے تھے اور کسی کا مشاہدہ نکرتے تھے اور خلیل کو خلیل اسیواسطے کہتے ہین کہ اُنکے خلل قلب مین یعنی رگ وریشہ مین اللہ کی محبت اور عظمت اور واحدیت سما گئی تھی کسی غیر کی گنجایش نرہی تھی جیسے کسی کا قول ہے ؎ مثل جان مجھ مین ہو گیا پیوست ہے اسی سے خلیل نعت تری ✤ بولتا ہون تو ہے تو میرا کلام ✤ روزہ رکھون تو تشنگی ہے مری ✤ **تنبیہ واعلام** جاننا چاہیے کہ حق سبحانہٗ وتعالی نے ابراہیم علیہ السلام کے قلب کو نور رضا سے منبسط کر دیا تھا اور انکو روح

۵ الفاظ حدیث یہ ہین یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنہار فیصعد الذین باتوا فیکم فیسألہم وہو اعلم کیف ترکتم عبادی فیقولون اتیناہم وہم یصلون وترکناہم وہم یصلون ۱۲ تنویر

استسلام عطا فرمائی تھی اور اُنکے قلب کو نظر الی الخلق سے محفوظ رکھا تھا پس آگ اسیواسطے اُنپر سرد وسلامتی ہوگئی کہ اُنکا قلب طاعت کے ساتھ اللہ کے سپرد ہوگیا تھا پس استسلام سے رہے سلامت اور باطن مقام کے ٹھیک کرنیسے ہوئی یہ عزّت وکرامت پس بیاہئیے مومن کو سمجھنا چاہیے کہ جو مواقع امتحان مین اللہ کی اطاعت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ خار کو گل اور خوف کو امان کردیتا ہے پس جب شیطان تجکو منجنیق امتحان مین پھینکنا چاہے اور کائنات تیرے روبرو آکر دریافت کرین کہ تجھکو کچھ حاجت ہے یہی جواب دینا کہ تمسے تو کچھ حاجت نہین ہان اللہ سے ہے اگر کائنات یہ کہین کہ اللہ ہی سے سوال کرلے اسکا جواب دینا کہ اُسکا علم میرے سوال سے کفایت کرتا ہے۔ اگر تو ایسا کریگا تو اللہ تعالیٰ آتشِ دنیا کو سرد وسلامتی کردیگا اور منّت اور کرامت تجھکو عطا فرماویگا کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انبیا اور مرسلین کے ذریعہ سے ہدایت کے رستے کشادہ کیے ہین پس اہلِ ایمان اُنکی راہ چلے اور اہل یقین نے اُنکی پیروی کو لازم جانا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ یعنے کہدو اے محمدؐ یہ میرا رستہ ہے بُلاتا ہون اللہ کی طرف مین بھی سوجھ والا ہون اور میری اتباع کرنے والے بھی اور یونس علیہ السلام کی شان مین فرمایا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ یعنی ہمنے اُنکی دعا قبول کی اور غم سے نجات دی اور اہل ایمان کو ہم یون ہی نجات دیا کرتے ہین یعنی جو اہل ایمان قدم بقدم یونسؑ کے چلتے ہین اور اُنکے الوا سے کے مشتاق ہین اور اللہ سے ذلت واحتیاج کے ساتھ مانگتے ہین اور مسکنت اور انکسار کا لباس پہنتے ہین ہم اُنکو اسیطرح نجات دیا کرتے ہین **رجوع بمطلب** ابراہیم علیہ السلام کے اِس قصّے مین بیان ہے عبرت والونکو اور ہدایت ہے بصیرت والون کو اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی تدبیر سے نکلتا ہے اللہ اُسکے لیے بخوبی تدبیر کردیتا ہے دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے چونکہ اپنی ذات کے لیے تدبیر واہتمام نہین کیا بلکہ اللہ کے حوالے کرکے اُسپر توکل کیا انجام اس اطاعت کا سلامتی اور عزت اور تعریف کا باقی رہنا مدت گذرجانے پر ہوا اور ہمکو اللہ کا حکم ہے کہ اُنکی ملت سے خارج نہون اور اُنکے نام رکھنے کا لحاظ رکھین جسکا ذکر اس آیت مین ہے مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ یعنے ملت اختیار کرو اپنے باپ براہیم کی اُنھون نے ہی تمھارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے سے پس جو شخص براہیمی ہو اُسکو سزاوار ہے کہ اپنے لیے تدبیر کرنیسے بری ہو اور اعتراض سے خالی ہو اور ملت ابراہیم سے وہی اعراض کریگا جو سفیہ ہے اور اُنکی ملت کو لازم ہے تفویض الی اللہ اور اطاعت

رجوع بمطلب اصلی

فی احکام اللہ اور جاننا چاہیے کہ مقصود اعظم یہ ہے کہ اللہ کے آگے کوئی مراد باقی نہ رہے اور ہمارے اس مضمون مین اشعار ہین ف جاننا چاہیے کہ ان اشعار مین اللہ تعالی کو متکلم اور بندے کو مخاطب قرار دیا ہے گویا اللہ تعالی بندے سے فرماتا ہے وہ اشعار یہ ہین ت ۔ ہ

چاہتا ہون دے مراد اپنی بھلا | رشد کا رستہ اگر ہے چاہتا
چھوڑدے اپنا وجود اسکو نہ دیکھ | تھام لے مضبوط حلقہ صبر کا
کب تلک مجھسے ہے غفلت مین تو ہون | تیری الفت اور رعایت مین سدا
کب تلک دیکھے گا مخلوقات کو | اور پھرے گا جنگلون سر مارتا
میرے در کو چھوڑ جاتا ہے کہان | راہ سے بے راہ کیون تو ہو گیا
ہے قدیمی تجھسے میری دوستی | عہد قالوا حق مین میرے ہی ہوا
ہے ترا رب کوئی جس سے ہو امید | لے تجھے محشر کی سختی سے بچا
جس قدر مخلوق ہے عاجز ہے سب | کر رہا عاجز کو ہے عاجز ندا
مجھسے سب مخلوق کو ہے گا قیام | کن سے ہے ظاہر ظاہر کو کیا
میرے گھر مین اور میرے ملک مین | اعتماد اور ون پہ ہے تونے کیا
چشم ایمان تیز کر اور دیکھ تو | خلق ساری ہوتی جاتی ہے فنا
ہے عدم سے راستہ سوے عدم | تو بھی اسمین جائے گا بیشک چلا
تجھپہ ہے خلعت مرا و مت اوتار | اور رخ امید خلقت سے ہٹا
میرے در پر لا امیدین اپنی سب | مال تجھسے کچھ نہین مین مانگتا
دیکھ اپنی حیثیت اور رہ ذلیل | آرزو سب تیری آوے گی بر آ
بندہ بنجا بندہ ہو جاتا ہے خوش | جو کہ مولے نے اٹھا کردے دیا
وصف سے اپنے مٹادون تیرا وصف | دون عناد و جہل کی تجھکو سزا
کیا تو میرے ملک مین ہے گا شریک | جو وضوح حق پہ بھی جھگڑا کیا
گر رسائی چاہیے اس دربار کی | بس عدو ہو جا تو اپنے نفس کا
ڈوب بحر نیستی مین ہم کو دیکھ | بھر محشر ہم کو تو اپنا بنا

ہم سے کر باران رحمت تو طلب — دیکھ کیسے کرتے ہین ہم احسان کیا
غیر سے مت کر ہدایت تو طلب — ہے کوئی ایسا اسے تجکو راستا

اقسام تدبیر

تنبیہ و اعلام جاننا چاہیے کہ تدبیر دو قسم ہے ایک تدبیر محمود دوسری تدبیر مذموم تدبیر مذموم تو وہ ہے جسکا حظ تیری طرف لوٹ کر آوے اوا ادائے حق اللہ کے لیے نہو جیسے تدبیر کرنا کسی گناہ کی تحصیل مین یا کسی حظ نفسانی مین غفلت کے ساتھ یا کسی طاعت مین نمایش اور شہرت کے ساتھ اور مثل اسکے یہ تمامتر مذموم ہے یا تو اسوجہ سے کہ اس سے استحقاقِ عذاب ہوتا ہے یا اسلیے کہ اس سے وقوع حجاب ہوتا ہے اور جو شخص نعمت عقل کو پہچانے گا وہ اسکو ایسی چیز کی تدبیر مین صرف کرتے ہوے شرمائیگا جو اسکو قربِ الٰہی تک نہ پہونچائے اور اسکی محبت کا سبب نہ بنجاوے اور جتنی چیزین اللہ تعالی نے اپنی منت سے بندونکو عطا فرمائی ہین عقل ان سب مین افضل ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا کرکے انپر دو چیزونسے فضل فرمایا ایک ایجاد دوسرا دوام امداد **ف** یعنی اول وجود عطا فرمایا پھر اسکو بقا دینا **ت** اور ہر مخلوق کے لیے ان دو نعمتون کا ہونا ضرور ہے نعمت ایجاد و نعمت امداد اور اس تقریر سے اللہ تعالی کے قول کے معنی بھی سمجھ مین آسکتے ہین وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ یعنے میری رحمت سب چیز کو گھیرے ہوے ہے **ف** یہ وہی رحمت ہے جو مذکور ہوئی **ت** لیکن چونکہ ان دو نعمتون مین تمام مخلوق شریک تھی اللہ تعالی کو منظور ہوا کہ ایک کو دوسری سے امتیاز دے تاکہ تعلقاتِ ارادہ و مشیت کی وسعت ظاہر ہو جاوے پس بعض موجودات کو تو صفت نمو سے ممتاز کیا جیسے نباتات و حیوانات و انسان پس بہ نسبت موجودات غیر نامیہ کے یعنی جنمین نمو نہین ان تینون مین قدرت کا زیادہ ظہور ہے **ف** کیونکہ انمین ایک وصف یعنی نمو زیادہ ہے **ت** پھر چونکہ یہ تینون وصف نمو مین شریک تھے حیوانات اور انسانکو حیات دیکر نباتات سے امتیاز دیا اب اس وصف مین حیوان اور آدمی شریک رہے تو بہ نسبت نباتات کے ان دونون مین ظہور قدرت زیادہ ہوا اب یہ منظور ہوا کہ آدمی کو حیوان سے ممیز کرے پس اسکو عقل عنایت فرمائی اور اسکی وجہ سے تمام حیوانات پر بزرگی بخشی اور اسکی بدولت اپنی نعمت انسانپر کامل فرمائی اور عقل ہی کی افزونی اور روشنی سے دونون جہان کے کام بنتے ہین پھر اس نعمت عقل کا تدبیر دنیا مین صرف کرنا جو خدا کے نزدیک بالکل بے قدر ہے اس نعمت کی بڑی ناشکری ہے اور معاد کے اہتمام و اصلاح مین اسکا لگا دینا واسطے ادائے حق محسن کے جس سے اس نور کا فیضان ہوا نہایت مناسب ہے پس اپنی

عقل کو جو اللہ نے اپنی منت سے دی ہے تدبیر دنیا مین مت صرف کر جسکے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین الدنیا جیفة قذرة یعنی دُنیا مُردار گندی ہے اور فرمایا[۱] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ضحاک سے
تمھاری غذا کیا ہے عرض کیا گوشت اور دودھ یا رسول اللہ فرمایا پھر وہ کیا ہوجاتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ
جو ہوجاتا ہے آپ جانتے ہین فرمایا آدمی سے جو نجاست نکلتی ہے اُسکو اللہ نے دُنیا کے مثال بنایا ہے اور
فرمایا[۲] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک اتنی بھی ہوتی جتنا مچھر کا پر تو کافر کو
ایک گھونٹ پانی کا نہ پلاتا - اور جس شخص نے اپنی عقل کو دُنیا مین جو ایسی گندی ناپاک ہے صرف کیا اُسکی
ایسی مثال ہے جیسے بادشاہ نے کسی کو بڑی عظمت و شان کی ایک تلوار دی جو اور رعایا کو دینا گوارا نہین کرتا
اور اسواسطے دی کہ اپنے دشمنون کو قتل کرے اور اُسکو باندھکر آراستہ و مزین ہو یہ تلوار لینے والا مُردار
لاشونکی طرف چلا اور اُس تلوار سے اُنکو مارنا شروع کیا یہانتک کہ اُسکی چمک اور آب ہوگئی اور دھار گند
ہوگئی اور اُسکی خوبی و رونق جاتی رہی جب بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوگی نہایت زیبا ہے کہ اُس سے تلوار
چھین لے اور اُسکی بیکرداری پر سخت سزا دے اور اپنی توجہ و عنایت سے اُسکو محروم کردے اِس سے
معلوم ہوا کہ تدبیر دو قسم پر ہے ایک[۱] محمود دوسری[۲] مذموم تدبیر محمود وہ تدبیر ہے جو تجھکو اللہ سے نزدیک
کرے جیسے یہ تدبیر کرنا کہ مخلوق کے حقوق سے بری ہوجاؤن یا تو حقوق ادا کرکے یا معاف کراکر اور توبہ
کرنا خدائے تعالے سے اور اُن چیزونکی فکر کرنا جو ہوائے نفسانی کو قلع قمع کردین جنسے انسان
ہلاک ہوجاتا ہے اور شیطان سے بچنے کی فکر کرنا جو لوگون کو بہکاتا ہے اور یہ سب محمود ہے اسمین کوئی
شک نہین اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۳] کہ ایک ساعت کی فکر ستر سال کی عبادت سے
افضل ہے اور دنیاوی تدبیر بھی دو طرح کی ہے ایک[۱] تو دنیا کی تدبیر کرنا دنیا کے لیے دوسری[۲] دنیا کی تدبیر
کرنا اُخرٰی کے لیے اور دنیا کی تدبیر کرنا دنیا کے لیے تو یہ ہے کہ اُسکے اسباب و سامان جمع کرنے کی تدبیر
کرے واسطے افتخار اور دولت بڑھانے کے اور جسقدر اسمین افزایش ہوتی جاتی ہے غفلت اور دھوکا
بڑھتا جاتا ہے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ بجا آوری احکام سے غافل کردے اور نافرمانی کا باعث
ہوجاوے اور دنیا کی تدبیر آخرت کے لیے یہ ہے جیسے کوئی شخص تجارت اور پیشہ اور زراعت کی تدبیر
اس نیت سے کرتا ہے کہ حلال روزی کھاؤنگا اور فاقے والون کو اسمین سے دونگا اور اپنی آبرو لوگون سے
بچاؤنگا اور جو شخص دنیا کو اللہ کے لیے طلب کرتا ہے اُسکی پہچان یہ ہے کہ زیادہ حاصل نکرے اور اندوختہ

[۱] حدیث یہ ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم للضحاک ما طعامک قال اللحم واللبن یا رسول اللہ قال ثم یصیر الی ماذا قال الی ما قد علمت یا رسول اللہ قال فان اللہ ضرب ما یخرج من ابن آدم مثلا للدنیا ۱۲ تنویر

[۲] حدیث یہ ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تزن عند اللہ جناح بعوضة ما سقی کافرا منها شربة ۱۲ تنویر

[۳] حدیث یہ ہے فکرة ساعة خیر من عبادة سبعین سنة ۱۲ تنویر

نہ رکھے لوگونکے کام اُسمین سے نکالتا رہے اہل حاجت کو اپنے پر مقدم رکھے اور زاہد کی دو علامتین ہین ایک علامت دُنیا نہ ملنے کے وقت دُوسری ملنے کے وقت دُنیا ملنیکے وقت تو زہد کی پہچان یہ ہے کہ محتاجون پر ایثار کرے اور نہ ملنے کے وقت یہ ہے کہ نہ بیچینی ہو پس ایثار تو نعمت وجدان کا شکر ہے اور راحت نعمت فقدان کا شکر ہے اور یہ ثمرہ فہم وعرفان کا ہے کیونکہ حق تعالی کا جیسا دنیا کے ملنے مین انعام ہے اسیطرح نہ دینے مین بھی بلکہ یہ نعمت زیادہ کامل ہے سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہین اللہ تعالی نے جو چیزین دنیا کی مجھسے دور رکھین اُسمین زیادہ نعمت ہے بہ نسبت اُسکے کہ مجکو عطا کین شیخ ابو الحسن شاذلی رحمہ اللہ فرماتے ہین مین نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا ارشاد فرمایا کچھ خبر ہے دنیا کی محبت قلب سے خارج ہونے کی کیا پہچان ہے مین نے عرض کیا مجھکو معلوم نہین فرمایا دنیا کی محبت قلب سے خارج ہونے کی پہچان یہ ہے کہ ہُوت مین خرچ کرے اور نہ ہُوت مین چین سے بیٹھا رہے اِس سے معلوم ہوا کہ ہر طالب دنیا مذموم نہین بلکہ مذموم وہ ہے جو اپنے واسطے طلب کرے نہ رب کے واسطے اور دنیا کے لیے طلب کرے نہ آخرت کے واسطے پس دو قسم کے لوگ ہوئے ایک وہ شخص جو دنیا کو دنیا کے لیے طلب کرے دوسرا وہ جو دنیا کو آخرت کے لیے طلب کرے ف کسی مبتدی صوفی نے کسی کامل صوفی دولت مند سے کہا تھا + نہ مردست آنکہ دنیا دوست دارد + اُنھون نے جواب مین فرمایا اگر دارد برای دوست دارد + مین نے اپنے شیخ ابو العباسؒ سے سُنا فرماتے تھے عارف دنیا نہین رکھتا کیونکہ اُسکی دنیا آخرت کے لیے ہوتی ہے اور آخرت رب کے لیے اسی پر محمول کیے جاوینگے احوال صحابہ اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے جب کبھی وہ لوگ اسباب دنیا مین داخل ہوئے اِس سے اُنکو اللہ کا قرب مقصود تھا اور اُسکی رضا کے اسباب پیدا کرتے تھے دنیا اور اُسکی زینت اور لذت مقصود نہ تھی اور حقتعالی نے بھی اُنکا یہی وصف فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ الآیۃ یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوے ہین اور اُنکے ساتھی کفار کے مقابلے مین سخت ہین آپسمین مہربان ہین دیکھے گا تو اُنکو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے ڈھونڈھ رہے ہین اللہ کے فضل اور رضامندی کو اُنکی نشانی اُنکے چہرونمین سجدے کے اثر سے اور دوسری آیت مین فرمایا فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ

وَ اِیْتَاۤءِ الزَّکٰوۃِ یعنے اللہ کا نور اُن گھرونمین ہے کہ اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ گھر اونچے کیے جاوین اور
اُن گھرونمین اُسکا نام پاک ذکر کیا جاوے اُسمین اللہ کی تسبیح صبح و شام ایسے لوگ کرتے ہین کہ غافل
نہین کرتی اُنکو سوداگری اور سوداسلف اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے
ڈرتے ہین وہ لوگ ایسے دن سے کہ بدل جائینگے اُسمین قلوب اور نگاہین اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے رِجَالٌ
صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا
یعنے ایسے لوگ کہ سچ کر دکھلایا اُنھون نے جو کچھ اللہ سے عہد کیا تھا پس بعضے تو انمین وہ ہین جنھون نے
اپنی مَنّت پوری کر دی اور بعض انتظار مین ہین اور اُنھون نے عہد کو بالکل نہین بدلا اور اس مضمون کی
بہت آیتین ہین اور ایسے لوگو نیر کیا گمان ہوسکتا ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی صحبت اور
مخاطب قرآن بنانے کے لیے پسند کیا پس قیامت تک کوئی مسلمان نہین جسکی گردن پر صحابہؓ کے بیشمار
اور یاد رکھنے کے قابل احسان نہون کیونکہ یہی لوگ تو ہین جنھون نے حکمت اور احکام کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہم تک پونہچایا اور حلال و حرام کو بیان کیا اور خاص و عام کو سمجھایا اور اقالیم اور شہر فتح کیے
اور مشرکین اور معاندین کو زیر کیا اور سچ ہے جو کہ اُنکے حق مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی
کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنے میرے سب یار مثل ستارون کے ہین جسکے پیچھے لگ لوگے راہ
ملجاوے گی اور حق تعالیٰ نے پہلی آیت مین (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الخ) اُنکے بہت سے
اوصاف ذکر فرمائے یہانتک کہ فرمایا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنے وہ لوگ اللہ کے
فضل و رضا کو ڈھونڈھتے ہین پس اللہ تعالیٰ جو اُنکے اسرار پر مطلع ہے اور اُنکے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے
وہ خبر دے رہا ہے کہ اُنکو اپنے مقاصد مین دنیا مطلوب نہین اور بجز رضا و فضل خداوندی کے دوسرا
مقصود نہین اور اللہ تعالیٰ اُنکے حق مین فرماتا ہے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ یعنے جمکر بیٹھا کر و اُن لوگون کے ساتھ جو پکارتے
ہین اپنے رب کو صبح و شام چاہتے ہین اُسکی رضامندی پس اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتلا دی کہ سوا خدا کے
کچھ اُنکی مراد نہین اور اُسکے سوا اُنکا کچھ مقصود نہین اور دوسری آیت مین یون فرمایا ہے کہ پاکی
بیان کرتے ہین اللہ کی اُن گھرونمین صبح و شام ایسے لوگ کہ غافل نہین کرتی اُن کو تجارت اور خرید
و فروخت اللہ کی یاد سے اسمین یہ اشارہ ہے کہ اُنکے قلوب پاک ہوگئے اور اُنکے انوار کامل ہوگئے اسیواسطے

ف اصطلاح صوفیہ مین اس کو خلوت در انجمن کہتے ہین ۱۲ ملفوظ شریف

دنیا اُنکے قلوب کو نہین پکڑ سکتی اور اُنکے چہرۂ ایمان پر خراش نہین کر سکتی اور دنیا ایسے قلوب مین کیونکر جا سکتی ہے جنکو اللہ نے اپنی محبت سے بھر دیا ہو اور اپنے قرب کے انوار اُسمین روشن کر دیے ہون اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ؕ یعنے میرے خاص بندو پر تیرا کچھ قابو نہ چلیگا پس اگر دنیا کا زور اُنکے دلون پر چلتا تو شیطان کا بھی بس چلتا کیونکہ شیطان کی رسائی اُن قلوب تک نہین جنکے انوارِ زہد روشن ہون اور حُبِ دنیا کے میل سے پاک و صاف ہو گئے ہون پس مطلب اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ؕ کا یہ ہے کہ نہ تیرا اور نہ اور کسی مخلوق کا قابو چل سکتا ہے کیونکہ میری عظمت کا غلبہ جو اُنکے قلوب پر ہے وہ میرے سوا کسی کا غلبہ وہانتک آنے نہین دیتا پس آیت مذکورہ مین اللہ تعالیٰ نے اُنکا یہ وصف فرمایا ہے کہ تجارت اور بیع اُنکو اللہ کی یاد سے غافل نہین کرتی اور یہ نہین فرمایا کہ وہ تجارت اور بیع نہین کرتے بلکہ اس آیت کے مضمون مین غور کرنیسے معلوم ہوا کہ بیع اور تجارت جائز ہے تمنے کیا یہ قول نہین سُنا اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ پس اگر غنا سے منع فرمانا منظور ہوتا تو بسبب غنا سے بھی کہ بیع و تجارت ہے منع فرماتے دیکھو اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ مین جب زکوٰۃ کو واجب فرمایا اس سے صاف واضح ہوا کہ جن لوگونکے یہ اوصاف مذکور ہوے اُن مین بعض غنی بھی ہوتے ہین اور پھر بھی تعریف کے قابل رہتے ہین جبکہ اپنے مولیٰ کے حقوق ادا کرتے ہین عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جس روز شہید ہوئے ہین اُنکے خزانچی کے پاس ڈیڑھ لاکھ دینار اور دس لاکھ درہم تھے اور اریس و خیبر و وادی القریٰ کے درمیان مین کچھ زمینین تھین جنکی قیمت دو لاکھ دینار تھی اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکہ کا آٹھوان حصہ پچاس ہزار دینار تھے **ف** اور پورا ترکہ چار لاکھ دینار ہوئے **ت** اور ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار غلام چھوڑے تھے اور عمرو بن العاص رض نے تین لاکھ دینار چھوڑے اور عبد الرحمن بن عوف رض کا غنی ہونا اتنا مشہور ہے کہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین اور دنیا ان حضرات کے ہاتھو مین تھی دلو مین نہ تھی جب نہ ملی تھی صبر کیا جب ملی شکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ابتداے امر مین اُنکو فاقے مین مبتلا فرمایا یہانتک کہ اُنکے انوار کمال کو پہونچ گئے اور اسرار پاک ہو گئے پھر اُنکو دنیا دی کیونکہ اگر پہلے ہی ملجاتی تو شاید اُنپر اثر کرتی چونکہ بعد تمکین اور رسوخ یقین کے ملی اُسمین اسطرح تصرف کیا جیسا امانت دار خزانچی تصرف کرتا ہے اور اس ارشاد کو پورا بجا لائے وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ یعنے خرچ کرو اُس چیز سے

جسمین حکو خلیفہ کیا ف حال یہ کہ مالکانہ تصرّف نہ کرتے تھے بلکہ جاکرانہ کرتے تھے ت اسی مقام سے
معلوم ہو گیا ہو گا کہ اول امر مین جہاد کرنے سے اِس ارشاد مین کیون ممانعت فرمائی تھی فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰی
یَأْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ یعنی معاف کرو اور درگذر کر دیہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے وجہ یہ کہ اگر ابتدائے
اسلام مین جہاد کی اجازت ہوتی تو شاید بعض نومسلمون کو جو اجازت ملتی تو اپنا ذاتی بدلہ لینے لگتے اور خرابی
نیت کی خبر بھی نہوتی یہانتک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوئی ضرب لگاتے تھے تو اُسکے ٹھنڈے
ہونے تک ٹھیرے رہتے تھے پھر دوسری ضرب لگاتے تھے اس اندیشے سے کہ شاید اسکے پیچھے اگر معًا
مارون تو کہین نفس کی آمیزش نہو جاوے اسکا باعث یہ تھا کہ آپ نفس کے چھپے دھوکون کو پہچانتے تھے
اور بڑی حفاظت صحابہؓ کو دلونکی تھی اور اپنے اعمال کو خالص کرنے کی اور اندیشہ ناک رہتے تھے کہ اُنکے
عمل مین ایسی چیز نہ ملجاوے جس سے رضائے مولیٰ مقصود نہو پس دنیا صحابہؓ کے ہاتھ مین تھی نہ دلون مین
اور دلیل اسکی یہ ہے کہ صحابہؓ دنیا سے علٰحدہ رہتے تھے اور دوسرونکو اپنے نفس پر مقدم رکھتے تھے حقتعالےٰ
اُنکی شان مین فرماتے ہین یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ یعنی اورونکو اپنی ذات پر
مقدم رکھتے ہین اگرچہ خود اُنپر فاقہ ہو یہانتک کہ کسی صحابی کے پاس ایک بکری کی سری ہدیہ آئی فرمایا
فلان شخص مجھ سے زیادہ مستحق ہے اُن بزرگ نے اور کسی کا نام تبلادیا اُنھون نے اور کا نام لے دیا
یون ہی ایک دوسرے کے پاس بھیجتے رہے یہان تک کہ سات آٹھ آدمیون مین گھوم گھام پھر پہلے
صحابی کے پاس لَوٹ کر آئی اور اسکی کافی دلیل ہے حضرت عمرؓ کا نصف مال سے علٰحدہ ہو جانا اور ابو بکر
رضی اللہ عنہ کا کُل مال سے علٰحدہ ہو جانا اور عبد الرحمٰن رضؓ بن عوف کا سات سو اونٹ لدے لدائے دیدینا
اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جیش تبوک کے لیے سامان کر دینا اور بہت سے عمدہ کام اور اچھے
حالات اُنکے منقول ہین اور دوسری آیت جو ہے رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ الخ اِسمین
اللہ تعالیٰ نے اُنکے پوشید و صدق کی خبر دی ہے جسپر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مطلع نہین ہو سکتا اور
یہ بہت بڑی تعریف اور فخر کی بات ہے کیونکہ ظاہر افعال مین باعتبار علم مخلوق کے کبھی حالات مشتبہ
ہو سکتے ہین ان آیات سے اُنکے ظاہر اور باطن کا تزکیہ ہوتا ہے اور اُنکے محامد اور مفاخر ثابت ہوتے
ہین اس سے معلوم ہوا کہ تدبیر دنیا دو قسم پر ہے ایک تدبیر دنیا کی واسطے دنیا کے جیسا دُور افتادہ
اہل غفلت کا حال ہے دُوسری تدبیر دنیا کی واسطے آخرت کے جیسا صحابۂ کرام و سلف صالحین کا

سوال و جواب

حال تھا اور اُسکی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مین نماز مین اپنے لشکر کا سامان درست کیا کرتا ہون کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدبیر معائنہ اور حضوری کی حالت مین تھی سو وہ تدبیر اللہ کے واسطے تھی اسی لیئے نماز فاسد ہوئی نہ کمال مین نقصان آیا اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمھارا تو یہ دعوی ہی کہ انمین سے کوئی دنیا کا طالب تھا حالانکہ یوم اُحد مین اللہ تعالی نے صحابہؓ کو یون فرمایا کہ بعض تم مین سے دنیا چاہتے تھے اور بعض آخرت کے طالب تھے۔ یہانتک کہ بعض صحابہؓ کا قول ہے کہ ہم نہین سمجھتے تھے کہ ہم مین کوئی دنیا کا طالب ہے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ اب اسکا جواب سمجھ لو اللہ تمکو سمجھنے کی توفیق دے اور اپنے کلام کے سُننے کے لائق کرے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ صحابہؓ کے ساتھ نیک گمان رکھے اور اُنکی بزرگی کا معتقد رہے اور اُنکے جمیع اقوال و افعال و احوال کو خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے ہون یا بعد کے اچھے وجوہ پر محمول کرے کیونکہ اللہ تعالی نے جب اُنکی پاکی بیان فرمائی تو کسی زمانے کے ساتھ مقید نہین کیا ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحابی کالنجوم الحدیث مین مطلق ارشاد فرمایا اور اس آیت کے دو جواب ہین **جواب اول** اس آیت کا یہ ہے کہ بعضے تم مین سے دنیا چاہتے تھے یعنی آخرت کے واسطے جیسے وہ لوگ جنھون نے غنیمت لینا چاہا تھا کہ اُسمین سے خرچ و ایثار کرکے اللہ سے نیک معاملہ کرین اور بعضون کا یہ مقصود نہ تھا صرف فضیلت جہاد ہی حاصل کرنا مطلوب تھا اُنھون نے غنیمت کی طرف مُڑکر بھی نہین دیکھا نہ اُسکی طرف التفات کیا پس صحابہؓ مین بعض فاضل و کامل تھے بعضے افضل و اکمل ناقص کوئی نہ تھا **دوسرا جواب** یہ ہے کہ آقا اپنے خاص غلام کو جو چاہے کہے ہمکو اُس غلام کے ساتھ ادب لازم ہے کیونکہ اُسکو آقا سے نسبت خاص ہے یہ نہین کہ آقا اپنے غلام کو جو کہے ہم بھی وہی نسبت کرین یا اُسکو خطاب کرنے لگین کیونکہ آقا تو غلام کو اسواسطے جو چاہے کہہ لیتا ہے کہ اُسکو خدمت کی رغبت پیدا ہو اور اُسکی ہمت و عزم کو ترقی ہو اور ہمکو حدود ادب کا لحاظ رکھنا ضرور ہے اور اگر قرآن مجید مین تلاش کیا جاوے بہت سے ایسے مضامین نکلین گے مثلاً ایک سورہ عبس ہی ہے یہانتک کہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وحی مین سے کوئی چیز چھپاتے تو اس سورۃ کو ضرور چھپا لیتے اس سے ثابت ہو گیا کہ اسقاط تدبیر جو ممدوح ہے اُسکے یہ معنی نہین کہ اسباب دنیا اور فکر مصالح مین بقصد طاعت مولی و کار آخرت کے بھی داخل نہو بلکہ تدبیر ممنوع وہ ہے کہ دنیا کی تدبیر دنیا ہی کے لیے کرے اسکی علامت یہ ہے کہ وہ ذریعہ نافرمانی بجا آوری اور حلال

وحرام سے اسکو سمجھنا شروع کرے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ اشیا کا مذموم و محمود ہونا اُنکے نتائج کے اعتبار سے ہے پس تدبیر مذموم وہ ہے جو اللہ سے غافل او راداے خدمت مولی سے معطل کر دے اور اُسکے معاملے سے باز رکھے اور تدبیر محمود وہ ہے جسکی یہ شان ہو بلکہ اللہ کا قرب بخشے اور اُسکی رضامندی تک پونہچا دے اسیطرح دنیا علی الاطلاق نہ مذموم ہے نہ محمود بلکہ مذموم وہ ہے جو مولی سے غافل کرے اور آخرت کے لیے سامان کرنیسے باز رکھے جیسے بعض عارفین کا قول ہے جو چیز تجھکو اللہ سے غافل کرے خواہ بیوی ہو یا مال ہو یا اولاد ہو وہ تیرے حق مین منحوس ہے اور دنیاے ممدوح وہ ہے جو طاعت الٰہی مین مُعین ہو اور خدمت مولی مین سرگرم اور مستعد کر دے آنحاصل جو اچھے کامون کا ذریعہ ہے وہ ممدوح ہے جو بُرے کامونکا ذریعہ ہے وہ مذموم ہے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ دُنیا مُردار گندی ٹہری ہے اور فرمایا[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ملعون ہے اور جو اُسمین ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو چیز اُسکے متعلق ہو اور عالم اور طالب علم اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آدمی مین سے جو نجاست نکلتی ہے اللہ تعالی نے اُسکو دنیا کی مثال بنایا ہے اِن احادیث کا مقتضا یہ ہے کہ وہ مذموم ہو اور لوگ اُس سے نفرت کرین اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے فرمایا[2] ہے کہ دنیا کو بُرا مت کہو کہ ایماندار کے لیے خوب سواری ہے اِسی پر سوار ہو کر خیر حاصل کر سکتا ہے اور شر سے بچ سکتا ہے پس جس دنیا پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے وہ دنیا وہ ہے جو اللہ تعالی سے غافل کر دے اسیواسطے آپنے حدیث مین استثنا فرمادیا کہ الا ذکر اللہ الخ یعنی مگر ذکر اللہ کا اور جو اُسکے متعلق ہو اور عالم اور طالب علم تو آپنے بیان فرمادیا کہ یہ چیزین دنیا مین داخل نہین اور جس دنیا کی نسبت فرمایا کہ بُرا مت کہو یہ وہ دنیا ہے جو تمکو طاعت الٰہی تک پونہچا وے اسیواسطے حضرت نے فرمایا کہ وہ ایمان والے کے لیے خوب سواری ہے سو سواری ہونیکے اعتبار سے اُسکی مدح فرمائی نہ اِس حیثیت سے کہ وہ دھوکہ اور رُکنا ہونیکا مقام ہے۔ پس تیری سمجھ مین آگیا ہوگا کہ ترک تدبیر کے یہ معنی نہین کہ بالکل اسباب سے کنارہ اختیار کرے یہانتک کہ انسان ضائع ہونے لگے پھر لوگو نپر بار ہو جاوے اور اللہ کی حکمت جو اثبات اسباب اور ارتباط وسائط مین ہے اُس سے جاہل بنجاوے اور حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی عابد پر آپکا گذر ہوا اُس سے دریافت کیا کہ تو کہانسے کھاتا ہے اُسنے عرض کیا کہ میرا بھائی مجھکو کھانے کو دیتا ہے آپنے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے یعنی تیرا بھائی اگرچہ بازار مین

[1] حدیث یہ ہے الدنیا ملعونة ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم او متعلم ۱۲ تنویر

[2] حدیث یہ ہے لا تسبوا الدنیا فنعمت مطیة المؤمن علیہا یبلغ الخیر وبہا ینجو من الشر ۱۲ تنویر

رہتاہے مگر تجھ سے زیادہ عبادت کرتاہے کیونکہ وہی تو طاعت مین تیرا معین ہے اور تجھکو عبادت کے لیے فارغ کررکھاہے اور اسباب مین قدم رکھنے کا کیسے انکار ہوسکتاہے جبکہ یہ آیتین آچکین وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا یعنے خرید وفروخت کو اللہ نے حلال کیا اور سُود کو حرام کیا وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ یعنے گواہ کرلیا کرو جب بیع وشرا کرو اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زیادہ حلال روزی جسکو آدمی کھاوے وہ ہے جو اپنے ہاتھ کی کمائی ہو اور داؤد علیہ السلام دستکاری سے کھاتے تھے اور فرمایا ہے سب سے اچھی کمائی دستکاری ہے جب دغا فریب نہ کرے اور فرمایا ہے جو سوداگر امانت دار سچا مسلمان ہو وہ قیامت کے دن شہیدونکے ساتھ ہوگا۔ ان آیات اور احادیث کے بعد کیسے ہوسکتاہے کہ اسباب کی مطلقًا مذمت کیجاوے لیکن جو اللہ سے غافل کردے اور اُسکے معاملے سے باز رکھے وہ بیشک مذموم ہے اور اگر تو یہ اسباب بالکل چھوڑکر تجرید اختیار کرے مگر اللہ سے غفلت ہو تب بھی مذموم ہے اور آفات صرف اہل اسباب ہی پر نہین پڑتے بلکہ اہل تجرید بھی مبتلا ہوتے ہین اللہ کے قہر سے وہی بچ سکتاہے جسپر اُسکی مہر ہو بلکہ بعض اوقات اہل تجرید پر آفت سخت آتی ہے کیونکہ اہل اسباب پر تو یہی آفت ہے کہ وہ دنیا مین داخل ہوتے ہین مگر مدعی نہین ہوتے ظاہر باطن اُنکا یکسان ہے اپنے قصور کا اقرار کرتے ہین جو لوگ فارغ ہوکر اللہ کی عبادت مین لگے ہین اُنکو اپنے سے افضل سمجھتے ہین اور اہل تجرید کی آفتین یہ ہین کہ کبھی عُجب پیدا ہوجاتاہے یا تکبر یا نمایش یا تصنع یا مخلوق کے واسطے طاعت الٰہی سے آراستہ ہونا تاکہ اُنکا مال حاصل کرلے اور کبھی یہ آفت ہوتی ہے کہ مخلوق پر اعتماد اور سہارا ہوجاتاہے اور اُسکی پہچان یہ ہے کہ اگر لوگ اُسکی تعظیم نکرین تو اُنکی مذمت کرتاہے اور جو خدمت نہ کرین تو اُنپر ناخوش ہوتاہے پس جو شخص اسباب مین غفلت کے ساتھ ڈوباہے اُسکی حالت اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ اللہ تعالے ہماری نیتین درست کرے اور ہمارے نفوس کو اپنے فضل وکرم سے آفات سے پاک کرے

فصل

شاید اس کلام سے تو یون سمجھ جاوے کہ متجرد ومتسبب ایک مرتبے مین ہین **ف** کیونکہ آفت دونون پر آتی ہے اور محفوظ بھی دونون رہ سکتے ہین **ت** حالانکہ یہ بات نہین اور جس شخص نے اپنے کو اللہ کی عبادت کے لیے فارغ کردیا اور اپنی اوقات کو اُسکے ساتھ مشغول کردیا خداے تعالیٰ ہرگز اُسکو اُس شخص کے مثل نہین کریگا جو اسباب مین داخل ہوتاہے اگرچہ اُسمین تقویٰ رکھتا ہو پس اگر متسبب اور متجرد کا مقام باعتبار معرفت الٰہیہ کے برابر ہو اُسوقت متجرد ہی افضل ہے اور اُسکا شغل اعلیٰ اور اکمل ہے

اسی لیے بعض عارفین کا قول ہے کہ مثال متسبب و متجرد کی ایسی ہے جیسے بادشاہ کے دو غلام ہون ایک سے تو فرمایا کہ کماؤ اور کھاؤ اور دوسرے کو حکم ہوا کہ تم ہمارے دربار مین حاضر خدمت رہا کرو تمہاری حاجت کا ہم انتظام کر دینگے سو اس غلام کا رتبہ آقا کے نزدیک زیادہ ہے اور اسکے ساتھ ایسا معاملہ کرنا اسکی عنایت کی بڑی دلیل ہے علاوہ یہ ہے کہ اسباب مین داخل ہو کر نافرمانی سے بچنا اور صفای عبادت نصیب ہونا شاذ و نادر ہے کیونکہ ناجنسون سے بسر کرنا ہوگا اہل غفلت اور عناد سے ملنا ہوگا اور بجز امعین طاعت کے مطیعین کا دیکھنا ہے اور بڑا باعث گناہ مین مبتلا ہونے کا گناہ والو نکا دیکھنا ہے جیسا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے سو ذرا دیکھ بھال کر دوستی کیا کرو کسی شاعر نے کہا ہے سہ آدمی کو پوچھ مت دیکھ اُسکا یار ٭ یار اپنے یار کا ہے مقتدی ٭ ہو جو اُسمین شر تو ہو جلدی جُدا ٭ خیر گر ہو ملکے ہو تو مہتدی ٭ اور نفس مین خاصیت ہے کہ جس سے ملتا ہے اُسکے ساتھ تشبہ کرتا ہے اور اُسکی نقل اُتارتا ہے اور اُسکی صفات سے متصف و مشابہ ہو جاتا ہے پس غافلین کی صحبت نفس کے لیے اور معین غفلت بنجاتی ہے کیونکہ اصل وضع مین غفلت اُسکے مناسب ہے ہرگاہ اُسکے ساتھ ایک سبب بھی ملجاوے کہ وہ مخالطت غافلین ہے اُسوقت تو کیا حال ہوگا اور اے بھائی تجکو اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اپنا ہی حال دیکھلے کہ جب تو گھر سے نکلتا ہے اور جب تو لوٹ کر آتا ہے دونون وقت مین ایکسا حال نہین ہوتا گھر سے جانے کے وقت تجھپر انوار کا غلبہ ہوتا ہے سینہ کُشادہ ہوتا ہے طاعت کی ہمت ہوتی ہے دنیا مین بے رغبتی ہوتی ہے اور لوٹتے ہوے یہ حالت نہین ہوتی اور یہ مقامات نہین رہتے جسکا سبب صرف کدورت مخالطت ہے اور ظلمت اسباب مین قلوب کا غرق ہونا اور اگر یہ بات ہوا کرتی کہ اسباب و معاصی کے جانے سے اُنکا اثر بھی جاتا رہا کرتا تو بیشک قلوب کے لیے سیر الی اللہ سے بعد انفصال و زوال کے مانع نہوتے مگر اُنکا حال تو آگ کا سا ہے کہ جلنا موقوف ہو جاے مگر سیاہی باقی رہتی ہے اور اہل اسباب کو دو چیزونکی بڑی ضرورت ہے علم اور تقوی علم کے ذریعے سے تو حلال و حرام کو جانے گا اور تقوی کی وجہ سے ارتکاب گناہ سے بچے گا۔ حاجت علم کی تو اسلیے ہے کہ جو احکام متعلق معاملات بیع و سلم و صرف وغیرہ کے ہین اُنکو جاننا ضرور ہے ساتھ ہی اسکے جو واجبات و فرائض معینہ ہین اُنکا علم بھی ضروری ہے **ف** تاکہ فوت نہو جاوین **ت تنبیہ و اعلام** چند امور کا اہتمام اہل تسبب کو رکھنا چاہیے **اول امر** قبل گھر سے نکلنے کے اللہ کے ساتھ پورا عزم کرین کہ اگر مجکو

سہ حدیث پیہ المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل ۱۲ تنویر

کوئی شخص رنج پونہچاویگا تو معاف کردونگا کیونکہ بازار ایسا موقع ہے جسمین جھگڑا بات چیت ہوہی جاتی ہے اسیواسطے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تم ابی ضمضم کے برابر بھی نہین ہوسکتے اُسکی عادت تھی کہ گھر سے نکلتے وقت دعا کرتا یا اللہ مین نے اپنی آبرو مسلمانون پر تصدق کر دی **دوسرا امر** جب باہر نکلنے کے مناسب ہے کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھ لے اور اللہ سے دعا کرے کہ اس جانے مین سلامتی رہے کیونکہ اس شخص کو معلوم نہین کہ کیا مقدر ہے کیونکہ بازار مین جانیوالا ایسا ہے جیسا لڑائی مین جانیوالا پس مسلمان کو زیبا ہے کہ اعتصام وتوکل کی زرہ پہنے جو دشمنون کے تیر دنسے اُسکو بچائے **ف** یعنی بازار مین شیطان کا پورا دخل ہے اُس کے اور اُس کے لشکر جن وانس کے مکائد سے پناہ مانگنا ضرور ہے **ت** اور جو اللہ کی پناہ مین آیا اُسکو سیدھی راہ ملی اور جو اللہ پر بھروسا کرے اللہ اُسکو کافی ہے **تیسرا امر** جب گھر سے جانے لگے تو مناسب ہے کہ اپنے اہل وعیال اور گھر کو اور گھر کی چیزون کو اللہ کے سپرد کر دے کہ اللہ کی حفاظت اسمین زیادہ ہوتی ہے اور یہ آیت پڑھ لے فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ یعنی اللہ اچھا نگہبان ہے اور وہ سب مہروالون سے زیادہ مہروالا ہے اور یہ دعا جو حدیث مین آئی ہے پڑھ دے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ کیونکہ اللہ کے سپرد کرنے مین امید ہے کہ لوٹ کر اُنکو اچھی حالت مین پائیگا کسی شخص نے سفر کیا اور اُسکی بی بی حاملہ تھی جب سفر کو جانے لگا کہا یا اللہ جو اس عورت کے پیٹ مین ہے تجکو سونپتا ہون اتفاق سے اُسکے پیچھے وہ بیوی مرگئی جب سفر سے آیا اُسکا حال دریافت کیا لوگون نے کہا کہ وہ تو حالت حمل مین مرگئی جب شب ہوئی قبرستان مین ایک نور نظر آیا وہ اُسکی تاک پر چلا تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس عورت کی قبر سے نور نکل رہا ہے اور ایک بچہ اُسکی چھاتیون سے دودھ پی رہا ہے ایک ہاتف نے آواز دی کہ تونے ہمکو بچہ سونپا تھا وہ تونے پایا اگر دونون کو سونپ جاتا دونون کو پاتا **چوتھا امر** جب گھر سے نکلنے لگے تو مستحب ہے کہ یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اس کہنے سے شیطان مایوس ہوجاتا ہے **پانچوان امر** لوگون کو اچھے کام تبلادے بُری باتون سے منع کرے اور اسکو نعمت قوت وتقوی کا شکر سمجھے جو کہ اللہ نے اُسکو عنایت کی ہین اور اس ارشاد خداوندی کو یاد کرے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ یعنے ایسے لوگ کہ اگر ہم اُنکو قدرت دین زمین مین تو

نمازین قائم کرین اور زکوٰۃ دین اور نیک باتین بتلاوین اور بُرے کامونسے منع کرین اور اللہ ہی کے لیے ہی انجام سب کامون کا پس جس شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ممکن ہوا ور کسیطرح کا صدمہ اُسکی جان یا آبرو یا مال کو نہ پہونچے تو وہ بھی قدرت والونمین داخل ہے اور وجوب اُسکے ساتھ متعلق ہے اور اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے پہلے صدمہ پہونچے یا بعد مین صدمہ پہونچنے کا ظن غالب ہو اُسوقت وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور دل سے بُرا سمجھنا ہی کافی ہے **چھٹا امر** سکون و وقار کے ساتھ چلے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا یعنی اللہ کے خاص بندے ایسے ہین جو چلتے ہین زمین پر نرمی سے اور جب بات چیت کرتے ہین اُنسے جاہل لوگ کہتے ہین وہ ملنساری کی بات اور یہ سکون و وقار کچھ چلنے کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ امر مطلوب یہ ہے کہ تیرے سب افعال مین سکون ہو اور ہر امر مین استقلال ہو **ساتوان امر** یہ کہ بازار مین اللہ تعالیٰ کو یاد کرے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ غافلون مین اللہ کا ذکر کرنیوالا ایسا ہے جیسا بھاگنے والونمین لڑنیوالا بازار مین اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا مُردونمین زندہ اور بعض بندگان پیشین کی عادت تھی کہ فجر پر سوار ہو کر بازار جاتے اور اللہ کا ذکر کرکے لوٹ آتے اور خاص اسیواسطے جایا کرتے **آٹھوان امر** بیع و شرا اور کسب معاش مین یا جماعت وقت پر نماز پڑھنے سے غافل نہ ہو کیونکہ ان اشغال کے سبب اگر نماز ضائع کر دے تو اللہ کے غضب ور کمائی مین بے برکتی کا مستحق ہوتا ہے اور اس سے شرمانا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ اپنے بندے کو ایسی حالت مین دیکھے کہ اپنے حظوظ نفسانی میں اپنے رب کے حقوق سے غافل ہو جاوے اور بعض سلف کی یہ عادت تھی کہ اپنا کام کر رہے ہین ہتوڑا اُٹھایا ہے کہ مؤذن کی آواز سُنی اُسکو پیچھے ہی چھوڑ دیا تاکہ طاعت کی طرف بُلائے جانیکے بعد کچھ بھی مشغولی نہو اور جب مؤذن کی آواز سُنے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد کرے یَا قَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ یعنے اے ہمارے لوگو اللہ کے پکارنیوالے کا کہا مانو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ یعنے اے ایمان والو کہا مانو اللہ کا اور رسول کا جب تمکو ایسی چیز کی طرف بلاوے جو تمھاری حیات کا باعث ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ یعنے اپنے رب کا کہا مانو اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانے مین نعل مبارک درست فرماتے اور خادم کو سہارا لگا دیتے جہان اذان ہوئی اسطرح میں کھڑے ہوتے گویا ہمسے کچھ جان پہچان ہی نہین

حدیث ہے ذاکر اللہ فی الغافلین کالمقاتل بین الفارین ذاکر اللہ فی السوق کالحی بین الموتی ۱۲ تنویر

حدیث ہے کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یکون فی بیتہ یخصف النعل ویعین الخادم فاذا نودی للصلوۃ قام کانہ لا یعرفنا ۱۲ تنویر

نوان امر قسم نکھائے اور اپنی چیز کی حد سے زیادہ تعریف نکرے اور اسکے بارے مین سخت وعید آئی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوداگر لوگ فاجر ہین مگر جو نیکی کرے اور سچ بولے **دسوان امر** غیبت اور چغلخوری سے زبان بند کرے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد کرے وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا الآیۃ یعنے آپسمین ایک دوسرے کی غیبت نکرے کیا تمکو یہ بات پسند ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاؤ ضرور تمکو بُرا لگیگا اور جاننا چاہیے کہ غیبت سننے والا بھی مثل غیبت کرنے والے کے ہے پس اگر اُسکے سامنے کسی کی غیبت کیجاوے تو اول تو انکار کرنا چاہیے اور اگر کوئی اُسکی بات نہ سُنے تو وہانسے اُٹھ کھڑا ہو اور خلقت کی حیا اللہ کے لیے کھڑے ہوجانیسے باز نہ رکھے کیونکہ اللہ سے شرم کرنا زیادہ زیبا ہے اور اللہ و رسول کا راضی رکھنا لوگون کے راضی رکھنے سے زیادہ مناسب ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ غیبت چھتیس زنا سے جو حالت اسلام مین ہون زیادہ شدید ہے شیخ ابو الحسن فرماتے ہین کہ فقیر متسبب کے چار آداب ہین اگر فقیر انسے خالی ہے تو اُسکی کچھ قدر نہ کرو گو سارے جہانسے علم مین زائد ہو ایک تو ظالمون سے کنارہ کرنا دوسرے آخرت والونکو ترجیح دینا تیسرے فاقے والونکی غمخواری کرنا چوتھے پانچون نمازین با جماعت ادا کرنا اور واقعی شیخ نے سچ فرمایا کیونکہ ظالمونسے کنارہ کرنے مین دین کی سلامتی ہے وجہ یہ کہ ظالمونکی صحبت نور ایمانکو تاریک کردیتی ہے اور انسے کنارہ کرنا عذاب الٰہی سے بھی بچاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ یعنے ظالمونکی طرف مت جھکو کبھی لگے تمکو آگ اور یہ جو فرمایا کہ آخرت والونکو ترجیح دینا اسکا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے پاس بکثرت آمد و رفت رکھے اور انسے فیوض اور برکات حاصل کرے تاکہ کدورت اسباب پر زور آور رہے اُن اولیاء اللہ کے برکات اور آثار اسپر ظاہر ہون اور اکثر اوقات اسباب مین بھی اُنسے مدد پہونچتی ہے اور اُنکی محبت اور اعتقاد کی بدولت معصیت سے محفوظ رہتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ فاقے والونکی غمخواری کرنا اسکی وجہ یہ ہے کہ بندے پر واجب ہے کہ اللہ کی جو نعمت اُسکے پاس ہو اُسکا شکر کرے پس جب اسباب تجھپر گشادہ فرمائے تو اُنکا خیال کر جنپر اسباب کے دروازے بند ہین **ف** یعنے سامان مین بے سامانون کا خیال رکھو **ت** اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اغنیا کا امتحان اہل فاقہ سے اور اہل فاقہ کا امتحان اغنیا سے فرمایا ہے جیسا کہ خود ارشاد فرمایا وَجَعَلْنَا بَعْضَکُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَۃً اَتَصْبِرُوْنَ وَکَانَ رَبُّکَ بَصِیْرًا یعنی کیا ہمنے بعضے تمہارے کو واسطے بعضے کے آزمایش آیا صبر کرتے ہو اور ہے پروردگار

تیرا دیکھنے والا آور فاقے والو نکا وجود اہل غنا پر اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے کہ انکو ایسے لوگ ملے جو انکے
بوجھ آخرت تک اٹھا کرلے جاتے ہین **ف** یعنی اگر غنی چاہے کہ اپنا مال اسباب آخرت مین بھیجون تو یہ
امر محتاجونکے ذریعے سے ممکن ہے **ت** اور انکو ایسے لوگ ملے کہ جہان انھون نے لیا تو اللہ نے لیا
اور اللہ خود غنی محمود ہے اگر اللہ تعالی فقیر کو نہ پیدا کرتا تو اغنیا کے صدقات کیسے مقبول ہوتے اور ایسے
لوگون کو کہان پاتے جو انسے لیوین اسیواسطے فرمایا[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حلال مال سے
صدقہ دے اور اللہ حلال ہی مال قبول کرتا ہے تو گویا وہ خداے تعالی کے ہاتھ مین رکھتا ہے اللہ
اسکو پالتا ہے جیسے تم مین کوئی شخص اپنا بچھیڑا یا اونٹ کا بچہ پالا کرتا ہے یہانتک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ
کے برابر ہوجاتا ہے **ف** یعنی اسکا ثواب بڑھتا رہتا ہے **ت** اسیواسطے قیامت کی ایک علامت یہ ہے
کہ صدقہ دینے والیکو کوئی شخص ایسا نہ ملیگا جو اسکا صدقہ لیوے آور یہ جو فرمایا شیخ نے کہ پانچون وقت کی
نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب فقیر متسبب کو یہ امر میسر نہ ہوا کہ اللہ کی عبادت کے
لیے فارغ ہوکر خاص طور پر خدمت و اطاعت مین لگا رہے تو اتنا ضرور ہے کہ پانچ وقت کی نماز جماعت سے
فوت نہ ہوتا کہ یہ التزام جدید انوار وحصول بصیرت کا موجب ہو آور فرمایا[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے پر پچیس حصہ زیادہ بزرگی رکھتی ہے آور دوسری حدیث مین ستائیس حصے
آئے ہین آور اگر یہ امر مشروع کردیا جاتا کہ ہر شخص اپنی دوکان اور گھر مین نماز پڑھ لیا کرے تو مسجدین
ساری بیکاری ہوجاتین جنکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے[۳] فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ
فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
الآیۃ دوسری وجہ یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ہمیشہ نماز پڑھنے مین قلوب مجتمع رہتے ہین ایک دوسرے
کی مدد کرتے ہین آپسمین اتفاق رہتا ہے مسلمانون کا یکجا دیکھنا میسر ہوتا ہے آور فرمایا[۴] رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر آور یہ باعث ہے کہ جب جماعت مجتمع ہوتی ہے انکے قلوب کے برکات
حاضرین پر کھلتے ہین اور انکے انوار پاس والون پر پھیلتے ہین اور انکا مجتمع اور متصل ہونا مثال ایک لشکر کے
ہوتا ہے کہ جب وہ مجتمع اور متصل ہوتا ہے تو غلبے کا سبب ہوتا ہے اور اس آیت کے ایک یہ بھی معنی ہین
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ یعنے اللہ تعالے
ایسے لوگون کو چاہتا ہے جو اسکی راہ مین صف باندھکر لڑتے ہین جیسے ایک مکان ہو جسمین سیسہ پلا ہوا

---

[۱] حدیث ہے من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ تعالی الا الطیب کان کانما یضعہا فی کف الرحمن یربیہا کما یربی احدکم فلوہ او فصیلہ حتی ان اللقمۃ لتعود مثل جبل احد ۱۲ تنویر

[۲] حدیث ہے تفضل صلوۃ الجماعۃ علی صلوۃ الفذ بخمس وعشرین درجۃ وفی الحدیث الآخر بسبع وعشرین ۱۲ تنویر

[۳] یہ آیت مع ترجمہ اوپر گذر چکی ۱۲ مترجم

[۴] حدیث ہے ید اللہ مع الجماعۃ ۱۲ تنویر

ضمیمہ اور اے ایمان والے تجھپر یہ بھی لازم ہے کہ اپنے کام کے لیے نکلنے کے وقت سے لوٹنے تک اپنی نگاہ ناجائز چیز کے دیکھنے سے پست رکھے اور اللہ تعالی کا یہ ارشاد یاد کرے قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والون سے کہد دکہ نیچی کرین اپنی نگاہین اور محفوظ رکھین اپنی شرمگاہین یہ بات بڑی ستھری ہے اُنکے واسطے اور یہ بات جاننا چاہیے کہ نگاہ اللہ کی بڑی نعمت ہے سو نعمت الٰہی کی ناشکری نہ کرنا چاہیے اور یہ ایک امانت ہے اسمین خیانت نکرنا چاہیے اور اس ارشاد خداوندی کو یاد کرنا چاہیے يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ہ یعنے اللہ تعالی جانتا ہے آنکھونکی چوری کو اور جو چھپاتے ہین سینے اور فرمایا أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ہ یعنے کیا اُسکو یہ خبر نہین کہ اللہ تعالی دیکھتا ہے اور جب کسی نامشروع چیز دیکھنے کا ارادہ دلمین آوے تو یہ سمجھ لے کہ وہ دیکھتا ہے اور جاننا چاہیے کہ جب کوئی اپنی نگاہ ناجائز چیز سے پست کریگا اللہ تعالی اُسکی بصیرت کو کشادہ فرماویگا یہ پوری جزا ہے پس جو شخص عالم شہادت مین اپنی جان پر تنگی کرتا ہے اللہ تعالی عالم غیب مین اُسپر کشادگی فرماتا ہے اور بعضون کا قول ہے کہ کسی شخص نے اپنی نگاہ حرام چیز سے پست نہین کی مگر اُسکے قلب مین ایک نور پیدا ہوا جسکی حلاوت پاتا ہے **رجوع بمطلب** جاننا چاہیے کہ تدبیر کرنا اللہ کے آگے اہل بصیرت کے نزدیک ربوبیت کا مقابلہ کرنا ہے وجہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز یعنے بلا وغیرہ تجھپر پڑے اور تو اُسکا اٹھانا چاہے یا کوئی چیز یعنے رزق تجھسے اُٹھائی جائے اور تو اُسکا مقرر کرنا چاہے یا کسی ایسے امر مین تو فکر کرے جسکو جانتا ہے کہ اللہ تعالی اسکا ذمے دار ہے اور تیرے لیے انتظام کرنے والا ہے سو یہ ربوبیت کا مقابلہ ٹھیریگا اور حقیقت عبودیت سے نکلنا قرار دیا جاویگا اس مقام مین قول خداوندی کو خیال کرے فرمایا ہے أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ہ یعنی کیا آدمی نے دیکھا نہین اس بات کو کہ پیدا کیا ہمنے اُس کو نطفے سے پس یکایک وہ کھلا جھگڑالو نکلا پس اس آیت مین آدمی کو توبیخ کی گئی ہے چونکہ وہ اپنی اصل پیدایش سے غافل ہوا اور پیدا کرنے والے سے جھگڑا نکالا اور اپنی ابتدا کے بھید سے ناواقف ہو کر ابتدا کرنیوالے سے منازعت شروع کی اور جسکی پیدایش نطفے سے ہو اُسکو کیسے لائق ہے کہ اللہ سے احکام مین جھگڑا کرے اور اُسکے توڑ جوڑ مین مخالفت کرے پس احتیاط کر اللہ کے آگے تدبیر چلانے سے تجھپر اللہ کی مہر ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ مطالعہ غیب سے بڑا حجاب قلب کے لیے تدبیر کرنا

اور بات یہی ہے کہ نفس کے لیے تدبیر کرنے کا منشا نفس کی محبت ہے اور اگر نفس سے فنا ہو کر بقا باللہ حاصل کر
تجکو اپنے واسطے تدبیر کرنی اور بذات خود تدبیر کرنیسے غائب کردے اور ایسا بندہ کسقدر قبیح ہے
کہ اللہ کے افعال سے جاہل ہو اللہ کی عنایت سے غافل ہو کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہین سُنا
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہدو کہ اللہ کافی ہے پس اللہ کو کہان کافی سمجھتا ہے جو شخص
اسکے آگے تدبیر چلاتا ہے اور اگر اللہ کو کافی سمجھتا تو یہ اعتقاد اُسکو اللہ کے آگے تدبیر چلانیسے برطرف کردیتا۔

تنبیہ و اعلام جاننا چاہیے کہ اکثر تدبیر کا طاری ہونا طالبین اور مریدین پر رسوخ یقین و حصول
تمکین سے پہلے ہوتا ہے کیونکہ اہل غفلت اور بدکردار لوگ تو کبائر اور خلاف شرع اور اتباع شہوات مین شیطانکا
کہنا مان چکے ہین تو اب شیطان کو کون ضرور ہے کہ اُنکو تدبیر کی طرف بُلاوے اور اگر بُلا دے تو وہ جلدی
سے قبول کرلین سو اُنکے حق مین یہ بڑا جال نہین بلکہ تدبیر کو اہل طاعت اور طالبین پر داخل کرتا ہے کیونکہ دوسرے
طریقے سے اُنپر دسترس نہین پس بعض اوقات اہتمام تدبیر اور فکر صالح صاحب ورد کو اُسکے ورد یا حضور
سے معطل کردیتی ہے بعض صاحب ورد کو شیطان کمزور دیکھتا ہے تو خفیہ تدبیرین اُسکے دلمین ڈالتا ہے
تاکہ صفاء وقت کو روک دے کیونکہ وہ تو حاسد ہے اور حاسد کا بڑا حسد اُسوقت ہوتا ہے کہ تیرے اوقات
صاف ہون اور تیرے حالات اچھے ہون پھر تدبیر کے وسوسے ہر شخص کو اُسکی حالت کے موافق آیا کرتے
ہین جس شخص کو آج یا کل کے گذارے کے لائق تدبیر کرنا ہوا اسکا تو علاج یہ ہے کہ یقین رکھے کہ اللہ آپ
میرے رزق کا کفیل ہے خود اُسکا ارشاد ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا
یعنے نہین کوئی جاندار زمین پر چلنے والا مگر اُسکا رزق اللہ کے ذمے ہے اور مفصل کلام باب رزق مین
اسکے بعد ایک مستقل باب مین آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جس شخص کی تدبیر کسی دشمن کے دفعیہ مین ہے
جسکے مقابلے کی اسکو طاقت نہین پس اس امر کا یقین کرے کہ جس سے یہ ڈرتا ہے اُسکی چوٹی حق تعالیٰ کے
ہاتھ مین ہے اور وہ کچھ نہین کرسکتا مگر جو کچھ خدا کرے اور ان آیات کو خیال کرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو شخص اللہ پر بھروسا کرے اللہ اُسکو بس ہے اور فرمایا
اللہ تعالیٰ نے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ یعنی کیا اللہ تعالیٰ
اپنے بندے کو کافی نہین ہے اور دھمکاتے ہین تجکو اُن لوگونسے جو خدا کے سوا ہین اور فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ یعنے اہل ایمان ایسے ہین کہ اُنسے جو لوگون نے کہا کہ اہل مکہ نے تمھاری لڑائی کے واسطے سامان و لشکر جمع کیا ہے سو تم اُنسے ڈرو تو اُنکا اور بھی ایمان بڑھ گیا اور جواب دیا کہ کافی ہے ہمکو اللہ اور وہ اچھا کارساز ہے پس اپنے گھر لوٹ کر آئے اللہ کی نعمت اور فضل لیکر کہ نہین لگی اُنکو کچھ رنج کی بات اور پیروی کی اُنھون نے خدا کی رضامندی کی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اور گوش دل کو اِس ارشاد خداوندی کی طرف متوجہ کر فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ یعنے موسی علیہ السلام کی والدہ کو الہام ہوا کہ جب تجکو موسی کے مقدمے مین کچھ خوف ہو تو اسکو دریا مین پھینکدے اور نہ خوف کر نہ غم کر اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی کی پناہ چاہنا زیادہ مناسب ہے پھر وہ پناہ دیتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ یعنے اللہ پناہ دیتا ہے اور اُسکے مجرم کو کوئی پناہ نہین دیتا اور اللہ تعالی سے حفاظت طلب کرنا زیادہ لائق ہے پھر وہ نگہبانی کرتا ہے جیسا ارشاد ہے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اور اگر تدبیر اسوجہ سے کرنا پڑتی ہے کہ قرض کی میعاد گذر گئی اور ادا کرنے کو کچھ بھی نہین اور قرض خواہ صبر نہین کرتے تو اُسوقت یہ یقین کر کہ جس خدا نے اپنے لطف سے تجکو ایسا شخص میسر کر دیا جسنے تجکو وقت حاجت پر دیدیا وہی خدا اپنے لطف سے ادائی کا سامان بھی میسر کر دیگا هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ یعنی نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہین **ف** مطلب یہ کہ خدا نے جیسا تیرے ساتھ احسان کیا تو اُسکے ساتھ نیک اعتقاد رکھ **ت** اور تُف ہے ایسے شخص پر جسکو اپنے قبضے مین آئی چیز پر قرار ہوا اور جو خدا کے قبضے مین ہے اُسپر اطمینان نہوا اور اگر تدبیر اسوجہ سے ہے کہ اپنے عیال کو چھوڑ آیا ہے اور اُنکی کفایت کے موافق اُنکے پاس نہین تو اُسوقت یہ یقین کرنا چاہیے کہ جو خدا تیرے مرنیکے بعد اُنکا سامان کریگا وہی تیرے سامنے اور پیچھے بھی تیری زندگی مین سامان کریگا اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سُنو اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ یعنی یا اللہ تو سفر مین ہمارا ساتھی ہے اور گھر والون مین ہمارے بعد خبرگیران ہے پس جس سے اپنے سامنے امید رکھتا ہے اُسی سے اپنی غیبت مین امید رکھ۔ اور ایک بزرگ کی بات سُن وہ کہتے ہین جس خدا کی طرف مین اپنے کو متوجہ کرتا ہون اُسی کو اپنے گھر والونکا محافظ چھوڑ آیا ہون ایکدم اُنکا حال اُس سے پوشیدہ نہین اُسکا فضل میرے فضل سے وسیع تر ہے اور اللہ تعالے

تجھسے زیادہ اُنپر مہربان ہے تو اُسکی فکر مت کر جو دوسرے کی کفالت مین ہے اور اگر تیری تدبیر اہتمام
کسی مرض کے باعث ہے جو تجکو لاحق ہے اُسکے طول و امتداد مدت سے ڈرتا ہے تو یقین کرلے کہ ہر بلا
اور بیماری کی عمر مقرر ہے جیسے کوئی جاندار نہین مرتا جبتک اُسکی عمر پوری نہو اسیطرح کوئی بلا نہین ختم ہوتی
جبتک کہ اُسکا وقت پورا نہو اور اللہ تعالی کا ارشاد خیال کرو فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً
وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ٥ یعنے جب اُنکی عمر پوری ہوجاتی ہے تو نہ پیچھے ہٹتے ہین ایک ساعت نہ آگے بڑھتے
ہین۔ کسی شیخ کا ایک بیٹا تھا باپ مرگیا بیٹا رہگیا اور فتوحات بند ہوگئے اُسکے باپ کے بہت سے یار تھے یعنی
مُرید وغیرہ عراق مین پھیلے ہوے تھے اُسنے فکر کی کہ اپنے باپ کے کونسے یار کے پاس جاوے پھر قصد کیا
کہ جو سب سے زیادہ لوگون مین وجاہت رکھتا ہو وہان جانا چاہیے ایک ایسے بھی تھے اُنکے پاس آیا
اُنھون نے تعظیم و تکریم کی پھر کہا کہ اے سردار اور سردار کے صاحبزادے تمھارے آنیکی کیا وجہ ہے اُسنے کہا
کہ مینے اسباب دنیا پر اکتفا کیا مین چاہتا ہون کہ حاکم شہر کے پاس میرا ذکر کردو شاید میری کوئی صورت کردے
جسمین میرا گذر چلے اُن بزرگ نے بڑی دیر تک سر جھکایا پھر سر اُٹھا کر فرمایا کہ میرے امکان مین نہین کہ
سر شام کو صبح کردون مین کہان تم کہان جبکہ تم اہل عراق کے حاکم بنائے جاوٗگے **ف** اِن بزرگ کو
مکاشفے سے معلوم ہوگیا کہ اِس لڑکے کو چندروز مین حکومت عراق کی ملے گی مگر تقدیر الٰہی مین ابھی اُسکا
وقت نہ آیا تھا اسواسطے اُنھون نے فرمایا کہ سر شام کو صبح نہین کرسکتا یعنی جسوقت ملنا مقدر ہی اُسوقت کو
کیسے حاضر کرسکتا ہون **ت** وہ لڑکا غضبناک ہوکر اُنکے پاس سے چلا گیا اور اُن بزرگ کی بات نہین
سمجھا اتفاقًا ایسا ہوا کہ خلیفہ کو اپنے لڑکے کے واسطے معلّم کی تلاش ہوئی کسی نے اِس لڑکے کا پتہ دیا
اور کہا کہ فلان شیخ کا بیٹا ہے غرض خلیفہ زادہ کی تعلیم کے لیے مقرر ہوا چندروز اُسکو تعلیم دیتا رہا پھر اُسکا
مصاحب ہوگیا یہانتک کہ چالیس برس گذر گئے اُس خلیفہ کا انتقال ہوا اُسکا یہی لڑکا خلیفہ ہوا اُسنے
اپنے معلّم کو حاکم عراق بنادیا اور اگر فکر و تدبیر بسبب زوجہ یا کنیزک کے ہے جو مرگئی کہ تجھسے تمام حالات
مین مزاج موافق آگیا تھا اور تیری ضروریات کاروبار کو انجام دیتی تھی تو یہ یقین کر کہ جسنے تجکو عنایت کی
تھی اُسکا فضل و احسان ختم اور منقطع نہین ہوگیا اور اُسکو قدرت ہے کہ اپنی عنایت سے تجکو اُس سے
بڑھکر دیدے جو حُسن اور واقفیت مین اُس سے زیادہ ہو بس جاہل مت بن اور جن وجوہ سے سرّ و
فکر تدبیر ہونے لگتی ہے وہ بیشمار ہین اُنکا پورا بیان کرنا ممکن نہین کیونکہ وہ منضبط اور منحصر نہین اور جب

اللہ تعالیٰ فہم عنایت کردیگا خود تجھکو بتلا دیگا کہ کیا علاج کرنا چاہیے **تنبیہ و اعلام** جاننا چاہیے
کہ تدبیر جو نفس سے پیدا ہوتی ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ اُسمین حجاب ہے اور اگر نفس کی ہمسائگی اور خطرے سے
قلب سالم اور محفوظ رہے تو تدبیر کا اُسمین گذر نہونے پاوے اور مین نے اپنے شیخ ابو العباس مرسیؒ سے
سُنا ہے کہ فرماتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی پر پیدا کیا اُسمین اضطراب تھا پہاڑونسے اُسکو ٹھیرایا
اور اپنے کلام پاک مین ارشاد فرمایا وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا اسیطرح جب نفس کو پیدا کیا مضطرب ہوتا تھا
تو اُسکو جبال عقل سے ٹھیرایا پورا ہوا کلام شیخ ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پس جس شخص کی
عقل کامل اور نور وسیع ہوتا ہے اُسپر پروردگار کی جانب سے سکون نازل ہوتا ہے پس اُسکا نفس اضطراب
سے ساکن ہو جاتا ہے اور مسبب الاسباب پر وثوق ہوتا ہے پس مطمئنہ بنجاتا ہے یعنی احکام الٰہیہ کے
روبرو دب جاتا ہے ٹھہر جاتا ہے اُسکی قضا کے آگے ثابت رہتا ہے تائید خداوندی اور انوار غیب سے
اُسکی مدد ہوتی ہے تدبیر اور مقابلۂ تقدیر سے برطرف ہوتا ہے اپنے رب کے حکم کو تسلیم کرتا ہے یہ یقین
رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کیا کفایت نہین کرتا تیرا رب کہ وہ ہر شئے پر حاضر و ناظر ہے پھر وہ
نفس اس قابل ہوتا ہے کہ اُسکو یون خطاب کیا جاوے يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيٓ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ یعنی اے اطمینان والی
جان اپنے رب کیطرف رجوع کر تو اُس سے راضی وہ تجھسے راضی پس داخل ہو جا میرے بندون مین
اور داخل ہو جا میری جنت مین اور اس آیت مین ایسے نفس کی بڑی خصوصیتین اور اوصاف مذکور
ہین **وصف اول** یہ کہ نفس تین طرح کے ہین اَمّارہ لوّامہ مطمئنہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے کلام
پاک مین کسی نفس کو مخاطب نہین کیا سوائے نفس مطمئنہ کے اَمّارہ کی شان مین فرمایا اِنَّ النَّفْسَ
لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اور لوّامہ کی شان مین فرمایا وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور اس نفس کو
خطاب کرکے فرمایا يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ **دوسرا وصف** اُسکا ذکر لقب سے فرمایا اور
لقب عرب کے نزدیک تعظیم فی الخطاب کی دلیل ہے اور اہل عقل کے نزدیک افتخار کا باعث ہے **تیسرا
وصف** طمانینت کے ساتھ اُسکی مدح فرمائی اسمین تعریف نکلی کہ وہ مطیع ہے اور متوکل ہے **چوتھا
وصف** طمانینت کے ساتھ اُسکو موصوف فرمایا اور مطمئن کہتے ہین پست زمین کو جب اسنے تواضع
انکسار کے ساتھ پستی اختیار کی تو اُسکی تعریف فرمائی تاکہ اُسکی بڑائی ظاہر ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے جس شخص نے تواضع کی اللہ کے واسطے بلند قدر کیا اُسکو اللہ نے **پانچوان وصف**
اُسکو فرمایا اِرْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ؀ اسمین اشارہ ہے کہ نفس امارہ و لوامہ کو
باعزاز رجوع ہونے کی اجازت نہین بلکہ یہ دولت نفس مطمئنہ کو نصیب ہے چونکہ اُسمین وصف اطمینان ہے
اِسلیے حکم ہوا کہ اپنے رب کی طرف خوش اور پسندیدہ ہوکر کیونکہ ہمنے تیرے لیے اپنی درگاہ مین آنا اور اپنی
بہشت مین ہمیشہ رہنا مباح فرما دیا اسمین آدمی کو ترغیب ہے مقام اطمینان پر اور اس مقام تک
کوئی نہین پونہچ سکتا تاوقتیکہ اطاعت اور ترک تدبیر اختیار نہ کرے **چھٹا وصف** اِرْجِعِيٓ
اِلٰى رَبِّكِ فرمایا اِرْجِعِيٓ اِلَى الرَّبِّ نہین فرمایا نہ اِلَى اللّٰهِ فرمایا۔ اسمین اشارہ ہوگیا کہ اسکا
رجوع کرنا اللہ کی طرف باعتبار لطف ربوبیت کے ہے باعتبار قہر الوہیت کے نہین اسمین اس کو
مانوس کرتا ہے اور اپنا لطف و کرم و عنایت ظاہر فرماتا ہے **ساتوان وصف** رَاضِيَةً
فرمایا یعنی خوش ہو اللہ سے دنیا مین اُسکے احکام سے اور آخرت مین جود و انعام سے اسمین
بندے کو آگاہ کرتا ہے کہ رجوع الی اللہ بدون طمانینت و رضا کے میسر نہین ہوتا اور اسمین یہ اشارہ ہے
کہ جبتک اللہ سے دنیا مین راضی نہو اللہ کے نزدیک آخرت مین مرضی و پسندیدہ کبھی نہین ہوسکتا
ف کیونکہ مَرْضِيَّةً پر رَاضِيَةً مقدم کیا **ت** اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ اس آیت سے
تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا بندے سے خوش ہونا نتیجہ اسکا ہے کہ بندہ اللہ سے خوش ہو اور دوسری
آیت سے **ف** وہ یہ ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ **ت** معلوم ہوتا ہے کہ بندے کا
خوش ہونا اللہ سے نتیجہ اسکا ہے کہ اللہ بندے سے خوش ہو **ف** حاصل اعتراض یہ کہ ایک آیت سے
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رضا بندے کی طرف سے ہوتی ہے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے **ت** جواب مین سمجھنا چاہیے کہ ہر آیت اپنے مضمون کو ثابت کرتی
اور دونون آیتون کی تطبیق مین کچھ خفا نہین وجہ یہ کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا
مدلول یہ ہے کہ وجود ترتیبی مین پہلے اللہ کی طرف سے رضا ہوتی ہے پھر بندے کی طرف سے
اور حقیقت اسی کو مقتضی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اول انسے راضی نہو تو یہ کیسے راضی ہوسکتے ہین **ف**
کیونکہ کمالات عبد کے بالعرض ہین اور کمالات حق کے بالذات اور ما بالذات مقدم
ہوتا ہے ما بالعرض پر **۔**

طلب عاشق بیچاره بجائے نرسد		اگر از جانب معشوق نباشد کششے

ت اور دوسری آیت کا حاصل یہ ہے کہ جب بطریق مذکور بندہ اللہ سے دنیا مین راضی ہوگا اللہ
اُس سے آخرت مین خوش ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے اسمین کچھ اشکال نہین **آٹھوان وصف**
اُسکے حق مین فرمایا مَرْضِيَّةً اور اس نفس کی بڑی تعریف سب تعریفون سے بڑھکر ہے کیا تو نے
یہ ارشاد خداوندی نہین سُنا وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ یعنے اللہ کی طرف سے رضامندی ہو نا
سب سے بڑی دولت ہے۔ یہ بعد بیان نعیم اہل جنت کے فرمایا ہے مطلب یہ ہوا کہ دولت رضا
تمام نعماء جنت سے بزرگتر ہے **نوان وصف** فَادْخُلِي فِي عِبَادِي فرمایا اس مین
نفس مطمئنہ کو بڑی بشارت ہے کہ وہ خاص بندونمین داخل ہونے کے لیے پکارا اور بلایا گیا۔ اور
یہ لوگ کون بندے ہین وہ خصوصیت ونصرت کے بندے ہین مملوکیت وقہر کے بندے نہین وہ
ایسے بندے ہین جنکی شان مین فرمایا اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ یعنی میرے خاص بندونپر
تیرا قابو نہ چلیگا۔ اور خود شیطان کے قول سے خبر دی اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ یعنی تیرے مخلص
بندون کو نہ بہکاؤن گا۔ وہ بندے نہین جنکے حق مین فرمایا۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا یعنی جتنے آسمان وزمین والے ہین سب کو رحمٰن کے پاس بندہ ہوکر آنا ہے
پس نفس مطمئنہ کو اس ارشاد فَادْخُلِي فِي عِبَادِي کی زیادہ خوشی ہے دوسرے ارشاد سے وَادْخُلِي
جَنَّتِي کیونکہ پہلی نسبت اپنی طرف ہے اور دوسری نسبت جنت کی طرف **دسوان وصف**
وَادْخُلِي جَنَّتِي فرمایا اسمین یہ اشارہ ہے کہ جو اوصاف نفس مطمئنہ مین ہین انھون نے اس نفس کو اس
قابل بنادیا کہ اُسکے خاص بندونمین داخل کیا جاوے اور جنت مین داخل کیا جاوے دُنیا مین جنت
طاعت اور آخرت مین مشہور جنت مین اور اللہ خوب جانتا ہے **فائدہ** یہ آیت دو وصفونکو متضمن ہے
ہر ایک کا مدلول یہی ہے کہ قواعد تدبیر کو ترک کیا جاوے تفصیل اسکی یہ ہے کہ جس نفس کی اتنی خصوصیتین
اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائین اُسکو چند اوصاف سے موصوف فرمایا ایک طمانینت دوسری رضا اور یہ دونون بدون
ترک تدبیر نہین حاصل ہوتے کیونکہ نفس جبھی مطمئن بنے گا جب اللہ کی خوبی تدبیر پر وثوق کرکے اُسکے آگے
تدبیر چھوڑدے وجہ یہ کہ جب اللہ سے راضی ہوگا اُسکے آگے گردن جھکائیگا اُسکے حکم کی اطاعت کریگا
اُسکے فرمانے کو مانیگا پھر اُسکی ربوبیت پر مطمئن ہوگا اور اُسکی الوہیت پر اعتماد کرکے قرار پکڑیگا اور

وصف ہشتم

وصف نہم

وصف دہم

اضطراب نرہے گا کیونکہ اُسکو نورِ عقل جو عطا فرمایا ہے وہ اُسکو ثابت رکھے گا اور اُسکو کچھ جنبش نہوگی اُسکے احکام کے آگے دب جائیگا اُسکے توڑنے جوڑنے مین اپنے کو اُسکے سپرد کر یگا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حکمت تدبیر و اختیار کے پیدا کرنے مین اپنی قہاریت کا ظہور کرنا ہے پس جب حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے بندون کو صفت قہر سے اپنی شناخت کرائے اُنمین تدبیر و اختیار کو پیدا کیا پھر اُنکو حجابون سے وسعت دی تب کہین تدبیر اُنسے ممکن ہوئی کیونکہ اگر حضوری اور معاینہ مین رہتے تو تدبیر و اختیار ممکن نہوتا جیسے ملأ اعلیٰ کو ممکن نہین۔ پس جب بندون نے تدبیر و اختیار شروع کیا اپنے قہر و غلبے سے اُس تدبیر کی طرف توجہ فرما ہوے اُن کے ارکان کو ہلا دیا اور اُنکی عمارت کو گرا دیا۔ جب اپنے غلبۂ مراد سے بندون کو اپنی شناخت کرائی اُنکو یقین ہوا کہ بیشک وہی اپنے بندونپر قاہر ہے سوا ارادہ تیرے اندر اسواسطے نہین پیدا کیا کہ وہ تیری چیز ہو بلکہ اسلیے پیدا کیا کہ اُسکا ارادہ تیرے ارادے پر غالب آوے پس تجھکو معلوم ہوجاوے کہ تیرا ارادہ کچھ نہین اسیطرح تدبیر کو اسلیے نہین بنایا کہ تجھ مین ہمیشہ رہا کرے بلکہ اسواسطے بنایا کہ تو بھی تدبیر کرے اور وہ بھی تدبیر کرے پھر اُسکی تدبیر چلے تیری نہ چلے اسیواسطے کسی بزرگ سے جو پوچھا گیا تمنے اللہ کو کاہے سے پہچانا جواب دیا ارادی کے توڑنے سے

فصل ہمنے اوپر وعدہ کیا تھا کہ تدبیر رزق کے بارے مین ایک مستقل باب لاوینگے **ف** یعنی وہ باب یہی ہے **ت** کیونکہ اکثر قلوب مین جو تدبیرین آتی ہین وہ رزق کے لیے ہوتی ہین **ت** یعنی تقریر گذشتہ مین تو مطلق تدبیر کی بحث تھی اور یہان خاص تدبیر رزق کی ہے **ت** جاننا چاہیے کہ تدبیر رزق سے قلوب کا سالم رہنا بڑی عنایت ہے یہ اُنھین کو میسر ہوتی ہے جو اللہ کی طرف سے توفیق دیے گئے ہین جنھون نے اللہ کے ساتھ خوبی وثوق مین سچا معاملہ کیا ہے پس اُنکے دلون کو چین ہوگئی اور توکل کو محقق کرلیا یہانتک کہ بعض مشائخ کا قول ہے کہ رزق کے قصّے کو میرے لیے مضبوط کرلاؤ اور مقامات کو جانے دو **ف** یعنی اپنے مُریدون سے فرمایا کہ رزق کے مقدمے مین توکل ٹھیک کرلو اور مقامات مین چندان ریاضت کی حاجت نہین **ت** اور بعض بزرگونکا قول ہے کہ سب بھاری فکر یہ ہے کہ کھانیکا تقاضا ہوتا ہے اور شیخ موصوف نے جو فرمایا ہے اُسکی شرح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو ایسی مدد کا محتاج بنایا ہے کہ اُسکی ترکیب کو قائم رکھے اور اُسکی قوت کو بڑھاوے کیونکہ اسمین جو حرارت غریزی ہے وہ اجزاے بدن کو تحلیل کردیتی ہے اور جب غذا نہ پہنچی

اُسکو معدہ طبخ دیکر اُسکا خلاصہ قبول کر لیتا ہے وہ جزو بدن اور تحلیل شدہ کا بدل ہوتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو انسان کو اور
بہتیرے جاندار کو کہانے سے مستغنی کر دیتا مگر اللہ کو منظور رہوا کہ جاندار کا محتاج غذا ہونا اور اُسکی طرف مضطر ہونا
اور اپنا ان حاجات سے غنی ہونا ظاہر فرماوے اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد
ہے قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ یعنی کہدو
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا خدا کے سوا کسی کو مددگار بناؤن اور خدا بھی کیسا آسمان وزمین کا پیدا کرنیوالا
اور وہ اورون کو کھلاتا ہے اور اُسکو کوئی نہین کھلاتا پس اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح دو وصفین سے فرمائی
ایک یہ کہ اورون کو کھلاتا ہے کیونکہ جتنے بندے ہین سب اُسکے احسان سے پلے رہتے ہین اور اُسکے رزق
ومنت سے کھا رہے ہین اور دوسرا وصف یہ کہ کھاتا نہین کیونکہ حاجت غذا سے مقدس ہے بلکہ وہ صمد ہے
اور صمد اُسی کو کہتے ہین جسکو کہانے کی حاجت نہو اور یہ کیا وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے حیوان ہی کو محتاج غذا بنایا
اور موجودات کو نہین بنایا وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جاندارون کو اپنی صفات سے اسقدر عنایت فرمایا
ہے کہ اگر اسکو بھوک نہ لگے تو خدا جانے کیا دعوی کر بیٹھے یا کوئی دوسرا اسکی نسبت دعوی کرنے لگے اللہ تو
بڑی حکمت والا خبردار ہے اُسکو منظور رہوا کہ اسکو کھانے پینے کا محتاج بنا دین تاکہ بار بار کا محتاج ہونا
سبب ہو جاوے اسکا کہ نہ خود دعوی کرے نہ کوئی دوسرا اسکے نسبت دعوی کر سکے **فائدہ** جاننا چاہیے
کہ حق تعالیٰ کو منظور رہوا کہ نوع حیوان کو خواہ آدمی ہو یا غیر آدمی محتاج بناؤن تاکہ اُسکو اللہ کی معرفت
ہو یا اُسکے ذریعہ سے اللہ کی معرفت ہو **ف** یعنی اگر آدمی اپنے نفس مین غور کرے تو اُسکو اللہ کی معرفت
حاصل ہوتی ہے اور اگر اسکے حالات مین کوئی دوسرا غور کرے تو اُسکے ذریعے سے اُس غور کنندہ کو اللہ
کی معرفت حاصل ہوتی ہے **ت** تو دیکھتا نہین کہ محتاج ہونا بڑا ذریعہ ہے اللہ تک پہونچنے کا اور بڑا
وسیلہ ہے جو تجھکو خدا تک پہونچا وے تو نے اللہ کا ارشاد نہین سُنا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ
اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ہ یعنی اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف
کے قابل ہے پس محتاجی کو سبب بنایا اللہ تک پہنچنے کا اور اُسکے روبرو ہمیشہ حاضر رہنے کا اور شاید
اس مقام سے سمجھ گیا ہوگا معنی اس حدیث کے جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے پہچانا اپنے نفس کو اُسنے پہچانا اپنے
رب کو یعنی جسنے اپنے کو پہچانا ساتھ محتاجی اور فقر اور ذلت اور فاقہ اور مسکینی کے پہچانا اُسنے اپنے
رب کو ساتھ عزت اور غلبہ اور کرم اور احسان وغیرہ اوصاف کمال کے خصوصاً نوع آدمی مین اللہ تعالیٰ نے

ف حدیث یہ ہے احبوا اللہ لما یغذوکم ۱۲ تحریر

اسباب حاجت کو مکرر فرمایا اور انواع احتیاج کو متعدد کیا کیونکہ یہ محتاج ہے اپنے معاش و معاد کی اصلاح کا اس مقام مین اس آیت کو سمجھو لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ہ یعنے ہمنے انسان کو بڑی مشقت مین پیدا کیا یعنی دنیا و آخرت کے کاروبار مین چونکہ اللہ کے نزدیک یہ مکرم ہے اسلیے اسباب حاجت کو اسمین مکرر فرمایا دیکھو کہ اقسام حیوانات بسبب اُون اور بال کے لباس کے محتاج نہین اور اپنے تھان اور گھونسلے کے سبب گھر سے مستغنی ہین **فائدہ دیگر** وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو انسان کا امتحان مقصود ہے اسلیے متفرق چیزون کا اُسکو محتاج بنا دیا تا دیکھین کہ اپنی عقل و تدبیر سے اُن چیزون کو حاصل کرتا ہے یا اللہ کی تقسیم و تقدیر کی طرف رجوع کرتا ہے **فائدہ دیگر** اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ بندے کا محبوب بنے پس جسوقت اسباب حاجت نئے اُسپر وارد کر کے وہ حاجت رفع فرماتا ہے اُسوقت اُسکے نفس مین ایک حلاوت اور قلب مین ایک راحت پیدا ہوتی ہے یہ تجدید محبت کا موجب ہوتا ہے فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ سے محبت کر و چونکہ اپنی نعمتون سے تمکو غذا دیتا ہے پس جسقدر نعمتین تازہ ہوتی جاتی ہین ویسے ہی محبت تازہ ہوتی ہے **فائدہ دیگر** اللہ کو منظور ہوا کہ شکر کیا جاوے پس بندون پر اول حاجت وارد فرمائین پھر اُسکو پورا کیا تاکہ اُسکا شکر ادا کرین اور اُسکو احسان و سلوک کے ساتھ پہچانین فرمایا اللہ تعالیٰ نے کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ہ یعنے کھاؤ اپنے رب کی روزی سے اور شکر بجالاؤ اُسکا شہر ہے سُتھرا اور رب ہے بخشنے والا **فائدہ دیگر** حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ بندون پر دروازہ مناجات یعنی رازداری کا کشادہ فرماوے جب وہ کھانون کے اور دوسری نعمتون کے محتاج ہوتے ہین بلند ہمتی کے ساتھ اُسکی طرف متوجہ ہوتے ہین پس اُسکی مناجات سے مشرف ہوتے ہین اور اُسکے عطایات دیے جاتے ہین اور اگر محتاجی اُنکو مناجات کی طرف نہ لاوے تو عام لوگ ہرگز اُسکی حقیقت نہ سمجھین اور اگر حاجت نہ ہوتی تو بجز اہل عشق کے باب مناجات کو کوئی نہ کھلواتا پس حاجت کا وارد ہونا سبب مناجات کا ہوا اور مناجات بڑی بزرگی ہے اور عزت کا بڑا رتبہ ہے تم خیال نہین کرتے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی خبر اس ارشاد مین فرمائی ہے فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ہ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اُن دونون لڑکیون کی خاطر سے بکریون کو پانی پلایا پھر

پھر سایے کی طرف پھرے۔ پھر دعا کی کہ اے پروردگار بیشک مین اُس رزق کا جو میرے واسطے اُتارے محتاج ہون حضرت علیؓ فرماتے ہین قسم اللہ کی اور کچھ نہین مانگا بجز ایک روٹی کے جسکو کھا وین اور لاغری سے یہ حال ہو گیا تھا کہ پیٹ کی جھلی کے اندر سے ساگ کی سبزی نظر آتی تھی پس غور کر تجھپر اللہ کی مہر ہو کہ کسطرح خدائے تعالی سے سوال کیا کیونکہ یقین رکھتے تھے کہ بجز خدا کے کوئی کسی چیز کا مالک نہین اور مومن کو ایسا ہی ہونا زیبا ہے اللہ سے چھوٹی بڑی سب چیزین مانگنا چاہیے یہانتک کہ بعضون کا قول ہے کہ مین نماز مین اللہ سے مانگا کرتا ہون۔ یہان تک کہ آٹے کا نمک بھی۔ اور اے ایمان والے جس چیز کی حاجت ہو اُسکے قلیل ہونے کے خیال سے مانگنے سے مت رکو اگر قلیل اُس سے نہ مانگیگا تو اُسکے سوا کوئی دوسرا رب نہ ملے گا جو وہ چیز عنایت کرے اور مطلوب اگرچہ قلیل ہی ہو لیکن چونکہ ذریعہ مناجات بن گیا اس اعتبار سے تو جلیل ہے یہانتک کہ شیخ ابو الحسنؒ فرماتے ہین کہ دعا مین اسکی فکر نہونا چاہیے کہ وہ کام پورا ہو جاوے اسمین تو اپنے رب سے حجاب ہو جاتا ہے بڑا قصد مناجات ہولی ہونا چاہیے اور اس آیت مین چند فائدے ہین **پہلا فائدہ** یہ ہے کہ مومن کو اپنے رب سے تھوڑا بہت سب مانگنا چاہیے اور اسکو ہم ابھی بیان کر چکے ہین **دوسرا فائدہ** موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کو اسم ربوبیت سے پکارا کیونکہ اس مقام کے مناسب یہی ہے کیونکہ رب اُسکو کہتے ہین جسنے تجکو اپنے احسان سے پالا ہو اپنی منت سے تجھکو غذا دی ہو اس اسم مین اپنے مالک کو مہربان بنانا ہے کہ اُسکو اسم ربوبیت سے ندا کی جسکے آثار و فوائد کبھی اُنسے منقطع موقوف نہین ہوئے **تیسرا فائدہ** یون کہا رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ یون نہین کہا انی الی الخیر فقیر اسمین یہ فائدہ ہے کہ اگر انی خیرک فقیر یا الی الخیر فقیر کہتے تو یہ بات نہ معلوم ہوتی کہ اللہ تعالی رزق اُتار چکا ہے اور انکو مہمل نہین چھوڑا اسلیے یون کہا رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ تاکہ معلوم ہو کہ انکو اللہ تعالی پر وثوق ہے اسکا یقین ہے کہ اللہ تعالی انکو بھولے گا نہین گویا اسطرح کہا کہ اے پروردگار یہ مجھکو یقین ہے کہ تو نہ مجھکو اور نہ کسی دوسری مخلوق کو مہمل چھوڑیگا اور تو میرا رزق نازل فرما چکا ہے اب اُس نازل کیے ہوئے رزق کو میرے پاس جسطرح چاہے جس طور چاہے اپنے احسان و امتنان کے ساتھ مقرون کر کے بھیجدے سو اسمین دو فائدے ہو گئے ایک طلب دوسرا اقرار اس امر کا کہ حق سبحانہ تعالی اُنکا رزق نازل فرما چکا ہے مگر وقت

اور سبب اور واسطہ معین نہین فرمایا تاکہ بندے کو اضطرار ہو اور اضطرار کے ساتھ قبولیت ہوتی ہے جیسا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ اور اگر سبب اور وقت اور واسطے کو معین فرما دیتے تو
تو بندونکو اضطرار نہوتا جو کہ ابہام کے وقت حاصل ہے پس پاک ہے اللہ تعالیٰ حکمت والا قدرت والا علم والا
چوتھا فائدہ [ا] اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا عبودیت کے منافی نہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو مقام
عبودیت مین کمال حاصل تھا پھر بھی اللہ سے مانگا اس سے معلوم ہوا کہ طلب کرنا مقام عبودیت کے منافی نہین اگر کوئی اعتراض
کرے کہ اگر طلب کرنا مقام عبودیت کے خلاف نہین تو ابراہیم علیہ السلام نے کیون نہین طلب کیا جب اُن کو
منجنیق مین رکھکر پھینکا اور جبرئیل علیہ السلام نے آکر پوچھا کہ آپ کو کچھ حاجت ہے اور آپ نے جواب دیا
کہ تمسے تو نہین ہان اللہ سے ہے پھر جبرئیلؑ بولے اللہ ہی سے دعا کرو اور آپ نے فرمایا کہ میرے مانگنے سے
اُسکا جاننا بس کرتا ہے سو علم الٰہی پر اظہار طلب سے اکتفا کیا جواب اسکا یہ ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام
ہر مقام پر وہی معاملہ کرتے ہین جسکو اللہ کی طرف سے سمجھ لیتے ہین کہ یہ مناسب ہے سو ابراہیم علیہ السلام
سمجھ گئے کہ اس مقام پر یہی مقصود ہے کہ طلب نہ کرون اور اُسکے جاننے پر اکتفا کرون سو یہ اُسی کے
موافق تھا جو اللہ کی طرف سے سمجھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کو منظور تھا کہ اپنا راز اور عنایت
جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھی ملأ اعلیٰ پر ظاہر کردون جنسے اللہ تعالیٰ نے مشورہ فرمایا تھا کہ مین زمین مین
ایک خلیفہ بنانیوالا ہون اور اُنھون نے کہا تھا کہ آپ ایسے شخص کو مقرر فرماتے ہین جو زمین مین فساد
و خونریزی کریگا اور ہم تو تسبیح و تحمید و تقدیس آپ کی کرتے ہین اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ بیشک مین
جانتا ہون جو کچھ تم نہین جانتے پس جس روز ابراہیم علیہ السلام منجنیق مین پھینکے گئے ہین اللہ تعالیٰ کو
اس ارشاد کا بھید ظاہر کرنا منظور ہوا کہ مین جانتا ہون جو کچھ تم نہین جانتے گویا اسطرح فرمایا کہ اے وہ لوگو
جو یون کہتے تھے کہ آپ مفسد اور خونریز کو زمین مین بناتے ہین تمنے میرے خلیل کو کیسا دیکھا۔ زمین مین
اہل فساد سے جو خرابیان ہونے والی ہین جیسے نمرود اور اُسکے امثال سے ہوئین تمنے اُنپر تو نظر کی اور
اہل صلاح اور رشد سے جو خیر ہونے والی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام سے اور جو اہل عشق مین سے اُنکے
پیرو ہین اُنسے ہوئین اُسپر نظر نہین کی رہے موسیٰ علیہ السلام اُنکو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اسوقت یہی
مقصود ہے کہ احتیاج ظاہر کرین اور زبان سوال کھولین سو مقتضاے وقت کا حق بجا لائے اور ہر ایک
کی ایک جہت ہے جسطرف اُسکا رخ ہے اور سب کے پاس دلیل روشن اور ہدایت اور توفیق من اللہ اور

[ا] (ما لابد منہ [illegible])

۵ یہ اشارہ ہے مضمون آیہ کی طرف ﴿[illegible]﴾ جو موقع ملائکہ [illegible] ۱۲ مترجم

فائدہ پنجم

رعایت ہے **پانچوان فائدہ** غور کرو کہ موسیٰ علیہ السّلام اپنے رب سے کسطرح رزق طلب کرتے ہین
کہ صراحۃً نہین مانگا۔ بلکہ اللہ کے روبرو اپنے فقر و حاجت کا اقرار کیا اور حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے غنی ہونیکی
گواہی دی کیونکہ اُنھون نے جب اپنے کو فقر و فاقہ سے پہچانا اُسوقت اپنے رب کو غنا اور بھرپوری
کے ساتھ پہچانا اور یہ مناجات کے بساطون مین سے ایک بساط ہے **ف** یعنی طرقِ مناجات سے
ایک طریقہ ہے **ت** اور یہ بساط بہت ہین کبھی اللہ تعالیٰ تجھکو بساط فقر پر بٹھلاتا ہے اُسوقت تو
پکاریگا یَا غَنِیُّ کبھی بساط ذلّت پر بٹھلاتا ہے اُسوقت پکارے گا یَا عَزِیْزُ کبھی بساط عجز پر
بٹھلاتا ہے تو پکاریگا یَا قَوِیُّ اسیطرح باقی اسماہین سو موسیٰ علیہ السّلام نے فقر و فاقہ کا اقرار کیا اسمین
تعریض و اشارہ ہو گیا طلب کا اگرچہ صاف طلب نہین ہوئی اور تعریض طلب کبھی اسطرح ہوتی ہے کہ بندہ
اپنے اوصافِ فقر و حاجت ذکر کرتا ہے۔ اور کبھی اسطرح ہوتی ہے کہ اپنے مالک کے اوصافِ جہات یکتائی
بیان کرتا ہے جیسا حدیث مین آیا ہے میری اور انبیاے سابقین کی سب دعاؤن مین افضل یہ ہے لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ سو اللہ کی ثنا کو بھی دعا فرمایا۔ کیونکہ اپنے غنی مالک کے اوصاف
کمال ذکر کرکے تعریف کرنا اُسکے فضل و عطا کا تعریضاً مانگنا ہے جیسا شاعر کا قول ہے ؎ اسقدر
ہے صاحبِ خلق کریم ✦ خُلق یکسان اُسکا ہے صبح و مسا ✦ گر کرے اُسکی ثنا کوئی کبھی ✦ مانگنے سے اُسکو
کافی ہے ثنا ✦ اللہ تعالیٰ نے یونسؑ کی حکایت مین فرمایا ہے فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ
اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ یعنی یونسؑ نے اندھیرون مین پکارا کہ تیرے سوا
کوئی معبود نہین تو پاک ہے مین بیموقع کام کرنے والون مین ہون پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا معاملہ بیان فرمایا
فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ہ یعنی ہمنے اُنکی دعا قبول کرلی اور
اُنکو غم سے نجات دی اور اسیطرح ایمان والون کو نجات دیا کرتے ہین اور یونس علیہ السّلام نے صراحۃً
سوال نہین کیا لیکن چونکہ اپنے رب عزّ و جل کی ثنا کی اور اُسکے روبرو اپنی خطا کا اقرار کیا تو اُسکی طرف
اپنا محتاج ہونا ظاہر کردیا اللہ تعالیٰ نے اُسکو طلب قرار دیا **ف** کیونکہ جواب مین فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فرمایا
جسکے معنی ہین سوال پورا کرنا **ت** **چھٹا فائدہ** اور یہ سب مین زیادہ قابل لحاظ ہے وہ یہ کہ

فائدہ ششم

موسیٰ علیہ السّلام نے شعیب علیہ السّلام کی صاحبزادیون کے ساتھ سلوک کردیا اور اُنسے اُجرت
و جزا طلب نہین کی بلکہ جب اُنکی بکریون کو پانی پلا چکے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوکر اُس سے مانگا

اُن دونون سے نہین مانگا بلکہ اپنے مالک سے مانگا جسکی یہ شان ہے کہ جب اُس سے مانگا اُسنے عطا کیا اورصوفی وہی ہے کہ اورون کے حقوق جو اُسکے ذمے ہین پورے کردے اور اپنے حقوق کا مطالبہ نکرے اور اس مضمون مین ہمارے اشعار ہین ؎

عمر شکوۂ خلق مین ضائع نہ کر　　وقت کم ہے اور جاتا ہے چلا
کیون شکایت ہے تجھے جب ہے یقین　　ہوتا ہے جو کچھ وہ سب لکھا گیا
جب خدا کا حق نہین کرتے وفا　　کیا وفا تجھ سے کرینگے ہے تو کیا
دیکھ جو کچھ تجھپہ ہین اُن کے حقوق　　صبر سے اُن کو تو پورا کر ادا
جب کرے کچھ کام کر اس کا خیال　　ہے خدا تیری نیت کو جانتا

پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنی طرف سے حق ادا کیا اور اپنا حق نہین مانگا تو اُنکے لیے اللہ کے پاس پوری جزا ہوئی اور دُنیا مین بھی سردست عنایت فرمائی علاوہ اُسکے جو آخرت مین جمع ہے۔ یعنی ایک لڑکی سے اُنکا نکاح کردیا اپنے نبی شعیب علیہ السلام کا داماد بنایا اور اُنکے ساتھ مانوس کردیا یہان تک کہ پیغمبری کا وقت آگیا۔ سو اے بندے اپنا معاملہ اللہ ہی سے رکھ نفع والون مین رہیگا اور اللہ تعالےٰ تیری وہی خاطر کریگا جیسی متقی بندون کی فرمائی **ساتوان فائدہ** اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو دیکھو فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کو جائز ہے کہ سایہ کو دھوپ پر اور سرد پانی کو گرم پانی پر اور سہل طریق کو دشوار طریق پر اختیار کرین اور مقدم رکھین اور اس امر سے مقام زہد سے خارج نہین ہوتا دیکھو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا کہ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ۔ یعنی سایے کا قصد کیا اور اُسکی طرف آئے اگر کوئی اعتراض کرے کہ کسی بزرگ کا قصہ ہے کہ کوئی شخص اُنکے پاس گیا اور دیکھا کہ جس گھڑے کا پانی پیتے ہین اُسپر دھوپ پھیل رہی ہے اس مقدمے مین اُنسے کہا گیا اُن بزرگ نے جواب دیا کہ مین نے جب یہ گھڑا رکھا تھا تو دھوپ نہ تھی اب مجھکو شرم آتی ہے کہ اپنے حظ نفس کے لیے چلون۔ جواب مین جاننا چاہیے کہ یہ اُس شخص کی حالت ہے جو صدق کو بتکلف طلب کررہا ہے اور اپنے نفس کو اُسکی آرزوؤن سے روک رہا ہے تاکہ اُسکو غفلت عن اللہ سے باز رکھے اور اگر اُسکا مقام کامل ہوچکتا تو پانی کو دھوپ سے اُٹھالیتا اور قصد یہ ہوتا کہ اپنے نفس کا حق اسلیے ادا کرتا ہون کہ خدائے تعالیٰ نے اُسکا حکم فرمایا ہے نہ اُسکی لذت حاصل کرنے کو بلکہ اسلیے اس باب مین

اللہ تعالی کا حق ادا کرو اور فرمایا اللہ تعالی نے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ
یعنی اللہ تعالی تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے دشواری نہین چاہتا اور فرمایا اللہ تعالی نے یُرِیْدُ اللّٰہُ
اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا یعنی اللہ کو منظور ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کر دے اور
انسان پیدا ہوا ہے کمزور اسی واسطے فقہا کے نزدیک مسئلہ ہے کہ اگر کوئی منت مانے کہ مکہ معظمہ تک
ننگے پانون جاؤنگا تو اسکو جوتا پہن لینا جائز ہے برہنہ پا جانا واجب نہین کیونکہ شریعت کا خاص
یہ مقصود نہین کہ لوگ سختی مین پڑین اور شریعت لوگون کو لذات حاصل کرنے سے نہین روکتی اور کیونکر
روکے آخر یہ لذات انھین کے لیے پیدا کیے گئے ہین ربیع بن زیاد حارثی نے حضرت علیؓ سے عرض کیا
کہ میرے بھائی عاصم کے مقدمے مین میری مدد فرمایئے آپ نے پوچھا اسکا کیا حال ہے عرض کیا کمل
اوڑھا ہے فقیر بنا چاہتے ہین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسکو میرے پاس لاؤ غرض وہ اس ہیئت سے حاضر
کیے گئے کہ ایک کملی باندھے ہوئے تھے اور دوسری کملی اوڑھے ہوئے تھے۔ سر اور داڑھی کے بال
میلے پریشان تھے آپ انکو دیکھکر چین بہ جبین ہوئے اور فرمایا تیرے حال پر افسوس ہے تجھکو اپنی
بیوی سے شرم نہ آئی تجھکو اپنے بچے پر ترس نہ آیا کیا اللہ تعالی ستھری چیزین تیرے لیے مباح کر کے
پسند نہین کرتا کہ تو اُسین سے کچھ کھائے تیری قدر اللہ کے یہان اتنی کہان ہے کیا تونے اللہ کا یہ
قول نہین سنا وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ الی قولہ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ کیا
تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے یہ چیزین اسیواسطے مباح کی ہین کہ برتین اور اللہ کی تعریف کرین
پھر اللہ ثواب دے اور اللہ کی نعمتون کا ابتذال فعلی ابتذال قولی سے بہتر ہے **ف** یعنی کھانے
پینے برتنے مین تو فعلاً ابتذال ہے اور انکار مین قولاً ابتذال ہے کہ اُسکو بے قدر سمجھکر چھوڑ دیا تو برتنا
ترک سے بہتر ٹھیرا **ت** عاصمؓ بولے پھر آپکی کیا حالت ہے کہ موٹا کھاتے ہین اور موٹا پہنتے ہین حضرت
علیؓ نے جواب دیا تجھپر افسوس ہے اللہ تعالی نے ائمہ حق پر اسی بات کو فرض کیا ہے کہ اپنے کو غریب
لوگونکے برابر رکھین **ف** تاکہ غربا کو اُن تک رسائی ہو اور اُنکی حالت دیکھکر تسکین ہو اور بہت مصلحتین
ہین **ت** حضرت علیؓ کی تقریر سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اللہ تعالے نے بندون سے یہ نہین
طلب کیا کہ لذات کو چھوڑ دین بلکہ اُن کو شکر ادا کرنے کا حکم کیا ہے پس فرمایا اللہ تعالی نے کُلُوْا مِنْ
رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَهٗ یعنی اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُسکا شکر کرو اور فرمایا اللہ تعالی نے

۹۷ ان آیتون مین بیان ہے نعمتون کے خرچ کا

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ یعنی اے ایمان والو کھاؤ ستھری چیزین جو ہمنے تمکو دین اور شکر کرو اللہ کا اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا یعنی اے پیغمبرو کھاؤ ستھری چیزین اور کام کرو اچھا اور یون نہین فرمایا کہ کھاؤ مت بلکہ یون فرمایا کہ کھاؤ اور عمل کرو اگر کوئی اعتراض کرے کہ ان دونون آیتون مین طیبات سے مراد حلال چیزین ہین کیونکہ شریعت کی نظر مین تو طیّب وہی ہین تو جواب سمجھو کہ یہ بھی ممکن ہے کہ طیبات سے مراد حلال چیزین ہون کیونکہ وہ اسوجہ سے طیب ہین کہ اُنکے ساتھ گناہ یا مذمت یا حجاب متعلق نہین ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ طیبات سے مراد لذیذ کھانے ہون اور حکمت اُنکی اباحت اور کھانے کی اجازت کی یہ ہے کہ اُنکا کھانے والا لذت پائے پھر اُسکی ہمت شکر کے لیے بڑھے اور خدمت بجالائے اور حق حرمت کی رعایت کرے شیخ ابوالحسن رح فرماتے ہین کہ میرے شیخ نے مجھسے فرمایا اے بیٹا پانی ٹھنڈا پیا کرو کیونکہ بندہ جب گرم پانی پیتا ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جی اُترے سے کہتا ہے اور جب ٹھنڈا پانی پیتا ہے تو ہر ہر عضو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے مین ساتھ دیتا ہے پھر فرمایا وہ جو گھڑے والے کا قصہ ہو اوپر گذرا سو وہ صاحب حال ہے اُسکا اقتدا نہین کیا جاویگا **رجوع بمطلب** اسکو تو ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ حیوان کو خصوصًا آدمی کو غذا کے محتاج بنانے مین (جو اُسکو مدد پہونچاتی ہے) کیا حکمت ہے اب اسمین گفتگو کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اِس غذا دینے اور اُسکے پہونچانے کی کفالت فرمائی ہو سو جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے جب حیوان کو ایک مدد کا محتاج بنایا جو اسکی امداد کرے اور غذا کا محتاج بنایا جس سے اسکا وجود قائم رہے اور ان دونون جنس یعنی انسان و جن کی خلقت اسلیے ہوئی ہے کہ انکو عبادت کا حکم ہووے اور انسے اپنی طاعت کا مطالبہ ہو اسلیے **ف** انکو بے فکر کرنے کے لیے **ت** یہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ یعنی نہین پیدا کیا مین نے جن اور انسان کو مگر اسواسطے کہ میری عبادت کرین مین اُنسے رزق نہین چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہون کہ مجھکو کھلاوین بیشک اللہ رزق دینے والا قدرت والا ہے سو اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کر دیا کہ ان دونون جنس کو صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے یعنی اسواسطے پیدا کیا ہے کہ اُنکو عبادت کا حکم کرین جیسے کوئی اپنے غلام سے کہے کہ اے غلام

مقصود و کفالت ارزاق اور امداد

مین نے تجکو صرف اسلیے خریدا ہے کہ میری خدمت کرے یعنی اسلیے خریدا ہے کہ تجکو خدمت کا حکم کرون اور تو
اُسکو بجالائے **ف** یہ تاویل اسواسطے کی کہ معتزلہ کا مذہب ٹوٹ جائے چنانچہ آگے آتا ہے **ت** اور
کبھی غلام مخالفت اور سرکشی کرتا ہے اور تیرا خریدنا اسواسطے نہ تھا بلکہ اسلیے تھا کہ تیری مہمات بجالائے اور
تیرے کام پورے کرے اور معتزلی لوگ اس آیت کو ظاہر پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ
نے خلق کو صرف اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے اور کفر و معصیت کے خالق خود بندے ہین اور ہم اس مذہب کو
اوپر باطل کر چکے ہین **ف** حاصل جواب کا اہل سنت کی طرف سے یہ ہے کہ قصد دو ہین ایک قصد تشریعی
دوسرا قصد تکوینی سو اس آیت مین جو فرمایا ہے کہ صرف عبادت کے قصد سے انکو پیدا کیا ہے یہ قصد تشریعی
ہے کہ وہ معصیت کے ساتھ متعلق نہین کیونکہ شرع مین اُس سے ممانعت ہے اور قصد تکوینی یعنی تخلیق طاعت و معصیت
دونون کے ساتھ متعلق ہے لقوله تعالیٰ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ سو معتزلہ نے اس آیت مین قصد
تکوینی مراد لیا ہے حالانکہ اُنکے پاس کوئی دلیل نہین فتامل **ت** اور حکمت تخلیق و ایجاد کے بیان کر دینے مین
لوگون کو بتلا دینا اور آگاہ کرنا ہے کسواسطے پیدا ہوئے ہین تا کہ اللہ تعالیٰ کا جو اُنکے مقدمے مین مقصود ہے
اُس سے ناواقف نہ رہین اور طریق ہدایت سے بھٹک نجائین اور رعایت حقوق کو چھوڑ نہ دین اور بعض
اخبار مین آیا ہے کہ ہر روز چار فرشتے آپسمین سوال جواب کرتے ہین ایک کہتا ہے کاش یہ خلقت پیدا نہ ہوتی دوسرا
کہتا ہے کہ اگر پیدا ہو چکے تھے تو یہی جانتے کہ کیون پیدا ہوئے تیسرا کہتا ہے کہ جب جانتے کہ کیون پیدا
ہوئے تو علم کے موافق عمل کرتے چوتھا کہتا ہے کہ اگر عمل نہین کیا تھا تو بُرے اعمال سے توبہ ہی کرتے پس حقتعالے
نے اس امر کو بیان کر دیا کہ بندون کو اُنکی ذات کے لیے پیدا نہین کیا بلکہ اسواسطے پیدا کیا کہ اللہ کی عبادت
اور توحید مین مشغول ہون کیونکہ تو غلام اسلیے نہین خریدتا کہ وہ اپنے کام مین لگا رہے بلکہ اسواسطے خریدا کرتا
ہے کہ تیری خدمت کرے پس یہ آیت ایسے لوگون پر حجت ہے کہ اپنے حظوظ نفسانیہ مین رب کے حقوق سے
اور اپنی ہواے نفسانی مین مولیٰ کی طاعت سے غافل ہین اسیواسطے جب ابراہیم بن ادہم شکار کو نکلے
تو گھوڑے پر چڑھے ہوئے ہاتف کی آواز سُنی اور یہی اُنکی توبہ کا باعث ہوا وہ ہاتف کہتا ہے ای ابراہیم
کیا اسی لیے تو پیدا کیا گیا ہے یا تجکو یہی حکم ہوا ہے پھر دوسری آواز سنی اے ابراہیم نہ اسلیے تو پیدا ہوا ہے
نہ تجکو یہ حکم ہوا ہے۔ سو سمجھدار وہ شخص ہے جو حکمت ایجاد کو سمجھ کر اُسپر عمل کرے اور فقہ حقیقی یہی ہے جس کو یہ
عنایت ہوا اُسکو بڑی نعمت ملی۔ اور اسی کے حق مین امام مالکؒ فرماتے ہین کہ فقہ کثرت روایت سے نہین ہوتا

بلکہ فقہ ایک نور ہے جسکو اللہ تعالیٰ قلب مین رکھدیتا ہے اور مین نے اپنے شیخ ابو العباس رح سے سُنا ہے
فرماتے تھے کہ فقیہ وہ شخص ہے جسکے دیدۂ دل سے حجاب ہٹ جاوے پس جسکو اللہ کی طرف سے حکمت
ایجاد کی سمجھ عنایت ہوگی کہ صرف اسکو اپنی طاعت کے لیے پیدا کیا ہے اور صرف خدمت کے لیے بنایا ہے
اُسکا یہ سمجھنا سبب ہو جائیگا دنیا سے مُنہ موڑکر آخرت کی طرف رُخ کرنیکا اور حظوظ نفسانیہ کو چھوڑکر فکر
معاد و آمادگی کے ساتھ اپنے مالک کے حقوق مین لگ جانیکا یہانتک کہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر مجھے
خبر دیجاوے کہ تو کل کو مرجاویگا تو اپنے نفس مین کچھ تغیر نپاؤن **ف** کیونکہ آخرت کے لیے تو تیار ہی بیٹھا
ہون **ت** اور کسی بزرگ سے اُنکی مان نے کہا کہ اے بیٹا تو روٹی کیون نہین کھاتا
جواب دیا کہ روٹی چبانے اور چبے ہوئے کھانے مین پچاش آیتین پڑھی جاتی ہین یہ وہ لوگ ہین
جن کی عقلون کو انتظار ہول قیامت اور ملاقات جبار نے اِس دنیا سے غافل کردیا ہے اور اس
خیال نے دنیا کی لذت کی آگاہی اور مسرت کی خواہش سے دور ڈالدیا یہانتک کہ ایک عارف
کہتے ہین مین ملک مغرب مین کسی شیخ کے پاس اُنکے گھر گیا اور وضو کے لیے پانی بھرنے اُٹھا وہ شیخ
اُٹھکر بھرنے لگے مین نے منع کیا اُنھون نے نہ مانا اور رسّی کا سرا اپنے ہاتھ مین باندھا **ف** تاکہ ڈول
چھوٹ نہ جاوے **ت** اور گھر مین اُنکے قریب کنوئین کے کنارے پر زیتون کا درخت تھا کہ گھر پر
مثل شامیانہ پھیلا ہوا تھا مین نے کہا اے حضرت رسّی کا سرا اس درخت سے کیون نہین باندھ دیتے
فرمانے لگے آیا یہان درخت بھی ہے مجکو اس گھر مین ساٹھ برس ہوے مگر مجکو خبر نہین کہ اس گھر مین درخت بھی ہے سوا ہے طالب ذرا یہ
حکایت اور اُسکے مثل کان کھولکر سُن تجکو معلوم ہوگا کہ اللہ کے ایسے بندے ہین کہ اُنکو اپنے ساتھ مشغول کرکے سب سے
غافل کردیا ہے اور کوئی شئے اُنکو اللہ سے غافل نہین کرسکتی اُنکی عقلون کو اُسکی عظمت نے ازخود رفتہ کردیا ہے اُنکی نفسون کو اُسکی
ہیبت نے متحیر بنادیا اُنکے دلون مین اُسکی محبت بیٹھ گئی اللہ تعالیٰ ہمکو بھی اُنکے زمرے مین شامل کرے اور
اُنسے جُدا نہ کرے اسیطرح کی اور حکایت ہے کہ صعید مین کوئی ولی کسی مسجد مین رہتے تھے کسی خادم نے
اجازت چاہی کہ مسجد مین جو کھجور کے دو درخت کھڑے ہین ایک مین سے ایک شاخ توڑلون اُنھون نے
اجازت دیدی اُس شخص نے پوچھا کہ حضرت کون سے درخت سے لون زرد سے یا سُرخ سے فرمایا اے
بیٹا مجکو اِس مسجد مین چالیس برس ہوئے مجکو زرد و سُرخ کا حال معلوم نہین اور ایک بزرگ کی حکایت ہے
کہ اُنکے بچے اُنکے گھر مین پھرا کرتے پوچھتے تھے کہ یہ کس کے لڑکے ہین جب تک بتلائے نہ جاتے تھے

پہچانتے نہ تھے اللہ کے ساتھ ایسے مشغول رہتے ایک بزرگ اپنی اولاد کو دیکھکر کہتے کہ اگرچہ انکا باپ جیتا ہے مگر یہ یتیم ہین ۔ اور راس جملک کے آثار مین کلام بڑھانا مقصود کتاب سے علحدہ کر دیگا۔ **رجوع بمطلب** جب اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ مین نے جن و انس کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے تو اللہ تعالی کو یہ معلوم تھا کہ اُنکو حوائج بشریہ پیش آوینگے کہ اپنے مقتضا کے موافق اُنسے مطالبہ کرینگے اور انعام توجہ عبودیت کو مشوش کرینگے اسواسطے اُنکے لیے رزق کی کفالت فرمائی تاکہ خدمت خداوندی فراغت سے کرین اور طلب رزق مین لگ کر عبادت سے غافل نہوجاوین سو فرمایا مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ یعنے مین اُنسے یہ نہین چاہتا کہ اپنے کو رزق دین کیونکہ مین اپنی کفایت وکفالت سے اِس مین کافی ہوچکا ہون وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ٥ یعنی مین یہ بھی نہین چاہتا کہ وہ لوگ مجھے کھلائین کیونکہ مین قوی ہون صمد ہون جسکو کھانے کی حاجت نہین اسیواسطے اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ٥ یعنی چونکہ مین اُنکا رزق دینے والا ہون اِسلیے یہ نہین چاہتا کہ وہ اپنے لیے سامان رزق کرین اور چونکہ مین قوت والا ہون اسلیے یہ نہین چاہتا کہ وہ مجھے کھلائین کیونکہ جسکی ذاتی قوت ہوگی وہ کھلانے جانیسے غنی ہوگا پس یہ آیت اِس مضمونکو مشتمل ہے کہ اللہ تعالی بندونکے رزق کا کفیل ہے خود فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ اور ایماندارونپر یہ بات لازم ٹھیرادی کہ رزق رسانی مین اُسکو یگانہ سمجھین اور اسکا شمہ بھی مخلوق کی طرف منسوب نہ کرین اور اسباب اور اکتساب کی جانب مستند نہ کرین آورہ راوی کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت جسکی رات کو بارش ہوچکی تھی فرمانے لگے تمکو کچھ خبر ہے کہ تمھارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے ہمنے عرض کیا یارسول اللہ ہمکو تو خبر نہین فرمایا کہ اللہ تعالی نے یون فرمایا کہ آج صبح کو میرے بندون مین سے بعضے مؤمن ہوئے بعضے کافر سو جسنے کہا کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہمپر بارش ہوئی وہ شخص تو مجھپر ایمان لایا اور ستارے کے ساتھ انکار کیا اور جسنے کہا چاند کی فلان منزل یا فلان ستارے کی وجہ سے ہمپر بارش ہوئی اُسنے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارے پر ایمان لایا پس اِس حدیث مین اہل ایمان کو بڑا فائدہ اور اہل یقین کو بڑی بینائی اور اللہ تعالی کے ساتھ ادب کی تعلیم ہے ۔ اور امید ہے کہ یہ حدیث مومن کو علم نجوم اور اُنکی تاثیرات کے قائل ہونے سے روکنے کے لیے کافی ہے اور جاننا چاہیے کہ قضائے الٰہی تیرے مقدرے مین مقدر ہے کہ ضرور اُسکو نافذ فرمائیگا اور اُسکا حکم مقرر ہے کہ اُسکو ظاہر فرما دیگا پھر علام الغیوب کے علم کی جستجو کرنے سے کیا فائدہ ہے حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے بندونکے احوال جستجو کرنیسے

رجوع بمقصود ودو آیۃ یعنی وما خلقت الجن والانس الخ

منع کیا ہے اور فرمایا ہے لَا تَجَسَّسُوْا تو غیب خداوندی کو جستجو کرنا ہمکو کیسے زیبا ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

میری جانب سے نجومی کو کہو	حکم کوکب کو نہین مین مانتا
جو خدا چاہے وہی ہوگا ضرور	بالیقین اِس امر کو ہون جانتا

فائدہ جاننا چاہیے کہ صیغہ رزاق کا فعّال کے وزن پر آنا مبالغہ معنی رزق کو مقتضی ہے سو رزاق زیادہ بلیغ ہے رازق سے کیونکہ فعّال مبالغے مین فاعل سے زیادہ بلیغ ہے۔ سو ممکن ہے کہ یہ مبالغہ اسوجہ سے ہو کہ جنکو رزق دیا جاتا ہے اُنکی تعداد بہت ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود چونکہ رزق بھی بہت ہے اسلیے مبالغہ ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ دونون امر مقصود ہون **دوسرا فائدہ جو علم بیان سے متعلق ہے** جاننا چاہیے کہ جس مضمون سے ثنا مقصود ہو اُسپر صفت کی دلالت فعل کی دلالت سے زیادہ بلیغ ہوتی ہے سو تیرا یہ کہنا کہ زَیْدٌ مُحْسِنٌ اِس سے زیادہ بلیغ ہے کہ زَیْدٌ یُحْسِنُ یا قَدْ اَحْسَنَ وجہ اسکی یہ ہے کہ صفت تو ثبوت اور استقرار پر دلالت کرتی ہے اور فعل اپنی اصل وضع مین تجدد اور انقراض کے لیے ہے اسی جہت سے اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ کہنا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَرْزُقُ سے زیادہ بلیغ ہے اور اگر اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَرْزُقُ فرماتے تو صرف اثبات رزاقیت کو مفید ہوتا حصر حاصل نہوتا جب اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ کہا تو اسنے انحصار کا بھی فائدہ دیا تو جب اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ کہا تو گویا یون کہا کہ لَا رَازِقَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے کوئی رازق نہین سواے اللہ کے دوسری آیت رزق کے باب مین یہ ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ یعنے اللہ ایسا ہے جسنے تمکو پیدا کیا پھر تمکو روزی دی پھر تمکو وفات دیگا پھر تمکو جلائیگا یہ آیت دو فائدون کو متضمن ہے **پہلا فائدہ** یہ کہ خلق و رزق دونون ساتھ ساتھ ہین یعنی جیسا تمنے اللہ کی خالقیت کو تسلیم کر لیا خود دعویٰ خالقیت نہین کرتے اسیطرح رازقیت بھی تسلیم کر لو اور رزاقی کے مدعی مت بنو یعنی اللہ تعالےٰ جیسا تخلیق و ایجاد مین یگانہ ہے ایسا ہی رزاقی اور رزق پہونچانے مین یکتا ہے اِسلیے دونون کو ساتھ ذکر کیا تاکہ بندون پر حجت قائم ہو اور اُن کو اس سے ممانعت ہو کہ اُسکے رزق کو دوسرے کی طرف سے سمجھین اور اُسکے احسان کو مخلوق کی طرف سے خیال کرین اور اللہ تعالیٰ جیسا بلا واسطہ و بلا اسباب خالق ہے اسیطرح بیواسطہ و بیسبب رازق بھی ہے **دوسرا فائدہ** یہ کہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ مین اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتلادی کہ رزق کا قصّہ گذر چکا اور اُسکی بات پختہ ہو چکی

اب قضا کسی وقت اُسمین کوئی نئی بات نہین کرتی اور زمانے کے آنے پر اُسکے آنے کا انتظار
نہین البتہ اُسکا ظہور تازہ ہوتا ہے نہ کہ ثبوت اور رزق کا لفظ دو قسم کے رزق پر بولا جاتا ہے
ایک وہ جو ازل مین مقدر ہوچکا دوسرا وہ جو بندے کے موجود ہونے کے بعد ظاہر ہونا شروع
ہوا اور اس آیت مین دونون معنون کا احتمال ہے پس اگر مراد وہ رزق ہے جو مقدر ہوچکا
اُسوقت ثُمَّ محض ترتیب ذکری کے لیے ہے **ف** اور ترتیب وقوع کے لیے نہین ورنہ لازم
آویگا کہ بعد پیدا کرنے کے رزق مقدر فرمایا حالانکہ تقدیر سابق ہے ایجاد سے **ت** اور اگر مراد
اس سے وہ رزق ہے جو بعد وجود ظاہر کیا گیا سو یہ آگاہ کرنا ہے تاکہ عبرت حاصل ہو **ف** یعنی
تخلیق کے بعد جو رزق دیا جاتا ہے وہ تو ظاہر ہی ہے پھر بتلا دینے سے کیا فائدہ جواب دیا کہ
اہل غفلت کو آگاہ کرنا مقصود ہے **ت** اور مقصود اس آیت سے جسکے لیے یہ بیان کی گئی ہے
اللہ تعالیٰ کے لیے الوہیت کا ثابت کرنا ہے گویا یون کہا جاتا ہے کہ اے غیر اللہ کے پرستش کرنیوالو
اللہ تو ایسا ہے جسنے تمکو پیدا کیا پھر روزی پونہچائی پھر تمکو موت دیگا پھر تمکو جلائیگا۔ آیا یہ اوصاف غیر اللہ
مین پاتے ہو یا کسی مخلوق مین ان اوصاف کا ہونا ممکن ہے۔ سو جو ذات ان اوصاف مین یگانہ ہے
اُسی کی الوہیت کا اقرار کرنا چاہیے اور اُسی کو ربوبیت مین واحد سمجھنا چاہیے اسیواسطے اسکے
بعد فرمایا هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ۝ یعنے آیا تمھارے شریکون مین سے کوئی ایسا ہے جو ان کامون مین سے کچھ بھی کرسکے
پاک ہے وہ اور برتر ہے اُس چیز سے کہ شریک لاتے ہین تیسری آیت رزق کے مقدمے مین یہ ہے
وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ
لِلتَّقْوٰى ۝ یعنی حکم کر واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والون کو نماز کا اور اُسپر قائم رہو ہم تمسے
روزی نہین مانگتے ہم تمکو خود روزی دینگے اور نیک انجام تقوی کا ہے اور اس آیت مین چند
فوائد ہین **پہلا فائدہ** جاننا چاہیے کہ اگرچہ مخاطب اس آیت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین مگر
اسکا حکم اور وعدہ آپ کی اُمت کے ساتھ بھی متعلق ہے پس ہر بندے کو یہی کہا جاتا ہے وَأْمُرْ
اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ
لِلتَّقْوٰى ۝ جب یہ بات سمجھ مین آگئی تو اب جاننا چاہیے کہ اے بندے اللہ تعالیٰ نے تجکو یہ فرمایا ہے

کہ اپنے گھر والون کو نماز کا حکم کر کیونکہ جیسا اسباب دنیا وی سے اُنکے ساتھ سلوک کرنا اور اُنکی حاجت کا خیال رکھنا تجھپر واجب ہے اسیطرح یہ سلوک کرنا بھی تجھپر واجب ہے، کہ اُنکو طاعت الٰہی کی طرف لاوے اور اُسکی نا فرمانی سے بچاوے اور جیسا تیرے گھر والے دُنیوی سلوک کے مستحق ہین اسیطرح سلوک اُخروی کے بھی مستحق ہین دوسرے یہ کہ وہ لوگ تیری رعیت ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم مین ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اُسکی رعیت کا حال پوچھا جاویگا اور دوسری جگہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ یعنے اپنے قرابت والے کُنبے کو ڈراو جیسا یہان فرمایا وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ **دوسرا فائدہ** دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آیت مین اوّل یہ فرمایا کہ اپنے گھر والون کو نماز کا حکم کرو پھر حکم کیا کہ تم بھی دوام کرو تاکہ یہ بات جتلا دیوے کہ یہ آیت خاص اسی مضمون کے لیے بیان کی گئی ہے کہ گھر والون کو نماز پڑھاؤ اور دوسرا مضمون تبعًا ضمنًا آگیا ہے اگرچہ بذاتِ خود وہ بھی مقصود ہو لیکن چونکہ بندہ یقینًا جانتا ہے کہ مجھکو تو نماز کا حکم ہے پس اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے بندون کو ایسے امر سے آگاہ فرما دے جسکا مہمل چھوڑ دینا ممکن ہے **ف** یعنی گھر والونکو نماز پڑھوانا **ت** اسلیے اپنے رسول کو حکم فرمایا تاکہ دوسرے لوگ بھی سُنین اور پیروی کرین پھر اسکی طرف دوڑین اور اسکی بجا آوری پر دوام کرین **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ تجھپر واجب ہے کہ اپنے گھر والونکو نماز کا حکم کرے جیسے بیوی لونڈی بیٹی اور انکے سواے جو اپنے متعلق ہون اور نماز چھوڑنے پر اُنکو مارنا بھی جائز ہے اور اللہ کے پاس تیرا یہ عذر مقبول نہین کہ مین نے تو کہا تھا مگر انھون نے سُنا ہی نہین اگر گھر والونکو یقین ہو جاوے کہ تجھپر اُنکا نماز چھوڑنا اسقدر شاق ہے جیسے کھانا بگڑ جانا یا کسی ضروری کام کا رہ جانا تو ہرگز نماز نہ چھوڑین مگر اُنکو تو عادت ہو گئی ہے کہ تو اُنسے اپنے حظوظ نفسانیہ مین مطالبہ کرتا ہے اور اللہ کے حقوق کا مطالبہ نہین کرتا اسیواسطے وہ لوگ اِن حقوق کی رعایت نہین رکھتے اور جو شخص خود نماز کا پابند ہو اور اُسکے گھر والے نماز نہ پڑھتے ہون اور وہ اُنکو تاکید بھی نہ کرتا ہو تو قیامت کے روز اُن ہی لوگونکی جماعت مین اُٹھے گا جو نماز کے ضائع کرنے والے تھے اور اگر کوئی کہے کہ مین نے تو اُن سے کہا تھا مگر اُنھون نے نہین کیا اور اُنکو نصیحت کی تھی مگر اُنھون نے نہین مانا اور مار پیٹ کی بھی سزا دی مگر وہ کسیطرح سے سیدھے ہی نہین ہوتے اب مین کیا کرون جواب یہ ہے کہ تجھکو چاہیے کہ جسکی مفارقت طلاق دیکر ممکن ہے اُس سے مفارقت کر اور جس سے مفارقت ممکن نہین اُس سے اعراض کر اور اللہ کے لیے اُنسے

فائدہ (۲) ع

اس تدبیر کو تعمیم فرمایا ہے اور جو تدبیر آخرت کے لیے ہو وہ محمود ہے ۱۲ ملفوظات شریف

بولنا چھوڑ دے کیونکہ اللہ کے لیے کسی سے جُدا ہونا اللہ سے وصل کرتا ہے **تیسرا فائدہ** یہ جو فرمایا کہ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا یعنی نماز پر صبر کرو اور قائم رہو اسمین اشارہ ہے کہ نماز مین نفس کو کسیقدر تکلیف ہوتی ہے جو نفس پر شاق ہے کیونکہ نماز ین لوگونکے لذات واشغال کے وقت مین آتی ہین اور تقاضا کرتی ہین کہ سب کو چھوڑ کر اللہ کے روبرو کھڑا ہو اور غیر اللہ سے بالکل فارغ ہوجا دیکھو صبح کی نماز کیسے نیند کے عزیز اوقات مین آتی ہے اور اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اپنے حظوظ میرے حقوق کیلیے اور اپنی مراد میری مراد کیلیے چھوڑ دے اسیواسطے صبح کی اذان مین خاص کرکے دوبارہ یہ پڑھا گیا اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ رہی ظہر کی نماز وہ بھی قیلولے کے اور محنت او مشقت سے رجوع کرنے کے وقت آتی ہے رہی عصر کی نماز وہ بھی ایسے وقت آتی ہے کہ لوگ اپنی تجارتون اور پیشون مین غرقاب ہوتے ہین اور اسباب دنیوی پر متوجہ ہوتے ہین رہی مغرب کی نماز وہ بھی کھانا کھانے کے اور اپنے بدن کی اصلاح و اہتمام کے وقت آتی ہے رہ گئی عشا کی نماز وہ بھی ایسے وقت مین آتی ہے کہ دن بھر کا تکان ہوتا ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا اور فرمایا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى یعنی چوکسی کرو سب نمازونکی اور خصوصًا نماز عصر کی اور فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا یعنی نماز اہل ایمان پر لکھی ہوئی اور وقت مقرر کی ہوئی ہے اور فرمایا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ یعنے نماز قائم کرو اور دلیل اسکی کہ نماز کے اہتمام رکھنے مین تکلیف عبودیت ہے اور اُسکا اہتمام خلاف مقتضاے بشریت ہے یہ ارشاد خداوندی بس ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ یعنے سہارا چاہو صبر اور نماز کا۔ نماز بیشک بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والون پر پس صبر اور نماز کو ایک ساتھ لانا اشارہ ہے کہ نماز مین کئی طرح کے صبر کی حاجت ہے ایک صبر کرنا اُسکی پابندی اوقات پر دوسرے بجا آوری واجبات وسُنن پر تیسرے دفع غفلت کے اسباب پر اسیواسطے اُسکے بعد یون فرمایا وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ سو نماز کو علیحدہ کرکے بیان کیا اور صبر کو جُدا بیان نہین کیا کیونکہ اگر صبر کا ذکر ہوتا تو یون فرماتے وَاِنَّهٗ لَكَبِيْرٌ **ف** کیونکہ صلٰوۃ مؤنث ہے اور صبر مذکر ت پس اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ صبر اور صلٰوۃ دونون باہم لازم وملزوم ہین گویا دونون ایک ہی چیز ہین جیسے دوسری آیت مین ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ یعنے اللہ اور رسول کا راضی رکھنا زیادہ لائق ہے اور فرمایا وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فائدہ صبر و فضائل نماز

۴ ای انہا لکبیرۃ علی الامارۃ وان الخاشعین ای المطمئنین ۱۲ ملفوظ

یعنے جو لوگ جمع کرکے رکھتے ہین سونا اور چاندی اور صرف نہین کرتے اسکو اللہ کی راہ مین اور فرمایا وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَةً اَوۡ لَهۡوَا ۨانۡفَضُّوۡۤا اِلَيۡهَا یعنے جب دیکھتے ہین وہ لوگ تجارت یا کھیل کو چلے جاتے ہین اسکی طرف پس اچھی طرح سمجھ لو **ف** مقصود ان سب مثالون سے یہ ہے کہ جیسے ان آیتون مین دو دو چیزون کا ذکر فرما کر ضمیر مفرد کی لائے اور مقصود دونون چیزین ہین مگر تلازم کی وجہ سے ضمیر ایک پر اکتفا کیا مثلاً يُرۡضُوۡهُ کی ضمیر مین اللہ اور رسول دونون مقصود ہین لَا يُنۡفِقُوۡنَهَا کی ضمیر مین ذہب و فضہ دونون مقصود ہین اِنۡفَضُّوۡۤا اِلَيۡهَا کی ضمیر مین لہو تجارت دونون مقصود ہین اسیطرح آیت ما فیہ البحث مین بھی اِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ ضمیر مفرد کی لائے جو بوجہ تانیث کے صلوٰۃ کی طرف راجع ہے مگر مقصود صبر و صلوٰۃ دونون ہین باہم ان دونون کا تلازم موجب اکتفاے ضمیر واحد ہوگیا فافہم **ت** اور نماز کی بڑی شان ہے اور اللہ کے نزدیک اسکی بڑی قدر ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ‌ؕ یعنے بیشک نماز باز رکھتی ہے بیحیائی اور بری بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ سب اعمال مین افضل عمل کون ہے آپنے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے کو سب سے زیادہ قرب خداوندی سجدے مین میسر ہوتا ہے اور ہمنے غور کرکے دیکھا تو نماز مین اتنی عبادتین جمع ہین کہ دوسرے عمل مین نہین مثلاً پاک ہونا خاموش رہنا کلام دنیا سے قبلے کی طرف رخ کرنا تکبیر کے ساتھ شروع کرنا قرآن پڑھنا کھڑا ہونا جھکنا سجدہ کرنا رکوع و سجود مین اللہ کی پاکی بیان کرنا سجدے مین دعا کرنا اور بہت سی عبادتین ہین پس نماز متعدد عبادتون کا مجموعہ ہے کیونکہ صرف ذکر کرنا ایک مستقل عبادت ہے صرف قرآن پڑھنا ایک عبادت ہے اسیطرح تسبیح و دعا اور رکوع و سجود و قیام انمین ہر عمل جداگانہ عبادت ہے اور اگر اندیشہ تطویل کا نہوتا تو نماز کے اسرار و انوار مین ہم تفصیلی گفتگو کرتے اس مقام پر اتنی ہی جھلک کافی ہے وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ **چوتھا فائدہ** فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا نَسۡـئَلُكَ رِزۡقًا‌ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ‌ ؕ یعنی ہم تمسے یہ نہین سوال کرتے کہ تم اپنے کو یا اپنے گھر والون کو رزق دو اور ہم تمکو یہ حکم کیسے کرین اور یہ تکلیف کسطرح دین کہ تم اپنے کو رزق دو حالانکہ تمکو اسکی قدرت نہین اور ہماری شان کے کب لائق ہے کہ تمکو خدمت کرنے کو کہین اور تمہاری روزی کا سرانجام نہ کرین گویا جب خداے تعالیٰ نے جانا کہ لوگونکو رزق طلب کرنا دوام طاعت مین خلل انداز ہوگا اور یہ فکر فراغ طاعت سے مانع ہوگی اسلیے اپنے رسول کو

ف ۱ پوچھا صحیحین مین اول عمل کی [illegible] افضل قال الصلوٰۃ لوقتہا ثانی قال صلی اللہ علیہ وسلم المصلی یناجی ربہ ۳ قال صلی اللہ علیہ وسلم اقرب ما یکون العبد من ربہ فی السجود ۱۲ تنویر ۴ کوئی مخدوم کسی بزرگ سے بیعت ہوا انھون نے پابندی جماعت کا عہد لیا اکثر اوقات مین گرمی مجلس [illegible] مین اذان ہوتی وہ چھوڑ چھاڑ اٹھ جاتا آخر وہ خود بھی اور دوسرے لوگ بھی [illegible] اسکے اسطرح جانے [illegible] ۱۲ ملفوظ شریف

ف ۵ [illegible] ۱۲ ملفوظ شریف

خطاب فرمایا تاکہ اور لوگ سُنین پس فرمایا وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا
نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ یعنی تم ہماری خدمت بجالاؤ ہم اپنی روزی کا تمھارے لیے سرانجام کرین اور یہ
دو چیزین ہین ایک چیز کا تو اللہ کفیل ہوگیا ہے اُس سے بدگمانی مت کر یعنی رزق دوسری چیز تجھسے
طلب کی ہے اسکو مت چھوڑ یعنی عبادت پس جو شخص اللہ کے ذمّے کی ہوئی چیز کی تحصیل مین لگکر
اُسکی طلب کی ہوئی چیز کو چھوڑ بیٹھا یعنی رزق کے پیچھے عبادت چھوڑ دی اُسکی بڑی جہالت اور
سہت غفلت ہے اور جگانے سے بھی نہین جاگتا بلکہ بندے کو سزاوار ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے طلب کیا
اُسمین لگ جاوے اور جسکی اُسنے خود ذمّے داری کر لی ہے اُس سے بیفکر رہے حق سبحانہٗ و تعالےٰ
جب منکرین کو رزق دیتا ہے تو مومنین کو کیسے نہ دیگا اور اہل کفر پر جب رزق جاری کر رکھا ہو تو اہل
ایمان پر کیسے جاری نہ فرماویگا پس اے بندے تجکو معلوم ہو گیا کہ دُنیا کا تو ذمہ ہو گیا اسقدر کہ تیری
کجی کو سیدھا کر دے یعنی بقدر کفایت اور آخرت کی تجھسے طلب ہے یعنی آخرت کے لیے عمل کرنا فرمایا
اللہ تعالیٰ نے وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى یعنی توشہ لے لو بیشک اچھا توشہ تقوی ہے
پس تیری عقل بصیرت کسطرح ثابت ہو حالانکہ تجھکو مضمون کے اہتمام نے مطلوب کے اہتمام سے
غافل کر رکھا ہے یہانتک کہ کسی بزرگ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دُنیا کی کفالت کی اور
آخرت کو طلب فرمایا کاش آخرت کی کفالت فرما لیتے اور دنیا طلب کرتے اور نَحْنُ نَرْزُقُكَ صیغہ
مضارع سے اسلیے لائے تاکہ استمرار و دوام پر دلالت کرے کیونکہ اَنَا اُكْرِمُكَ صیغہ مضارع کو
ساتھ وَاَكْرَمْتُكَ ماضی کے ساتھ برابر نہین کیونکہ اَنَا اُكْرِمُكَ کے معنی تو یہ ہین کہ بار بار اکرام ہوتا
ہے اور اَنَا اَكْرَمْتُكَ ماضی سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ ماضی مین اکرام ہو چکا تکرار و دوام
پر دلالت نہین پس نَحْنُ نَرْزُقُكَ کے یہ معنی ہوئے کہ ہم بار بار ہمیشہ رزق دیتے رہتے ہین
اپنی منت تمسے معطل نہین کرتے اپنی نعمت تم سے منقطع نہین کرتے اور جیسا ہمنے بندونپر ایجاد
احسان کیا اسیطرح دوام امداد کا سرانجام کیا اسکے بعد فرمایا وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى یعنی انجام
کی بھلائی تقوے کے لیے ہے گویا یون ارشاد ہوتا ہے کہ ہمکو معلوم ہے کہ جب تم اسباب دنیا سے
مُنہ موڑکر اور اُسکے اشتغال کو چھوڑ کر ہماری خدمت مین لگے رہوگے اور ہماری طاعت کی
طرف متوجہ رہوگے تو تمھارا رزق امیرون کا سا اور تمھارا عیش فراغت والونکا سا نہ ہوگا

لیکن اس حالت پر صبر کیجیو کیونکہ عاقبت کی خوبی اہل تقوی ہی کے لیے ہے جیسا اس آیت سے
اول فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ٥ یعنے اپنی آنکھین مت بڑھاؤ اُس چیز کی طرف
کہ فائدہ دیا ہمنے اُس سے کفار کی جماعتون کو وہ رونق ہے زندگی دنیا کی تاکہ ہم اُسمین اُنکو فتنے
مین ڈالین اور روزی تیرے پروردگار کی اچھی ہے اور زیادہ باقی رہنے والی اگر کوئی اعتراض
کرے کہ تقوے کے ساتھ عاقبت ہی کو کیون مخصوص فرمایا کیونکہ اہل تقوی کو تو حُسن عاقبت کے ساتھ
دُنیا مین بھی مزے کا عیش ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً یعنے جو شخص نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت مگر
مومن ہو زندگی دینگے ہم اُسکو اچھی زندگی جواب سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالی بندونسے اُنکی عقل کے
موافق خطاب فرماتا ہے گویا یہ معنی ہوئے کہ اے بندو اگر تمکو یہ خیال ہے کہ اہل غفلت کے عمدہ ان
کے لیے دُنیا ہے تو اہل تقوی کے لیے عقبی ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ پس لوگون سے اُنکی عقل
و فہم کے موافق خطاب فرمایا جیسا آیا ہے اللہ اکبر اگرچہ کوئی اُسکے سوا بڑائی نہین رکھتا جو اُس
کہنے کی ضرورت ہو کہ اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے لیکن چونکہ نفوس آثار قدرت کی بڑائی مشاہدہ کرتے
ہین جیسا خود فرمایا لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُونَ ٥ یعنے البتہ پیدایش آسمانون اور زمین کی بہت بڑی ہے پیدایش سے آدمیونکی
لیکن اکثر لوگ نہین جانتے پس گویا یون کہا گیا کہ اگر تم کو کسی شے مین خواہ مخواہ بڑائی نظر ہی آتی
ہے تو اللہ اُس سے بھی بڑا ہے اور ہر بڑے سے بڑا ہے جیسے آیا ہے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
یعنی نماز زیادہ بہتر ہے سونے سے بجاے اسکے اگر یون کہا جاتا کہ سونے مین بالکل بہتری نہین
تو نفوس یون کہتے کہ ہم تو اُسکی لذت اور راحت دیکھ چکے ہین اسلیے اُنکے علم کو تسلیم کر کے
کہا گیا کہ جسکی طرف ہم تم کو بُلاتے ہین یہ اُس سے زیادہ بہتر ہے جس سے علٰحدہ کرنا چاہتے ہین
یعنی نماز سُونے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ جس سونے کی طرف تم مائل ہو رہے ہو وہ بے بقا ہی
اور جسکی طرف بُلا رہے ہین وہ ایسا معاملہ ہے جسکی جزا ہمیشہ باقی رہے گی کبھی فنا نہوگی اور
اللہ کے پاس کی چیزین زیادہ بہتر ہین اور زیادہ باقی رہنے والی ہین **فائدہ جلیلہ** جاننا چاہیے

۵ یعنے سورۂ قصص آیت ۶ وما عند اللہ خیر و ابقی ۱۲ مترجم

کہ جنکو اللہ کی طرف کی سمجھ ہے اُنکو اِس آیت نے یہ بتلا دیا کہ اللہ کے رزق کو کیونکر ڈھونڈھین سو جب اُنپر اسباب معیشت تنگ ہونگے وہ زیادہ خدمت و اطاعت کرینگے وجہ یہ ہے کہ اِس آیت نے یہ بات اُنکو بتلائی ہے تم خیال نہین کرتے اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ سو وعدہ رزق کا دو امر کے بعد فرمایا ایک گھر والونکو نماز پڑھوانا دوسرے خود اُسکی پابندی کرنا اِن دونون امر کے بعد فرمایا نَحْنُ نَرْزُقُكَ پس اہل معرفت سمجھ گئے کہ جب روزی کی راہین بند ہون دروازہ رزق کو اسطرح کھولنا شروع کرین کہ رزاق سے معاملہ اچھا رکھین یہ نہین جیسے اندھے غافلونکی عادت ہے کہ جب اسباب دنیا تنگ ہوئے انھون نے اور زیادہ مشقت شروع کی اور غفلت والے دل اور بھولی ہوئی عقل سے اور بھی دنیا پر پڑ گئے اور اہل معرفت ایسا معاملہ کیون نہ کرتے جب اللہ کا حکم سُن چکے کہ فرماتا ہے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا یعنی گھر والو مین اُنکے دروازون سے داخل ہوا اُنکو یقین ہوا کہ رزق کا دروازہ رزق دینے والے کی طاعت ہے پھر نافرمانی سے رزق کیسے طلب کیا جاوے اور اُسکی مخالفت سے کیونکر باران فضل کی درخواست کیجاوے حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ کی نعمتین اُسکو ناراض کرکے نہین ملتین یعنی بدون اطاعت روزی نہین مانگی جاتی اور اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک جگہ واضح فرمادیا وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اُسکے لیے کوئی راہ نکال دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسکو روزی دیتا ہے کہ اُسکا گمان بھی نہ تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَّاءً غَدَقًا یعنی اگر وہ لوگ سیدھی راہ پر مستقیم رہتے تو ہم اُنکو فراغت کا پانی دیتے اور بہت سی آیتین ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ دونون رزق کی کنجی ہے دُنیا کے رزق کی بھی اور آخرت کے رزق کی بھی جیسے فرمایا وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ یعنی اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم اُنکی بُرائیان دور کردیتے اور اُنکو نعمت کی بہشتون مین داخل کرتے اور اگر وہ لوگ قائم رکھتے توراۃ کو اور انجیل کو اور اُس کتاب کو جو اُتاری گئی ہے اُنکی طرف اُنکے رب کی طرف سے یعنی قرآن تو البتہ کھاتے وہ اپنے اوپر سے اور نیچے سے یعنی اوپر سے تو بارش ہوتی اور نیچے سے پیداوار کیس حیح ہوجاتی

وتعالیٰ نے اُسکو ظاہر کردیا کہ اگر وہ لوگ توریت اور انجیل کو قائم رکھتے یعنی اُنکے احکام پر عمل کرتے تو اوپر نیچے سے اُنکو کھانے کو ملتا یعنی ہم اُنپر روزی کو فراخ کرتے اور ہمیشہ اُنپر خرچ کرتے رہتے مگر اُنھون نے تو جو ہم چاہتے تھے وہ نہین کیا اسلیے ہمنے بھی جو وہ چاہتے تھے نہین کیا یعنی اُنھون نے طاعت کی اور ہمنے وسعت کی

چوتھی آیت

مقدمۂ رزق مین یہ ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۰ یعنی نہین کوئی جاندار زمین پر چلنے والا مگر اللہ کے ذمے ہے اُسکی روزی اور جانتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے قرار کی جگہ اور سپردگی کی جگہ سب موجود ہے کھلی کتاب مین اِس آیت نے حق تعالیٰ کا کفیلِ رزق ہونا صاف بتلا دیا اور تمامی وسوسون اور خطرون کو اہل ایمان کے قلوب سے مٹا دیا اگر کبھی خطرات آنا چاہتے ہین تو لشکر ایمان اور توکل کے اُنپر حملہ کرکے بھگا دیتے ہین جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ یعنے بلکہ ہم پھینک مارتے ہین حق کو باطل پر وہ اُسکا بھیجا نکال دیتا ہے پس یکایک جاتا رہتا ہے پس اپنے اس ارشاد سے کہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا اپنے بندونکی کفالت فرمائی تاکہ صفت مودت کی ساتھ اُسکی معرفت ہو اگرچہ یہ اُسکے ذمے واجب نہین بلکہ اپنی ذات پر بطور کرم واحسان کے لازم ٹھیرالیا پھر یہ کہ اِس کفالت کو عام فرما دیا گویا معنی آیت کے یہ ہوے کہ اے شخص میری کفالت اور رزاقی کچھ تیرے ساتھ مخصوص نہین بلکہ زمین پر جتنی جاندار ہین مین سب کا ذمے دار اور روزی رسان ہون اِس سے میری کفالت کی وسعت اور استغناے ربوبیت اور احاطۂ قدرت کو قیاس کرلے اور میرے کفیل ہونے پر وثوق کر اور مجھکو کارساز سمجھ سو ہر گاہ تو میری تدبیر ورعایت وکفالت کو اور حیوانات کے لیے دیکھتا ہے سو تو تو اشرف الانواع ہے اور زیادہ مستحق ہے کہ میری کفالت پر وثوق کرے اور میرے فضل پر نظر رکھے دیکھو اللہ تعالیٰ نے کسطرح فرمایا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ یعنی ہمنے بنی آدم کو بزرگی دی دوسرے حیوانات پر اسطرح کہ اُنکو اپنی خدمت کے لیے حکم کیا اور اپنی بہشت مین داخل کرنے کا وعدہ فرمایا اور اپنی درگاہ مین بُلایا اور انسان کا مکرم ہونا بہ نسبت دوسری مخلوقات کے یون واضح ہوتا ہے کہ تمام مخلوق اسکے لیے پیدا ہوئی اور یہ درگاہ خداوندی کے لیے پیدا ہوا مین نے اپنے شیخ ابو العباس رح سے سُنا ہے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ابن آدم مین نے تمام اشیاء کو تیرے لیے پیدا کیا اور تجکو اپنے لیے

ایک رزق مضمون کہلاتا ہے اور دوسرا رزق مقسوم ہے موعود ہے تیسرا مبسوط چوتھا معلوم ۱۲ ملفوظات شریف

۵۲

اے بالمعرفۃ وا بعقل ۱۲ ملفوظات شریف

پیدا کیا سو اپنی مملوک مین لگ کر مالک کو مت بھول اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے
وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ یعنی زمین کو مخلوق کے لیے پیدا کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَسَخَّرَ
لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ یعنی تمہارے کام مین لگا رکھا ہے جو کچھ
آسمانون مین ہے اور زمین مین سب کو اپنی طرف سے اور مین نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے
فرماتے تھے کہ تمام کائنات تیرے غلام ہین کہ اُنکو تیرے کام مین لگا رکھا ہے اور تو غلام درگاہ ہے
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ یعنی اللہ
ایسا ہے جسنے پیدا کیے سات آسمان اور زمین سے بھی اتنی ہی نازل ہوتا ہے حکم ان سب مین تاکہ
تم جانو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ نے گھیر لیا ہے ہر چیز کو علم سے سو اللہ تعالیٰ
نے یہ بیان کر دیا کہ تمام آسمان و زمین اسی لیے پیدا ہوئے ہین کہ تجکو علم حاصل ہو جب تجکو معلوم ہو گیا
کہ تمام کائنات تیرے ہی لیے پیدا ہوئے ہین خواہ برتنے کو یا نظر و فکر کرنے کو کہ یہ بھی ایک نفع ہی تو اب
یہ جاننا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزون کو تیری خاطر پیدا کیا ہے جب اُنکو رزق دیتا ہے تو تجکو
کیسے نہ دیگا تم نے یہ آیت نہین سنی وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ یعنی تمہارے
لیے پیدا کیا میوہ اور گھاس تمہارے فائدے کو اور تمہارے چار پایون کے فائدے کو اور جملہ
يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا کفیل ہونے کی تاکید ہے یعنی کسی جاندار کا مقام اور حال اُسپر
مخفی نہین بلکہ سب جانتا ہے اور ہر ایک کے پاس اُسکا حصّہ پہونچاتا ہے **پانچوین آیت**
مقدمۂ رزق مین یہ ہے وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ
لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ یعنی آسمان مین ہے تمہارا رزق اور جس چیز کا تمسے وعدہ ہے پس
قسم ہے پروردگار آسمان و زمین کی کہ یہ بات سچی ہے جیسے تم بول رہے ہو اور یہ وہ آیت ہے جسنے
شکوک اہل ایمان کے قلوب سے دھو ڈالا اور اُنکے قلوب مین انوار یقین کو روشن کر دیا پس اُن قلوب
اصل مقصود کے علاوہ بہت سے زائد مضامین وارد کیے چونکہ اُسمین فوائد تھے کیونکہ یہ آیت اتنی چیزونکو
شامل ہے ذکر رزق محل رزق قسم کھانا اسپر تشبیہ دینا ایسے امر سے جسمین ذرا خفا نہین اب ہمکو
چاہیے کہ سب فوائد ایک ایک کرکے بیان کرین **پہلا فائدہ** جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ

فائدہ اول

معلوم ہے کہ نفس کو مقدمۂ رزق مین بڑا اضطراب ہوتا ہے اِسلیے بار بار اُسکا ذکر فرمایا چونکہ اُسکے
عوارض قلوب پر بار بار وارد ہوتے ہین جیسے جب معلوم ہو کہ شبہہ جانب مقابل کے دلمین بہت
جما ہوا ہے دلیل کو بار بار بیان کیا جاتا ہے جسطرح اللہ تعالیٰ نے قیامت کے حق ہونے پر متعدد آیتون
مین استدلال فرمایا چونکہ ملحدین اسمین بہت اضطراب کرتے ہین اور اسکو مستبعد سمجھتے ہین کہ جب آدمی
کے جوڑ علیحدہ ہو گئے اُسکی ترکیب مضمحل ہو گئی اور مٹی ہو گیا یا درندون اور کیڑے مکوڑون نے کھا لیا
پھر وہ زندہ ہوا اسلیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین بہت سے دلائل بیان کیے ایک اُنہین سے یہ
آیت ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۰ قُلْ يُحْيِيْهَا
الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ یعنی بیان کی انسان نے ہمارے لیے کہاوت اور بھول گیا اپنی
پیدایش کو کہتا ہے کون جلاویگا ہڈیون کو جب وہ گل گئی ہون اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیدو
کہ اُنکو وہی جلاویگا جسنے پہلی بار پیدا کیا اور دوسری آیت مین فرمایا وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ یعنے
دوبارہ پیدا کرنا تو اللہ کو اور بھی آسان ہے اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى
یعنے جسنے زمین کو زندہ کیا وہی مُردون کو زندہ کریگا ایسا ہی جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ مقدمۂ
رزق مین نفس کا اضطراب بہت بڑھا ہوا ہے اِسلیے اسکی دلیل کو کئی آیتون مین مؤکد فرمایا بعضی
آیتین تو گذر چکین اور بعض ہمنے ذکر نہین کین چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات لوگونکے نفسونکی معلوم
تھی کبھی یون فرمایا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ کبھی یون فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ
کبھی یون فرمایا نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ کبھی یون فرمایا اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ
رِزْقَهٗ ۚ یعنے بھلا جو تمکو روزی دیتا ہے اگر اپنی روزی بند کرلے تو تم کیا کرلو اور اس مقام پر
فرمایا وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۰ تاکہ رزق کا مقام معلوم ہو جاوے پھر قلوب کو
تسکین ہو جاوے اور مقام مبہم رکھنے کے ساتھ جو ذمہ داری ہے وہ اُس مرتبہ کی نہین جو
مقام بیان کردینے کے ساتھ ہے گویا یون ارشاد ہے کہ ہمپر واجب تو نہین کہ تمھارے رزق کا
مقام بیان کردین بلکہ تمھارا رزق ہمارے پاس ہے جب اُسکا وقت آئیگا تمھارے پاس پہونچادینگے
اور ہمارے ذمے اُسکا بیان کرنا ضرور نہین مگر پھر بھی اپنے لطف و رحمت و فضل و منت سے
مقام رزق کا بیان فرمادیا تاکہ بھروسا زیادہ ہو اور شک بالکل دفع ہو جاوے اور اسمین ایک

۵ دفعہ الاضطراب بما قال اللہ تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر ملفوظ شریف

اور بھی فائدہ ہے وہ یہ کہ مقام جو بیان کر دیا اسمین طالب کی توجہ مخلوق سے بالکل اُٹھ گئی اور یہ
کہ بجز بادشاہ حقیقی کے کسی سے طلب نکرین کیونکہ جب تیرے قلب مین کسی مخلوق کی طرف سے طمع
آئی یا کسی سبب پر حوالہ آیا تبھی ارشاد ہوا وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ یعنی اے
روزی ڈھونڈھنے والے زمین مین مخلوق سے کہ جو خود ضعیف عاجز ہے تیرا رزق اُسکے پاس نہین
وہ تو میرے پاس ہے اور مین حکومت والا قدرت والا ہون اسیوجہ سے کسی اعرابی نے جو یہ آیت
سُنی تو اپنی اونٹنی ذبح کر ڈالی اور سب چھوڑ چھاڑ کر اللہ کی طرف بھاگا اور کہتا تھا سبحان اللہ
میرا رزق تو آسمان مین ہے اور مین اُسکو زمین مین ڈھونڈھتا ہون سو خیال کر تجھپر اللہ کی مہر ہو کہ
وہ اللہ کی بات کو کیسے سمجھا کہ مقصود اللہ تعالیٰ کا یہی ہے کہ اپنے بندون کی ہمتین اپنی طرف متوجہ کرکے
اور اُنکی رغبت اُسی چیز مین ہو جو خدا کے پاس ہے جیسا دوسری آیت مین فرمایا وَاِنْ مِّنْ
شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝ یعنے کوئی ایسی چیز نہین
جو ہمارے یہان ڈھیر کے ڈھیر نہون اور ہم ایک معیّن اندازے سے زیادہ نازل نہین کرتے
یہ بھی اسی لیے فرمادیا تاکہ ہمتین اُسکے دروازے کی طرف بڑھین اور تاکہ قلوب اُسکی درگاہ
کی طرف جُھکین سو خدا کی تجھپر عنایت ہو آسمان والا بلندی والا بُن زمین والا پستی والا مت ہو
اسیواسطے کسی نے کہا ہے ؎ جب تجھے پانی ندے دستِ لئیم + رکھ قناعت سے شکم کو تو بھرا +
ہو اگرچہ جسم تیرا خاک پر + رہ مگر ہمت سے بالائے سما + جان دینا سہل ہے لیکن ہے سخت + آبرو کھو
کے کرنا التجا + اور مین نے اپنے شیخ ابو العباسؒ سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ واللہ مینے کسی بات مین عزت نہ دیکھی مگر اسمین
کہ مخلوق سے امید اُٹھائی جاوے اور اس مقام پر اللہ کا ارشاد یاد کر کہ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اللہ ہی کی ہے
عزت اور رسول کی اور مؤمنین کی پس اللہ تعالیٰ نے جو عزت مؤمن کو دی ہے اُس سے اُسنے اپنا قصد مولیٰ کی طرف
متوجہ کر دیا اور اللہ پر وثوق کیا نہ اور کسی پر اور اللہ سے شرم کر کہ اُسنے تجھکو خلعت ایمان پہنایا
اور زینت معرفت سے آرایش دی اِسکے بعد بھی تجھپر غفلت و نسیان غالب ہے کہ مخلوق کی طرف
راغب اور غیر اللہ سے جود و احسان کا طالب ہے اسیواسطے کسی نے کہا ہے ؎ مجھے اُسنے
علم حقائق دیا + کرم مجھپہ خالق نے کیا کیا کیا + کیا مُطّلع مجکو ملکوت پر + مین اسپر بھی اوروں سے
مانگون گا کیا + اگر تجکو نفس غافل کہے کہ اپنی حاجت مخلوق کی طرف لیجا سو تو اُسکی طرف لیجا

جسکی طرف وہ مخلوق بھی اپنی حاجت لیجاتی ہے اور نفس کو یہ بات بڑی سہل ہے کہ تو اُسکی خواہش پورا کرنے کے لیے اپنے ایمان کی بیقدری کرے اور اُسکی آرزو حاصل کرنے کے لیے اپنے کو خوار کرے جیسا کسی نے کہا ہے ؎ نفس نے بس اپنی عزت کے لیے ٭ میری ذلت کو گوارا کر لیا ٭ کہتا ہی یحیی بن اکثم سے تو مانگ ٭ مین کہا کر رب یحیی سے دعا ٭ اور مومن کے لیے یہ امر نہایت زشت ہے کہ باوجود یقین وحدانیت اور یگانگی ربوبیت اللہ تعالی کے پھر اورون کے روبرو اپنی حاجت پیش کرے حالانکہ اللہ تعالی کا ارشاد سُن رہا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا اللہ تعالی اپنے بندے کو کافی نہین اور یہ امر یون تو ہر شخص سے زشت ہے مگر مومن سے ہو تو زشت تر ہے اور اِس ارشاد خداوندی کو یاد کرنا چاہیے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ یعنی اے ایمان والو پورا کرو عہدون کو اور جو عہد تو نے اللہ تعالی سے کیے ہین اُنمین سے ایک بھی ہے کہ اپنی حوائج اور کسی سے پیش نکریگا اور اُسی پر توکل کریگا اور یہ عہد اُس اقرار ربوبیت سے لازم آتا ہے جو یوم میثاق مین اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب مین ہوا تھا یہ کیسی بات ہے کہ وہان تو اُسکی معرفت اور توحید حاصل تھی یہان آکر بھلا دیا حالانکہ اُسکے احسانات تجھپر پیاپے ہو رہے ہین اور اُسکے فضل و منت نے تجھکو گھیر رکھا ہے جیسا کسی نے کہا ہے ؎ دلمین میرے گھر تمھارا ہو گیا ٭ اب نہ لیلی اور نہ شیرین کی ہے جا ٭ آپ کو جانا تھا مین میثاق مین ٭ کیا بڑھاپے مین تمھین دونگا بھلا ٭ اور خلق سے ہمت کو بلند رکھنا ہی فقرا کی میزان اور مردونکی پہچان ہے اور جیسے اجسام کا وزن کیا جاتا ہے ایسے ہی احوال و صفات کا بھی وزن کیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ یعنی وزن کو عدل کے ساتھ قائم رکھو تاکہ سچا اپنی راستی سے اور مدعی اپنی آمیزش سے ظاہر ہوجاے اور اللہ تعالی اہل ایمان کو اُس حالت پر نچھوڑیگا جسمین اب ہو یہانتک کہ گندے کو پاک سے الگ کردے اور حق سبحانہ و تعالی نے اپنی حکمت و منت سے مدعی فقیرون کو اسطرح جانچا کہ جو کچھ اُنکے اندر حب دنیا و شہوت پوشیدہ تھی اُسکو ظاہر کر دیا پھر اُنھون نے اپنے کو دنیادارون کے روبرو دبلے قدر کر دیا اُنسے بے تکلفی کرتے ہین اُنسے نرمی کرتے ہین اُنکی خواہشون پر اُنکی موافقت کرتے ہین اُنکے دروازون پر دھکے کھاتے ہوے جاتے ہین بعضون کو تو دیکھیے گا کہ دلھن کی طرح بناؤ سنگار کرتے ہین ظاہری اصلاح مین پھنس رہے ہین باطن کی اصلاح سے غافل ہین اور حق سبحانہ و تعالی نے اُن لوگون پر ایک ھتبہ لگا دیا جس سے اُنکا عیب ظاہر ہوگیا اور سب اترا پترا کھل گیا سوا اگر اللہ تعالی کے ساتھ معاملہ سچا کرتے ہین تو اُنکی نسبت کہا جاتا عبد اللہ یعنی

ف اسی واسطے بزرگون نے اکرم سوال فحش کو حق نفس مین فرمایا ہے ۱۲ ملفوظ شریف

ف بعضون سے زبت کہا ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ۱۲ مترجم

یعنی خدا کا بندہ اور اللہ والا اب ناراستی کے وبال مین اس نسبت سے نکلکر یون کہا جاتا ہے شیخ الامیر یعنی فلان امیر کا شیخ اور اُستاد **ف** وہ دُعیّہ یہ ہی ہے کہ پہلے خدا کی طرف نسبت ہوتی اب امیر کی طرف ہونے لگی **ع** بہ بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا + **ت** یہ لوگ اللہ پر جھوٹ بولنے والے ہین لوگون کو اولیاء اللہ کی صحبت سے روکنے والے ہین کیونکہ عوام لوگ جو انکی حالت دیکھتے ہین وہ سب اللہ والون کو اسی پر قیاس کر لیتے ہین خواہ سچا ہو یا جھوٹا سو یہ مدعی لوگ اہل تحقیق کی آڑ ہین اور آفتاب توفیق کے بادل ہین **ف** یعنی جیسا آڑ اور بادل مین اشیا و انوار چھپ جاتے ہین اسیطرح اچھے لوگ ان جھوٹون مین چھپ جاتے ہین **ت** یہ لوگ اُنکے نقارے بجا رہے ہین اور اُنکے نشان کھولے کھڑے ہین اور اُنکی زرہین پہن رکھی ہین **ف** مطلب یہ کہ اُنکی سی وضع بنائے ہوئے ہین **ت** جب حملہ ہوگا اُلٹے پاؤن بھاگینگے **ف** یعنی امتحان کے وقت جھوٹے نکلین گے **ت** زبانین دعوے مین چلتی ہین دل تقوے سے بالکل خالی ہین کیا اُنھون نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہین سُنا لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ صادقین سے اُنکے صدق کی تحقیق کریگا کیا تو سمجھ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ صادقین سے پوچھے گا ان مدعیون کو بے پوچھے چھوڑ دیگا کیا اُنھون نے یہ ارشاد نہین سُنا وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان منافقون سے کہدو کہ تم اپنے کام کیے جاؤ اللہ تعالیٰ تمھارے عمل دیکھ رہا ہے اور پیغمبر اور اہل ایمان بھی دیکھ رہے ہین اور قریب ہے کہ لوٹائے جاؤ گے طرف جاننے والے چھپے اور کھلے کے پھر تمکو خبر دیگا اُس چیز کی جو تم کرتے تھے پس یہ لوگ وضع تو سچے لوگون کی ظاہر کرتے ہین اور عمل اعراض والون کا سا ہے جیسا کہا گیا ہے۔ **ے**

خیمے تو ایسے ہین جیسے اُن کے تھے	عورتین اُن عورتون کے ہین سوا
مین قسم کھاتا ہون ذات پاک کی	لوگ کرتے ج ہین جس کے بیت کا
آگیا جب کوئی خیمہ بھی نظر	سامنے ہو کر کھڑا ردتا رہا

پس تجکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اپنی ہمت مخلوق سے بلند رکھنا یہ اہل طریقت کی زینت اور اہل حقیقت کی علامت ہے اور اس مضمون مین ہمارے اشعار ہین **ے**

وہ لگی کرنے جو شکوہ دہر کا
شکوہ کیون کرتی ہے ایسے دہر کا
مجکو گمنامی سے کیا نقصان ہے
کیون نہ لوگون سے بچاؤن آبرو
کیون کرون ظاہر مین اُنسے اپنا فقر
مانگون کیون مخلوق سے خالق کا رزق
ہے بڑی کم ہمتی عاجز سے گر
مانگ رزق اللہ سے جس کا کرم
التجا کر اُس سے پائے گا مراد

پھیر کر رُخ اُس سے یہ لے یون کہا
جس سے مطلق ہو نہ امید وفا
بدر کو کیا ہو چھپا یا ہو کھلا
کیون نہ دیکھین ٹھاٹھ شاہانہ مرا
سب کے سب عاجز ہین جب پیش قضا
گر کرون ایسا تو ہے پوری جفا
دوسرا عاجز کرے شکوہ گلا
ہے تمامی خلق کو شامل ہوا
اُسکے دروازے سے مت ہو تو جدا

ف **دوسرا فائدہ** یہ جو فرمایا وَفِی السَّمَاۤءِ رِزْقُکُمْ اسکے دو معنی ہو سکتے ہین ایک معنی تو یہ ہو سکتی ہین کہ رزق سے مراد اثبات رزق ہو یعنی لوح محفوظ مین تمہارا رزق ثبت کر دیا ہے اگر یہ مراد ہے تو اسمین لوگون کو مطمئن کر دینا ہے اور اُن کو جتلا دینا ہے کہ تمہارا رزق یعنی جس چیز سے تمکو رزق دیا جاویگا ہم اپنے پاس لکھ چکے ہین اور اپنی کتاب مین ثبت کر چکے ہین اور اپنی آیات مین اُسکو تمہاری ہوئے سے پہلے مقدر کر چکے ہین اور تمہارے ظہور سے پہلے معین کر چکے ہین پھر تم کسلیے مضطرب ہوتے ہو اور تمکو کیا ہوا کہ میری طرف قرار نہین پکڑتے اور میرے وعدے پر وثوق نہین کرتے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہین کہ رزق سے مراد سبب رزق ہو یعنی پانی جیسا اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ یعنی ہمنے سب زندہ چیزین پانی سے بنائی ہین کیا اُنکو یقین نہین ابن عباسؓ نے اسیطرح تفسیر کی ہی کہ رزق سے مراد بارش ہے اس صورت مین رِزْقُکُمْ کے یہ معنی ہونگے کہ جو چیز تمہارے رزق کی اصل ہے دوسرے یہ کہ خود پانی بھی رزق ہے **ف** **تیسرا فائدہ** یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت سے مقصود حق سبحانہ وتعالی کا لوگون کو عاجز کرنا ہو اس دعوے سے کہ ہمکو اسباب پر قدرت ہے وجہ یہ کہ اگر اللہ تعالی بارش کو زمین پر نازل ہونیسے روک لے تو تمام سبب والونکے سبب بیکار ہو جاین خواہ کھیتی والا ہو یا تاجر ہو یا درزی یا منشی یا اور کوئی پیشے کا ہو **ف** کیونکہ سب صنعتون مین بواسطہ یا بلا واسطہ پانی کی حاجت ہے **ت** پس گویا یون ارشاد ہوتا ہے کہ تمہارے اسباب تمکو رزق نہین

پونہچاتے بلکہ مین رزق دینے والا ہون اور اسباب میسر کرنا میرے قبضے مین ہے کیونکہ جس چیز کی
بدولت تمھارے اسباب درست ہوتے ہین اور صنعتین کامل ہوتی ہین اُس چیز کو مین نازل کرتا ہون
یعنی پانی **چوتھا فائدہ** رزق کو مَا تُوْعَدُوْنَ کے ساتھ لانے مین بڑا فائدہ ہے وجہ یہ
مومنین کو چونکہ یقین ہے کہ اللہ نے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ ضرور ہونا ہے اور یہ لوگ اُسکے جلدی
یا دیر مین ہونے پر قدرت نہین رکھتے نہ اُسکی تحصیل کی کوئی تدبیر انکے پاس ہے پس گویا یون
ارشاد ہوتا ہے کہ جیسے تمکو اس امر مین شک نہین کہ ہماری وعدہ کی ہوئی چیز ہمارے پاس ہے
اسیطرح اسمین بھی تمکو شک نہونا چاہیے کہ تمھارا رزق بھی ہمارے پاس ہے اور جسطرح تم ہمارے
وعدے کے جلدی حاصل کرنے سے قبل وقت عاجز ہو اسیطرح تم اس سے بھی عاجز ہو کہ جس رزق کو
ہماری ربوبیت والوہیت نے ایک خاص وقت پر مقرر کیا ہے تم اُسکو جلدی حاصل کر سکو **پانچوان فائدہ** اللہ تعالی نے جو قسم کھائی ہے فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ
اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ٥ اسمین لوگون پر بڑی بھاری حجت ہے کہ ایسا سچے وعدے والا جو ولیسا وعدہ
بھی کبھی خلاف نہین کرتا وہ لوگونکے واسطے اُس چیز پر قسم کھاتا ہے جسکا اُنکے لیے ذمہ لیا ہے
چونکہ اُسکو علم ہے کہ نفس مین کیسا شک و اضطراب ہے اسی لیے فرشتون نے جب یہ آیت سُنی کہنے
لگے یہ آدمی برباد ہوجاوین جنھون نے اپنے رب جلیل کو غضبناک کردیا یہانتک کہ قسم کھائی
کسی نے یہ آیت سُنکر کہا سبحان اللہ کس شخص نے ایسے کریم کو قسم کی ضرورت دلوائی اور جس
شخص کی نسبت تمکو یقین ہوتا ہے کہ یہ میرے وعدے پر وثوق کرے گا اُسکے سامنے تجکو
قسم کھانے کی حاجت نہوگی اور جب یہ معلوم ہو کہ اس شخص کو میرے وعدے مین بے اطمینانی ہے
اُسکے سامنے قسم کھاؤگے پس اس آیت نے بہتون کو خوش کیا اور بہتون کو شرمندہ کیا رہے
وہ لوگ جنکو خوش کیا وہ تو وہ لوگ ہین جو پہلے مقام مین ہین کیونکہ اس قسم سے اُنکا اور ایمان
بڑھ گیا اور یقین پکا ہوگیا وسوسۂ شیطانی اور شکوک نفسانی مین اُنھون نے اس سے مدد لی
رہے وہ لوگ جن کو اس آیت نے شرمندہ کیا اُنکو خیال ہوا کہ حق سبحانہٗ وتعالی ہماری بے اطمینانی
اور اضطراب دیکھکر ہمکو قائم مقام اہل شک کے ٹھیراکر قسم کھائی اس خیال نے اُنکو اللہ سے شرمندہ
کردیا اور یہ خجالت مقتضای فہم ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شئے بعضون کے لیے باعث مسرت

ہوتی ہے بعضون کے لیے باعث حزن و خجالت جیسی کسی کی فہم ہوا ور جیسے واردات الہامی ہوتی ہیں کچھ
جب یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج کامل کر دیا مین نے تمھارے لیے دین تمھارا اور پوری کر دی مینے
تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا مین نے تمھارے لیے اسلام کو دین تو تمام صحابہؓ خوش ہوئے اور ابوبکر
رضی اللہ عنہ مغموم ہوے کیونکہ وہ اس آیت سے خبر وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سمجھے اور
رونے لگے اور اسی مقام سے ماخوذ ہے کہ کوئی چیز جب کامل ہو جاتی ہے اُسپر اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ
نقصان کی طرف رجوع کرے جیسا کسی نے کہا ہے ؎ جب کمال آیا ہوا نقصان قریب + بس ہوا
زائل جونہی کامل ہوا + گر تو ہو انعام مین رکھ اُسکا پاس + معصیت کی تو نے اور زائل ہوا + اور
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جانا کہ جب تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اُسوقت تک کسی قسم کا نقصان
ہو نہین سکتا ف یعنی خبر کمال سے اندیشہ نقصان ہوا اور نقصان حیات مین ہو نہین سکتا۔ اس سے
خبر وفات سمجھے ت اور دوسرے صحابہ ظاہر بشارت پر خوش ہوئے۔ اور جہان تک ابوبکر پہونچے
تھے۔ وہان تک نہ پہونچے اس سے ظاہر ہو گیا بھید اس حدیث کا کہ ابوبکر تم سے روزہ نماز مین نہین
بڑھے بلکہ اُنکے دل مین ایک چیز بیٹھ گئی ہے پس جس چیز سے اونکو اور و نیز سبقت تھی وہی اُسکی موجب ہوئی کہ ایسی
بات سمجھے جو کسی کی سمجھ مین نہ آئی اور اسی کے مثل یہ آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ
وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ یعنی اللہ نے مول لیا
مومنین سے اُنکی جانونکو اور انکے مالون کو اس معاوضہ مین کہ انکے لیے جنت ہے لڑتے ہین وہ اللہ کی
راہ مین پس قتل کرتے ہین اور قتل کیے جاتے ہین اور مین نے شیخ ابو محمد مرجانی رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ
فرماتے تھے کہ ایک قوم نے جو اس آیت کو سنا تو اس معاملے سے بہت خوش ہوئے اور خوشی سے انکے چہرے
انگورے ہو گئے کہ حق تعالے نے انکو اس لائق کیا کہ انسے خریداری فرمائی اور انکا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ انکو خریداری
کے لیے پسند کیا اور نیز بھاری قیمت اور بڑی اُجرت سے خوش ہوئے۔ اور ایک قوم نے جو سنا تو اُنکے چہرے شرمندگی
سے زرد ہو گئے کہ اُنسے ایسی چیز خریدی کہ جسکا خود ہی مالک ہے سو اگر اللہ تعالی کو انکی مالکیت کا پوشیدہ دعوے
معلوم نہوتا تو یون نفرماتے کہ اللہ نے مول لے لیا پس جن لوگون کے چہرے خوشی سے سفید ہو گئے اُنکو دو باغ
ملین گے جسمین چاندی کے برتن ہونگے اور سب چیزین بھی چاندی کی ہونگی اور جنکے چہرے شرمندگی سے

زرد ہو گئی اونکو دو باغ ملین گے جسمین سونے کے برتن ہونگے اور سب چیزین بھی سونے کی ہونگی ختم ہوا کلام
شیخ کا **ف** وجہ مناسبت ظاہر ہے کیونکہ چاندی سفید ہوتی ہے اور سونا زرد سو اگر اہل ایمان
مین کچھ بقیہ منازعت کا ہوتا تو انپر یہ خرید و فروخت واقع نہوتی اسی واسطے اللہ تعالی نے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی
کے بعد مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فرمایا اور مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نہین فرمایا اسیواسطے شیخ ابو الحسن
نے فرمایا کہ نفس تین قسم کے ہین ایک وہ جسکی خریداری نہین کیجاتی بوجہ بیقدر ہونے کے دوسرا وہ جس کی
خریداری ہوتی ہے بوجہ ذی قدر ہونے کے تیسرا وہ جسپر خریداری واقع نہین ہوتی بوجہ آزاد ہونے کے
قسم اول کا فرون کا نفس ہے کہ بوجہ بیقدر ہونے کے خریدا نہین جاتا قسم دوم اہل ایمان کا نفس ہو کہ بوجہ
ذی قدر ہونیکے اسکی خریداری ہوئی قسم سوم انبیاء و مرسلین کا نفس ہو کہ بوجہ آزاد ہونیکے انپر خریداری نہین
واقع ہوئی **چھٹا فائدہ** اللہ تعالے نے اس آیت مین اپنی ربوبیت کی قسم کھائی جو کہ آسمان و زمین کی
کفیل ہے اور کسی اسم کی قسم نہین کھائی وجہ یہ کہ ایسی ربوبیت جو آسمان و زمین کی کفالت کیے ہوئے ہے
اسپر وثوق کرنے مین کسی ایماندار کو شک نہین ہو سکتا اور اُسکی شان ہی ہے کہ اتنے بڑے عالم کی کفالت
کرتی ہے اور جب تجکو اس عالم سے نسبت کر کے دیکھین تو بالکل ایک ناچیز اور بے بود معلوم ہوتا ہے سو
رب کہنا افادۂ وثوق مین زیادہ بلیغ ہے بہ نسبت دوسرے اسماء سمیع و علیم و رحمٰن وغیرہ کے خوب سمجھ لو
ساتوان فائدہ فرمایا اللہ تعالے نے فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ اور حق ضد باطل کی
ہے اور باطل کہتے ہین اُس معدوم کو جسکا بالکل ثبوت نہو اور رزق حق ہے جیسا رزق دینے والا حق ہے
اور رزق مین شک کرنا گویا رازق مین شک کرنا ہے یہانتک کہ ایک شخص کی حکایت ہو کہ قبرون مین سے
کفن چورایا کرتا تھا پھر توبہ کر لی اُسنے ایک عارف سے کہا کہ مین نے ایکہزار قبرین اودھیڑی ہین مگر
مین نے سب مردون کے منھ قبلے سے پھرے ہوئے پائے اُس عارف نے کہا یہ بدگمانی رزق نے اُنکے منھ کو
قبلے سے پھیر دیا **ف** یعنی چونکہ رزاق پر بدگمانی کر کے کہ دیگا یا نہین دوسرے اسباب کی طرف رُخ
توجہ کرتے تھے اُسکی سزا مین یہ رُخ ظاہری بیت اللہ سے پھر گیات **آٹھوان فائدہ** فرمایا
اللہ تعالے نے مِثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ اس سے اثبات رزق مین تاکید ہو گئی اور اسکی حقیقت کو ذہن
مین جما دیا اور یہ بات بتلا دی کہ کسی صاحب ایمان اور اہل ایقان کو اسمین شک و تردد نہونا چاہیے اور
اسکا ثبوت دلکی آنکھون کے سامنے ایسا ہے جیسے ظاہری گویائی ان آنکھون سے معلوم ہوتی ہے اسلیے

معنی کو صورت کی طرف نقل کر دیا اور غیبت کو شہادت سے تشبیہ دی اور مقدمۂ رزق مین لوگون کا
شک قطع کر دیا یعنے جیسا تم باتین کرتے ہو اور اوسمین شک نہین کرتے کیونکہ معائنہ سے معلوم ہوتا ہے ایسے
ہی تم لوگ مقدمۂ رزق مین شک مت کرو کیونکہ نور ایمان سے اُسکا ثبوت ہو رہا ہے سو خیال کر اللہ کی
بخشش مہر ہو کہ اللہ تعالے نے رزق کے قصے مین کس قدر اہتمام فرمایا اور بار بار اسکا ذکر کیا اور اسکے مقامات
بتلائے اسکی نظیر اور مثال محسوسات سے لائے جسمین دیکھنے والے کو ذرا بھی شک نہین اور صفت ربوبیت
کی قسم کھائی جو آسمان و زمین کو محیط ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک مین بھی اسکا ذکر
مکرر آیا ہے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِی رُوعِی اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتّٰی
تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوا فِی الطَّلَبِ یعنے جبرئیل نے میرے قلب مین یہ بات
پھونکدی کہ کوئی جان نہین مریگی یہانتک کہ اپنا رزق پورا کرلے سو اللہ سے ڈرو اور رزق کو طریق جمیل
سے ڈھونڈھو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ
لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا یعنے تمکو اگر اللہ پر پورا
بھروسا ہوتا جیسا ہونا چاہیے تو تمکو اس طرح رزق دیتا جیسا پرندون کو رزق دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے
آشیانون سے آتے ہین اور شام کو شکم سیر ہو کر جاتے ہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
طَالِبُ الْعِلْمِ تَكَفَّلَ اللّٰهُ بِرِزْقِهٖ یعنے طالب علم کے رزق کا اللہ کفیل ہے اور بہت حدیثین ہین جو
اس بارے مین آئی ہین **فائدہ** جاننا چاہیے کہ سبب کا ہونا مقدمۂ رزق مین توکل علی اللہ کے خلاف نہین
جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کیونکہ آپ نے یون فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوا
فِی الطَّلَبِ سو طلب کو مباح فرمایا پس گویا یون ارشاد ہوا کہ جب طلب کرو تو طریق جمیل سے طلب کرو یعنے
طلب مین اللہ کے ساتھ ادب و تفویض رکھو سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ طلب کو مباح فرما دیا اور
طلب منجملہ اسباب ہے اور یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ آدمی جو کھاتا ہے اُسمین بڑی حلال وہ چیز ہے جو اپنے ہاتھ
سے کمائے اور بہت حدیثین ہین جو اسباب کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہین بلکہ اسباب پر ترغیب اور
استحسان معلوم ہوتا ہے اور اسباب مین بہت فائدے ہین **پہلا فائدہ** یہ ہے کہ اللہ تعالے کو لوگون
کے قلوب کا ضعیف ہونا اور مشاہدۂ قسمت سے قاصر ہونا اور سچے بھروسے سے عاجز ہونا معلوم ہے
اس لیے اسباب کو انکے لیے مباح کر دیا تاکہ اُنکے دلونکو سہارا رہے اور اونکے نفس ثابت رہین سو یہ اللہ

فائدہ دوم — اُنپر احسان ہے **دوسرا فائدہ** یہ ہے کہ اسباب مین آبرو ذلت سوال سے اور رونق ایمان زوال سے محفوظ رہتی ہے جسکا اندیشہ خلقت سے طلب کرنے مین ہے سو تجھکو اللہ تعالیٰ اسباب سے جو عطا فرماتا ہے اسمین کسی مخلوق کی منت نہین کیونکہ کوئی یون احسان نہین رکھتا کہ مین نے تجھسے فلان چیز خریدی یا کسی کام پر تجھکو نوکر رکھا کیونکہ اسنے اپنے حظ نفس مین سعی کی ہے اور اپنی ذات کو نفع پہونچانے کا قصد کیا ہے پس سبب سے بے منت حاصل ہو گیا

فائدہ سوم — **تیسرا فائدہ** یہ کہ لوگونکو اسباب مین لگا دینے سے گناہ اور بافراغت مخالفت کرنے سے بچا دیا دیکھو عید وغیرہ مین جب اسباب معطل ہو جاتے ہین یعنی کوئی کام نہین رہتا تو غافلین کیسے فرصت مین اللہ کی مخالفت کرتے ہین اور اوسکی نافرمانی مین غرقاب ہو جاتے ہین سو اونکو کام مین لگا دینا اللہ کی بڑی رحمت ہے

فائدہ چہارم — **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ اسباب کے سرانجام دینے مین تارکین دنیا پر رحمت ہے اور طالبان طاعت اور فارغین عبادت پر اللہ کا بڑا احسان ہے اگر اہل اسباب سرانجام اسباب نہ کرتے تو خلوت والے کو خلوت اور مجاہدہ والے کو مجاہدہ کیسے بن آتا پس حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسباب کو ان لوگون کی خدمت کے لیے مقرر کر دیا جو اسکی طرف متوجہ ہین اور اودھر رجوع کئے ہوئے ہین

فائدہ پنجم — **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اہل ایمان آپس مین مل جل کر رہین چنانچہ فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ سو اسباب تعارف باہمی کا باعث اور محبت باہمی کا موجب ہو گئی اور اسباب کا انکار وہی کریگا جو جاہل ہے یا جو شخص کہ اللہ سے غافل ہے اور ہمکو یہ خبر نہین پہونچی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جب لوگون کو خدا کی طرف بلایا تو اسباب چھوڑنیکا اونکو حکم کیا بلکہ اونکو ایسے اسباب پر قائم رکھا جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہون اور ہدایت کی طرف انکو بلایا اور قرآن و حدیث دونون ثبوت اسباب سے پر ہین کسی نے خوب کہا ہے ؎ دیکھو مریم کو ہوا حکم خدا + نخل بن کو تو ہلا اور کھا رُطب + چاہتا گر شاخ کر دیتا قریب + ہے مگر عالم مین ہر شئے کا سبب + اس شاعر نے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ یعنی مریم علیہا السلام کو حکم ہوا کہ ہلا اپنی طرف کو شاخ کھجور کی بکھیرے گی تیرے اوپر تازے چھوارے چنے ہوے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی لڑائی مین دو زرہین اوپر تلے پہنین اور نیز آپ نے لکڑی کو کھجور کے ساتھ کھایا اور فرمایا یہ اسکی دافع ضرر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پرندونکی نسبت یہ ارشاد فرمایا کہ صبح کو بھوکے آتے ہین اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹ جاتے ہین

اس مین بھی اسباب کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ صبح وشام کی آمد ورفت بھی ایک سبب بلکہ پرندون کے حق مین
قائم کیا گیا یہ ایسا ہے جیسا آدمی صبح وشام اپنے پیشون کی طرف جاتے ہین آور قول فیصل اس مقدمے
مین یہ ہے کہ اسباب کا وجود تو ضرور ہونا چاہیے مگر اُنپر نظر نہونا چاہیے پس اسباب کو ثابت کر چونکہ اللہ نے
اپنی حکمت سے اُنکو ثابت کیا ہے مگر اسکا سہارا نکر چونکہ اُسکی احدیت کا یقین رکھتا ہے اگر کوئی سوال کرے کہ حدیث
مین جو آیا ہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ سو اس اجمال سے کیا مراد ہے تو جواب جاننا چاہیے کہ اجمال فی الطلب کے
بہت سے معنی ہوسکتے ہین ہمکو اللہ نے جسقدر رکھولا ہے وہ ہم تجکو تبلاتے ہین سو جان تو اللہ کی تجھپر عنایت
ہو کہ روزی ڈھونڈھنے والے دو قسم کے ہین ایک تو وہ شخص ہے جو اُسمین غرق ہو کر اور تمامی ہمت کو اُسمین
متوجہ کر کے اسکو طلب کرتا ہے اسمین تو ضرور اُسکا رُخ اللہ سے پھر جاتا ہے کیونکہ ہمت جب ایک طرف متوجہ
ہو گی تو دوسری جانب سے ہٹ جاویگی شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ قلب ایک طرف متوجہ
ہوتا ہے جس طرف پھیروگے دوسری طرف سے پھر جاویگا اور حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ
مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ یعنی اللہ تعالی نے ایک آدمی کے جوف مین دو دل نہین بنائے یعنی ایک
وقت مین دو طرف متوجہ نہین ہوسکتا اسکا باعث ضعف بشریت ہے کہ دو طرف توجہ ممکن نہین پس
انسان جب کبھی دو طرف متوجہ ہوگا ایک جہت مین ضرور خلل واقع ہوگا اور تمام جہات کا ایک وقت مین
سرانجام کرنا اس طرح کہ کسی مین خلل واقع نہو یہ اللہ ہی کی شان ہے اسیواسطے ارشاد فرمایا ہے وَ
هُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ یعنی وہی ہے جو آسمان مین بھی معبود ہے اور زمین
مین بھی معبود ہے اس سے یہ بات بتلادی کہ وہ اہل آسمان کی طرف بھی متوجہ ہے اور اہل زمین کیطرف
بھی اہل آسمان کی طرف متوجہ ہونا اہل زمین کے حال پر توجہ فرمانے سے مانع نہین اور اہل زمین کی طرف
متوجہ ہونا اہل آسمان کے حال پر توجہ فرمانے سے مانع نہین اور اسی طرح کوئی چیز کسی چیز سے اُسکو غافل
نہین کرتی اسیوجہ سے الٰہ کے لفظ کو اس آیت مین مکرر لائے اور اگر اس لفظ کو مکرر نہ لاتے تو یہ فائدہ
لفظ سے حاصل نہوتا ہان اللہ تعالی کی صفات کا مقتضا تو یہی ہے اس سے واضح ہوگیا کہ جو شخص رزق کو
اس طرح ڈھونڈھے کہ اسپر اوندھا ہو کر اللہ سے غافل ہو جاوے وہ شخص طلب مین اجمال نہین کرتا اور
جو ایسا نہو وہ اجمال کرتا ہے دوسرے معنی اجمال کے یہ ہین کہ اللہ تعالی سے روزی طلب کرے اور کوئی مقدار
اور سبب اور وقت مقرر نکرے پس حق تعالی اسکو جو چاہے اور جس طرح چاہے جسوقت چاہے روزی

اور یہ ادب طلب ہے اور جو شخص روزی طلب کرے اور یا مقدار یا سبب یا وقت معین کرے وہ
اللہ تعالیٰ پر حکومت جتلاتا ہے اور غفلت نے اُسکے قلب کو گھیر لیا ہے کسی کی حکایت ہے یون کہا کرتا تھا
کہ مین چاہتا ہون کہ ان اسباب کو چھوڑ دون۔ اور مجکو دو روٹی روزانہ کہین سے ملجایا کرین مقصود یہ تھا
کہ کلفت اسباب سے راحت ملے ف دیکھو مقدار جو معین کی اُسکا وبال آتا ہے ت وہ شخص کہتا ہو کہ
مین اتفاقاً قید ہو گیا اور مجکو قید خانے مین ہر روز دو روٹیان ملا کرتین اسی حالت مین ایک زمانۂ دراز
گذر گیا یہان تک کہ تنگدل ہونے لگا ایک روز کچھ سوچ رہا تھا کہ مجھسے کہا گیا کہ تونے ہمسے دو روٹیان
روز مانگی تھین اور عافیت نہین مانگی تھی سو جو تونے مانگا وہ ہمنے تجکو دیا مین نے استغفار کیا اور رجوع
الی اللہ کیا یکایک کوئی شخص دروازہ قید خانہ کا کھٹکاتا ہے بس مین چھوٹ کر باہر نکلا سو لے ایمان والے
اس قصے سے ادب حاصل کر اور یہ مت طلب کر کہ ایک امر سے نکالکر دوسرے امر مین تجکو داخل کیا جاوے
بشرطیکہ تو جس حالت مین ہے وہ شریعت کے موافق ہو کہ اس طرح طلب کرنا اللہ تعالیٰ کیساتھ بے ادبی ہے
پس صبر اختیار کر کہین ایسا نہو کہ تو از خود کسی امر سے نکلنا چاہے اور تیرا مطلوب تجکو ملجاوے مگر راحت
نصیب نہو کیونکہ بہت سے ایسے ہوئے ہین کہ ایک سبب کو چھوڑ کر دوسرے سبب مین داخل ہوئے
تاکہ ثروت و راحت ملے اور وہ اور تعب مین پڑ گئے اور آسانی کے عوض سختی بڑھ گئی اس سزا مین کہ اپنے
لیے یہ صورت تجویز کی تھی اور ہماری ایک دوسری کتاب مین یہ مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر تجکو اسباب
مین رکھے اُسوقت تجرید طلب کرنا شہوت خفیہ ہے اور اگر تجھکو تجرید مین رکھے اُسوقت اسباب طلب کرنا
خلاف ہمت علیہ ہے پس خوب سمجھ لے اللہ کی تجھپر مہر ہو کہ اس دشمن کی یعنے شیطان کی یہ حالت ہی
کہ جس کام مین تو لگا ہو اُسی راہ سے تیرے پاس آتا ہے اور تیری نظر مین اُسکی تحقیر کرتا ہے تاکہ جس
شغل مین تجکو اللہ نے رکھا ہے اُسکو چھوڑ کر دوسرے مین لگ جاوے پھر تیرا دل مشوش اور وقت
مکدر ہو اور یہ یون ہوتا ہے کہ اہل اسباب کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم اسباب چھوڑ دو
اور مجرد ہو جاؤ تو تمھارے انوار روشن ہون اور تمھارے قلوب و اسرار صاف ہون اور یون کہتا ہے
کہ دیکھ فلان فلان نے ایسا ہی کیا اور حالانکہ یہ شخص اس قابل نہین ہے کہ اس سے تجرید کی امید ہو
نہ اُسکو اسقدر طاقت ہے بلکہ اسکی خیریت اسباب ہی مین ہے پس وہ اسباب کو چھوڑ بیٹھتا ہے پھر اُسکا
ایمان ڈگمگ ہونے لگتا ہے اور یقین جاتا رہتا ہے اور خلقت سے طلب کرنے کیطرف اور رزق

کے اہتمام کیطرف متوجہ ہوتا ہے پس دریاے دُوری مین پھینک دیا جاتا ہے اور اس دشمن ایمان کا
یہی مقصود تھا کیونکہ وہ تیرے پاس خیرخواہ کے پیرایہ مین آتا ہے اسلیے کہ اگر دوسری صورت مین آوے تو
اسکی بات کیسے مانے جیسے آدم وحوا علیہما السلام کے پاس ناصح بنکر آیا اور کہا مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ
هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ جیسا اوپر بیان
ہوچکا اسیطرح تارکین اسباب کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ کبتک ان اسباب کو چھوڑے رہوگے تمکو
معلوم نہین کہ ترک اسباب مین قلوب کی توجہ لوگونکے مال مین ہونے لگتی ہے اور دروازہ طمع کا کشادہ
ہوجاتا ہے اور اس حالت مین تجھسے نہ کسیکی حاجت روائی ممکن ہے نہ سخاوت کرسکتا ہے نہ حقوق ادا
کرسکتا ہے اور ہمیشہ تو منتظر بیٹھا رہتا ہے کہ کچھ مخلوق سے فتوح ہو اگر تو اسباب اختیار کرے تو پھر اور لوگ
منتظر رہا کرینگے کہ انکو تجھسے کچھ فتوح ہو اور بہت سی باتین سوجھاتا ہے اور حالانکہ اس شخص کا وقت خوش تھا
اور نور کشادہ تھا اور انقطاع خلائق مین راحت ملی تھی ہمیشہ اسکے سر رہتا ہے یہان تک کہ اسباب کیطرف
رجوع کرتا ہے پھر اسباب کی کدورت اُسکو پہونچتی ہے اور اسکی ظلمت گھیر لیتی ہے اور جو شخص ہمیشہ اسباب
مین رہتا ہے اُسکی حالت اس شخص سے اچھی ہوجاتی ہے کیونکہ یہ اسباب والا راہ مین چلکر نہین لوٹا اور مقصود
کیطرف متوجہ ہوکر نہین مُڑا **ف** بخلاف اس شخص کے کہ راہ مولا مین قدم اُٹھا کر لوٹ آیا اور اعراض
کیا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ **ت** خوب سمجھ لے اور اللہ کی پناہ مین آجو اللہ کی پناہ مین آیا وہ سیدھی راہ چلالیا گیا
صرف مقصود شیطان کا یہ ہے کہ لوگونکو جو اپنے اپنے حال مین اللہ تعالی سے رضا نصیب ہے اُس سے باز رکھے
اور یہ مقصود ہے کہ اللہ تعالی نے جو حالت انکے لیے پسند فرمائی ہے اُس سے جدا کرکے ایسی حالت مین
پھنسا دیوے جسکو یہ لوگ خود اپنے لیے پسند کرین اور اللہ تعالی جس حالت مین داخل فرماتا ہو اُسمین
مدد فرماتا ہے اور جسمین تو خود داخل ہو تیرے ہی حوالے کردیتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ
مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝
یعنی دعا کر کہ اے پروردگار داخل کر مجکو داخل کرنا اچھا اور نکال مجکو نکالنا اچھا اور کر میرے واسطے
اپنے پاس سے غلبہ حمایت کرنیوالا سو مدخل صدق کے یہی معنے ہین کہ تو اُسمین داخل کیا جاوے خود
داخل ہو علی ہذا القیاس مخرج صدق کو سمجھو اور اللہ تعالی کو جو امر تجھسے مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ تجکو جس حالت
مین قائم کردے وہان ہی ٹھہر جاوے یہان تک کہ اللہ تعالی ہی تیرے نکالنے کا سامان کردے

جیسا داخل کرنے کا کیا تھا اور یون کام نہین چلتا کہ تو سبب کو چھوڑ دے بلکہ بڑی بات تو یہ ہی کہ سبب تجکو
چھوڑ دے کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ مین نے اتنے اتنے مرتبہ سبب کو چھوڑا مگر پھر لوٹ پھر کر ادھر ہی آیا پھر مجکو
سبب نے چھوڑ دیا پھر مین ادھر نہین آیا تین ایکبار شیخ ابو العباس مرسیؒ کے پاس آیا اور میرے دلمین تجرید کا
پختہ ارادہ تھا۔ اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ میری جو حالت اب ہے کہ علم ظاہری مین مشغول ہون لوگون سے اختلاط
ہوتا ہے اس حالت مین تو وصول الی اللہ بہت بعید ہے مین پوچھنے بھی نہین پایا تھا کہ فرمانے لگے کہ ایک شخص
نے میری صحبت اختیار کی جو علوم ظاہری مین مشغول تھا اور اومین صدر نشین تھا اسکو کچھ اس طریق کا مذاق
ہوا تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ یا حضرت جس شغل مین مین ہون اسکو چھوڑ کر فراغت سے آپ کی صحبت مین
رہون مین نے جواب دیا کہ یہ کوئی بڑی بات نہین تم اپنی حالت مین رہو جو کچھ اللہ نے تمہاری قسمت
مین ہمارے ہاتھ سے لکھا ہے وہ تمکو پہونچ رہے گا پھر شیخ میری طرف دیکھکر فرمانے لگے کہ صدیقین کی یہی شان
ہے کہ کسی حالت سے خود نہین نکلتے یہان تک کہ اللہ تعالیٰ انکو نکالے پس مین شیخ کی خدمت سے آیا اور
اللہ نے یہ خطرات میرے دل سے دھو ڈالے تھے اور مجکو راحت تسلیم میسر ہوئی فی الحقیقت ایسون ہی
کے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہین جنکا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہین
رہتا تیسرے معنی اجمال فی الطلب کے یہ ہو سکتے ہین کہ اللہ سے مانگے مگر قصد یہ ہو کہ اللہ سے مناجات کرتا ہون
خود وہ چیز مطلوب نہو صرف طلب کرنا بہانۂ مناجات ہو اسیواسطے شیخ ابو الحسنؒ فرماتے ہین کہ دعا مین یہ قصد
نہونا چاہیے کہ مراد مل جاوے کہ اس قصد مین تو اپنے رب سے محجوب ہو جاویگا بلکہ مقصود اعظم مناجات مولے
ہو اور منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل مین پوچھتے پھرا کرتے تھے کہ کوئی شخص خدائے تعالیٰ کو کچھ پیغام
دیتا ہے یہ صرف اسیواسطے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرا زیادہ باتین ہون چوتھے معنی اجمال فی الطلب کے
یہ ہین کہ طلب کرنے کے وقت یہ مشاہدہ کر کہ جو کچھ تیری قسمت مین ہے وہ خود تجکو ڈھونڈھتا آویگا اور تیرا
طلب کرنا اُس تلک نہ پہونچاویگا پس تیری طلب اس حال مین ہونا چاہیے کہ تو دریائے عجز مین غرق ہو
احتیاج مین غوطہ زن ہو اور کبھی اجمال فی الطلب یون ہوتا ہے کہ حظوظ بشریہ کے لیے طلب نہو بلکہ اظہار
عبودیت کے لیے ہو جیسا حکایت ہے کہ حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ کبھی ذوق و شوق مین یون کہتے
٥ جز تیرے مجکو کوئی بھاتا نہین ÷ آزمالے جس طرح چاہے مجھے ٭ پس حبس البول کی بیماری مین مبتلا ہوگئے
پس صبر کیا اور مستقل رہے یہان تک کہ انکا ایک شاگرد آکر کہنے لگا کہ اے استاد مین نے گذشتہ شب تمہاری آواز

اور یہ کوئی بڑی بات نہین

حدیث ٥ هم القوم لا یشقی جلیسهم

معنی سیوم اجمال فی الطلب

معنی چہارم اجمال فی الطلب

سُنی کہ اللہ سے شفا و عافیت مانگ رہے تھے حالانکہ انھون نے دعا نہین کی تھی پھر دوسرا شاگرد آیا پھر تیسرا آیا پھر چوتھا آیا انکو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو منظور ہے کہ اپنی محتاجی اور ضرورت عافیت ظاہر کرون پھر اللہ سے شفا چاہی۔ پھر مکتب کے بچونین گھومتے پھرتے تھے اور فرماتے تھے اپنے چھوٹے چچا کے لیے دعا کرو پانچوین معنی اجمال فی الطلب کے یہ ہین کہ اللہ سے اتنا مانگے جو کافی ہو اور اتنا نہ مانگے جس مین حد سے نکلنے لگے قدر کفایت سے جو زائد ہو اُسکی طرف حرص کے ساتھ توجہ نہو نہ رغبت کے ساتھ اُس طرف دل کھلنا چاہیے اور یہ بات ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی ہے کہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُوْتَ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَفَافًا یعنے یا اللہ محمدؐ کے گھر والونکو اتنا دے کہ برابر سرابر ہو جاوے اور کفایت سے زیادہ طلب کرنیوالا قابل نکوہش ہے اور طالب کفایت پر کچھ ملامت نہین اسی واسطے حدیث مین آیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ یعنے قدر کفایت پر تجھے ملامت نہین کیجاتی اور اس مضمون مین تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو ثعلبہ بن حاطب کو فرمایا تھا کافی ہے جب اُسنے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی مجکو مال دے آپ نے فرمایا اے ثعلبہ بن حاطب وہ قلیل جسکا تو شکر ادا کرتا ہے اُس کثیر سے بہتر ہے جو تجھسے اُٹھایا نجاوے ثعلبہ نے مکرر عرض کیا آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ جس قلیل کا شکر ادا کرے وہ اُس سے اچھا جو تجھسے اُٹھ سکے وہ برابر اصرار کرتا رہا یہان تک کہ آپ نے اُسکی مرضی کے موافق دعا فرمادی پس اُس نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کی ہوئی حالت کی مخالفت کرکے اپنی پسند کی ہوئی حالت کو اختیار کیا اُسکا انجام یہ ہوا کہ اسکا مال بڑھ گیا یہان تک کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے سے پیچھے رہجاتا پھر مال اور بڑھا یہانتک کہ بجز جمعہ کے کوئی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ پڑھتا پھر بکریان مواشی اسقدر بڑھین کہ جمعہ کی نماز بھی نہوسکی پھر اسکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے زکوۃ لینے والا آیا کہنے لگا کہ میری راے مین تو یہ جزیہ ہے یا مشابہ جزیہ کے اور زکوۃ ندی اور اسکا قصہ مشہور ہے اللہ تعالی نے اسکی شان مین یہ نازل فرمایا وَمِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللّٰہَ الی قولہ یَکْذِبُوْنَ یعنی اُن منافقونمین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ سے عہد کیا کہ اگر ہمکو اپنے فضل سے عطا کرے تو ہم خوب خیرات کرین اور بھلائی والونمین سے ہوجاوین پس جب اللہ تعالے نے انکو اپنے فضل سے دیا وہ بخل کرنے لگے اور منھ موڑا اعراض کرتے ہوئے پس بدلہ دیا اللہ نے اُنکو کہ دلونمین نفاق پیدا کردیا جو اُس سے ملنے کے دن تک رہیگا

اس حدیث کو دیکھتے ہو کہ امر با توکل پر دلالت کرتی ہے نفی اسباب پر دلالت نہین کرتی بلکہ اسباب کے اثبات پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یون فرمایا ہے کہ صبح کو آتے ہین شام کو جاتے ہین سو اُنکے لیے صبح کا آنا شام کا جانا ثابت کیا اُنکے حق مین یہی سبب ہے البتہ جمع کرکے رکھنے کی نفی فرمائی پس گویا یون ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تمکو پورا توکل ہوتا تو تم ذخیرہ نہ کیا کرتے اور تمکو توکل کرنا ذخیرہ رکھنے سے بے نیاز رکھتا اور تمکو اسطرح سے رزق ملتا جیسے پرندونکو ملتا ہے کہ ایکدن کی روزی ملگئی اگلے دن کے لیے ذخیرہ نہین کرتے چونکہ انکو وثوق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو ضائع نکریگا تو اے ایمان والو تم تو اسکے زیادہ مستحق ہو پس آپ نے یہ بات تبلادی کہ ذخیرہ کرنیکا باعث ضعف یقین ہے اگر کوئی دریافت کرے کہ ہر ذخیرہ کا یہی حکم ہے یا حالت مختلف ہے تو جاننا چاہیے کہ ذخیرہ رکھنا تین قسم پر ہے ذخیرہ رکھنا ظالمین کا ذخیرہ رکھنا مقتصدین کا ذخیرہ رکھنا سابقین کا **قسم اول** یعنی ظالمین وہ لوگ ہین جو ذخیرہ کرتے ہین بخل سے اور دولت بڑھانے کو امساک کرتے ہین شیخی بگھارنے کو اور فخر کرنے کو سو ان لوگون کے قلوب مین غفلت خوب جم گئی اور انکے نفوس پر حرص غالب ہوگئی انکی حرص دنیا سے فراغت نیا دیگی انکی ہمت دنیا کی سوا کسی طرف نجاویگی انکی محتاجی ثابت ہی اگرچہ ظاہر مین غنی ہون انکی ذلت ظاہر ہے اگرچہ دیکھنے مین معزز ہون یہ لوگ دنیا سے سیر نہونگے اور اسکی طلب سے سست نہونگے اسباب دنیا انکے ساتھ بازی کرتے ہین انکے متفرق رب ہو رہے ہین یہ لوگ چوپایون کیطرح ہین بلکہ انسے بھی زیادہ گمراہ ہین یہی لوگ ہین غافل انکے دلو نمین علم کے یاد رکھنے کی اور نصیحت سننے کی جگہ نہین۔ پس بہت ہی کم انکے اعمال مقبول ہوتے ہین انکے احوال صاف ہوتے ہین کیونکہ اندیشۂ فقر انکے دلو نمین بس رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جسکے دلمین اندیشۂ فقر جاگزین ہو اُسکا عمل بہت ہی کم مقبول ہوتا ہے پس جو ایماندار اُس بلا سے عافیت مین ہو جسمین وہ پھنسے ہین اور اُس آفت سے سالم ہو جسمین وہ بھر رہے ہین اور اس کدورت سے پاک ہو جسمین وہ بھر رہے ہین اُسپر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اُس فضل پر جسکے ساتھ اسکو مخصوص کیا اور اپنے عطا سے اسپر انعام کیا اور جب ایسے لوگونکو دیکھے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا جیسا جب کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہے جسپر مصیبت ہوتی ہو تو اللہ کی حمد کرتا ہے جسنے تجھکو عافیت دی اور اسوقت اپنے مولیٰ کے انعام کا مشاہدہ کرتا ہے اسی طرح تجھپر واجب اور سزاوار ہے کہ اللہ کا شکر کرے جب تجھکو اسباب دنیا اور اسمین پھنسنے سے عافیت عنایت فرما دے اور دوسرونکو مبتلا کرے اور

اُنکو حقیر نہ سمجھے بلکہ بجاے حقیر سمجھنے کے اپنر رحم کر اور بجاے بد دعا کے اُنکے لیے دعا کر اور عارف باللہ حضرت معروف کرخیؒ کے فعل کا اتباع کر جو سراپا معروف یعنی نیکی تھے قصہ یہ ہے کہ ایکبار حضرت معروف کرخی اپنے یارون کے ساتھ دجلہ پر گذرے انکے یارون نے دجلہ پر ایک جلسہ دیکھا جو کہ اہل لہو و فسق و نشاط تھی سبنے عرض کیا کہ اے استاد انکے لیے بد دعا کیجیے آپ نے دونون ہاتھ اٹھا کر عرض کیا یا اللہ تونے جیسا انکو دنیا مین خوش کیا ہے آخرت مین بھی انکو خوش رکھ یارون نے عرض کیا کہ اے استاد ہمنے تو بد دعا کو کہا تھا آپ نے فرمایا کہ جب اللہ کو آخرت مین خوش رکھنا منظور ہوگا تو انکو توبہ کی توفیق دیگا تمھارا اسمین کیا نقصان ہی اسیوقت اُس جلسہ کے لوگ خشکی مین آئے اور مرد ایکطرف اُترے عورتین ایکطرف دونون پاک صاف ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے اللہ کیطرف متوجہ ہوئے اور انمین حضرت معروف کرخیؒ کی دعا کی برکت سے بڑے بڑے عابد و زاہد ہوے پس جب گنہگار و نپر نظر پڑے تو یہ سمجھ کہ علم ازلی اور مشیت قطعی مین انپر یون ہی حکم ہو چکا ہے اگر تو ایسا نکریگا تو تجھپر اندیشہ ہے کہ ایسے ہی امتحان مین تو نہ پھنس جاوے اور انکی طرح تو بھی دور ڈال دیا جاوے شیخ ابو الحسنؒ کا ارشاد سن کہ فرماتے ہین ایمان والونکی تعظیم کر اگرچہ وہ عاصی فاسق ہون اور انکو نیک بات تبلا اور بُری بات سے منع کر اور اُن سے ملنا اگر چھوڑے تو وہ بھی شفقت سے ہو نہ اپنی بڑائی جتلانیکو **ف** شفقت یہ کہ ہمارے ملنا چھوڑنے سے اُسکو تنبیہ ہوگی اور راہ راست پر آجاویگا **ت** اور یہ بھی شیخؒ کا قول ہے کہ اگر مومن عاصی کا نور ظاہر ہو جاوے تو زمین و آسمان کے درمیان تمام فضا کو بھر دیوے تو مومن مطیع کی کیا کیفیت سمجھتے ہو اور اہل ایمان اگرچہ اللہ سے غافل ہون انکی تعظیم کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بس ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا الی قولہ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنے پھر وارث کیا ہمنے کتاب کا اُن لوگونکو جنکو ہمنے برگزیدہ کیا اپنے بندون سے سو بعض تو انمین اپنی جان پر ظلم کرنیوالے ہین اور بعض بیچ کی چال چلتے ہین اور بعض نیکیون مین بڑھے ہوئے ہین اللہ کے حکم سے سو خیال کر کہ باوجود ظالم ہونیکے اُنکے لیے اصطفا کسطرح ثابت فرمایا اور ظلم کو اسکا سبب قرار نہین دیا کہ انکو برگزیدگی سے یا وراثت کتاب سے نکالدے اور انکو ایمان سے پسند کیا اگرچہ گناہ سے ظالم ہون پس پاک ہے وسیع رحمت والا بڑی منت والا اور جاننا چاہیے کہ اسکے ملک مین ضرور ایسے بندے بھی ہونے چاہیین جو مستحق حلم اور مظہر رحمت و مغفرت و وقوع شفاعت ہون اور اس حدیث کو سمجھ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضے مین میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمکو نا پیدا کرکے دوسری قوم کو ظاہر کرتا جو گناہ کرتے پھر استغفار کرتے پھر اللہ انکو بخشتا اور فرمایا رسول اللہ

حدیث نمبر ۲ شفاعتی لاہل الکبائر من امتی ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت اہل کبائر کے لیے ہے میری امت مین سے **ف** ان حدیثون مین وسعت رحمت اور حکمت وقوع معاصی کا بیان کرنا مقصود ہے کوئی یہ نہ سمجھہ جاوے کہ گناہ سے اللہ ورسول خوش ہوتے ہین حاشا وکلا **ت** اور ایک شخص شیخ ابو الحسنؒ کے پاس آکر کہنے لگا اے حضرت گذشتہ شب ہمارے پڑوس مین ایسی ایسی بُری باتین ہوئین اور اس شخص سے آثار استبعاد کے ظاہر ہوئے آپنے فرمایا اُس شخص شاید تو یون چاہتا ہے کہ اللہ کے ملک مین اسکی معصیت نہو جو شخص یون چاہتا ہے کہ معصیت نہو وہ یون چاہتا ہے کہ اسکی مغفرت ظاہر نہو اور حضرتؐ کی شفاعت نہو ختم ہوا کلام شیخ کا اور بہت سے ایسے گنہگار ہین کہ انکی کثرت گناہ اور لغزش موجب رحمت پروردگار ہو جاتی ہے پس تو اسپر رحم کر اور اسکے ایمان کی عزت سمجھ اگرچہ گناہ کرتا ہے **قسم دوم** ذخیرہ جمع کرنا مقصد ہین یعنی بیچ کی چال چلنے والونکا ہی اور وہ لوگ وہ ہین کہ دولت بڑھانے اور شیخی بگھارنے اور بڑائی جتلانے کے لیے ذخیرہ نہین کیا بلکہ محتاجی مین اپنے اضطراب کا حال معلوم کیا پس سمجھے کہ اگر ذخیرہ نہین کرتے تو اُنکا ایمان ڈھل مل ہوتا ہے اور یقین ڈگمگ ہوتا ہے پس اُنھون نے اسلیے ذخیرہ کر لیا کہ متوکلین کے حال کی انہین ہمت نہین اور جانتے ہین کہ ہم مقام یقین سے عاجز ہین آور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن قوی اللہ کے نزدیک مومن ضعیف سے اچھا ہے اور یون سب ہی اچھے ہین پس مومن قوی وہ ہی کہ اسکا نور یقین روشن ہوا پس اُسنے یقین کر لیا کہ اللہ تعالی میرا رزق ضرور میرے پاس پہونچاویگا خواہ ذخیرہ کرے یا نکرے اور اگر مین ذخیرہ نکرونگا تو اللہ میرے لیے ذخیرہ کریگا اور ذخیرہ والے اپنے ذخیرونکے حوالے کیے جاتے ہین اور توکل والے اللہ کے حوالے ہین اور کسی شے پر حوالے نہین کیے گئے سو مومن قوی وہ شخص ہے جو اسباب کا سہارا نکرتا ہو خواہ اسباب مین ہو یا نہو آور جو مومن ضعیف ہے وہ اگر اسباب مین داخل ہے تو انکا کچھ سہارا سمجھتا ہے اور اگر اسباب سے خارج ہے تو انکی طرف نگران ہے **قسم سوم** ذخیرہ رکھنے نرکھنے کے اعتبار سے وہ لوگ ہین جو سابقین ہین یعنی مراتب مین بڑھے ہوئے وہ لوگ وہ ہین کہ اللہ کیطرف بڑھگئے کیونکہ اُنکے دل اسکے ماسوا سے خالص ہو گئے پس اُنکو موانع اللہ سے نہ روک سکے اور علائق اللہ سے غافل نکر سکے پس اللہ کیطرف دوڑ پڑے کیونکہ انکو کوئی امر مانع نہ تھا اور لوگونکو اللہ تعالی سے صرف غیر اللہ کے تعلق کی کشش نے روک رکھا ہے جب اونکے قلوب اللہ کیطرف جانا چاہتے ہین وہ تعلق اُسی چیز کی طرف کھینچتا ہے جسکی طرف تعلق ہے پس وہ واپس لوٹ آتے ہین اور اسی چیز کیطرف متوجہ ہو جاتے ہین سو درگاہ بے نیاز ایسے شخص کو نصیب نہین ہوتی جسکی یہ حالت ہو

ف قسم دوم از فائدہ

حدیث شریف سے
المومن القوی خیر عند اللہ من المومن الضعیف

ف قسم سوم از فائدہ

بعض عارفین کا قول ہے کہ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تجکو پیچھے سے کوئی چیز کھینچ رہی ہو اور تو خدا کی درگاہ
مین پہونچ جاوے اس مقام پر حق سبحانہ وتعالی کا ارشاد سمجھو یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ
اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ہ یعنے نہ نفع دیگا مال اور اولاد اُسدن مگر جو لایا اللہ کے پاس قلب سلیم
اور قلب سلیم وہ ہے جسکو سواے حق تعالی کے کسی سے تعلق نہو اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی تم ہمارے پاس اکیلے آے جیسا ہم نے تمکو اول بار پیدا کیا اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ خدا کے پاس آنا اور وہان تک رسائی ہونا بدون اسکے ممکن نہین کہ کل ماسوا سے جدا ہو جاوے اور فرمایا اللہ تعالے
نے اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ہ یعنے کیا اللہ نے تجکو یتیم نہین پایا پھر ٹھکانا دیا اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اللہ تعالی اپنے پاس جب ہی ٹھکانا دیتا ہے جب ماسوا سے یتیم ہو جاوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ یعنے اللہ طاق ہے دوست رکھتا ہے طاق کو یعنی اُس قلب کو
دوست رکھتا ہے جو مخلوقات کی آمیزش کے ساتھ جفت نہو بس یہ قلوب اللہ کے ہین اور اللہ کے ساتھ ہین انھون
نے اللہ کو تصرف کرنے دیا پس اسنے انکو انکے نفوس کیطرف نہین حوالے کیا اور اونکو اونکی تدبیر پر نہین چھوڑا
سو یہ لوگ دربار والے ہین جنکے ساتھ احسان سے معاملہ کیا جاتا ہے مخلوقات انکو اللہ سے جدا نہین کرتی
اور حسن عاریتی انکو اللہ سے غافل نہین کرسکتا اور اس مضمون مین ہمارے اشعار ہین ؎ کیا حقیقت ہے
تری اے مستِ ناز ٭ ہو اگرچہ حسن مین تو بینظیر ٭ لیک مجھ مین ایک ہے گنج نہان ٭ اُسنے مجکو کرلیا اپنا اسیر
بعضون کا قول ہے کہ اگر مجکو غیر کیطرف نظر کرنیکا حکم ہو تو مجھسے نہو سکے کیونکہ غیر تو ہے ہی نہین جسکو دیکھ
سکون اور یہ اُن لوگونکا حال ہے کہ حفاظت الہی جنکی ذمہ دار اور عنایت الہی انکی نگہبان ہے بھلا ان لوگون
سے کب ہو سکتا ہے کہ ذخیرہ رکھین وہ تو حاضر باش درگاہ ہین اور اگر ذخیرہ کرتے ہین تو اسپر اعتماد نہین
رکھتے اور ان سے کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی اور کا سہارا تکین وہ تو اسکی احدیت کا مشاہدہ کر رہے ہین
شیخ ابو الحسن شاذلی نے فرمایا ہے کہ ایکبار مجھپر شہود غالب ہوا مین نے دعا کی کہ اسکو مجھسے چھپا لیا جاوے
حکم ہوا کہ جو جو دعائین موسی کلیم اللہ اور عیسی روح اللہ اور محمد حبیب اللہ صلے اللہ علیہم وسلم نے مانگی
ہین اگر سب جمع کرکے بھی دعا کروگے تو قبول نہو گی مگر یہ دعا کرو کہ تمکو اسکے برداشت کی قوت ہو جاوے
مین نے دعا کی اللہ نے مجکو قوت بخشی سو جس شخص کا یہ حال ہو وہ ذخیرہ رکھنے کا کیون محتاج ہونے لگا
یا اس سے کیسے ہو سکتا ہے کہ غیرونکا سہارا ڈھونڈے اور ایماندار کو یہی بہت ہے کہ اپنے ایمان و توکل کا

ذخیرہ جمع کرے اور جنکو اللہ کیطرف سے سمجھ ہے وہ اسپر توکل کرتے ہین بس اللہ انکے لیے ذخیرہ کرتا ہے اور انھون نے اسکا پاس کیا وہ انکا نگھبان ہوگیا اور وہ لوگ اللہ کے ہوگئے اور اسکے ساتھ ہوگئے پھر دیکھو اللہ کس طرح انکا مددگار بنگیا انکے مہمات مین کفایت فرمائی اور انکے غم کو اُنسے دور کیا وہ لوگ رزق کا اہتمام چھوڑکر اُسکے احکام مین یہ یقین کرکے لگ گئے کہ اللہ تعالی انکو خود اُنکے حوالے نکریگا اور اپنے فضل سے انکو محروم نرکھے گا سو یہ لوگ راحت مین داخل ہوگئے اور جنت تسلیم ولذت تفویض مین واصل ہوگئے پس اللہ تعالی نے انکا مرتبہ بلند کیا اور انکے انوار کو کامل فرمایا اور وہ لوگ اس قابل ہین کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اُنسے حساب بھی اٹھالیوے جیساکہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ستر ہزار آدمی میری امت مین سے بے حساب جنت مین داخل ہونگے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا جو لوگ جھاڑ پھونک نہین کرتے اور بدشگون نہین لیتے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین اور ایسے شخص کا کیا حساب ہو جسکے پاس کچھ نہو اور ایسے شخص کے فعل سے کیا سوال ہو جو مشاہدہ کرتا ہو کہ میرا کچھ فعل ہی نہین حساب تو مدعیون سے ہوگا اور مناقشہ غافلون سے ہوگا جو سمجھ رہے ہین کہ ہم مالک ہین یا اللہ کے آگے کچھ کرسکتے ہین اور جس شخص نے اللہ پر وثوق و توکل کرکے ذخیرہ نہین کیا اللہ تعالی اسکا رزق خوشگوار بھیجتا ہے اور اسکے دل مین غنا پیدا کرتا ہے کوئی عارف مفلس ہوگیا اُسنے اپنی بیوی سے کہا کہ جو کچھ گھر مین ہے سب نکالکر خیرات کردے اُسنے ایسا ہی کیا مگر ایک چکی رہنے دی اور اپنے دلمین سوچی کہ شاید اسکی ضرورت ہو اور پھر ایسی نکلے فورا کسی نے دروازہ کھٹکایا اور کہا کہ گیہون شیخ کیواسطے آئے ہین تمام صحن گیہون سے بھرگیا جب عارف واپس آئے اور دیکھا کہنے لگے کہ تونے سب چیزین گھر مین سے نکالدی تھین وہ بولی کہ ہان عارف نے کہا ہرگز یہ بات نہین بیوی نے کہا کہ ہان ایک چکی رکھ لی تھی اس خیال سے کہ شاید اسکی ضرورت ہو انھون نے فرمایا کہ اگر چکی بھی نکالدیتی تو آٹا آتا اگر تونے چکی رہنے دی ایسی چیز آئی جس سے تو تھکے اگر یہ سا یقین ذخیرہ کرتے ہین تو اپنے لیے نہین بلکہ امانت کے طور پر رکھتے ہین کیونکہ یہ لوگ تحویلدار امانت دار اور غلامان خاص ہین اگر دنیا کو رکھتے ہین تو حق سے رکھتے ہین اگر دیتے ہین حق سے دیتے ہین اور جو حق سے دنیا رکھے وہ رتبے مین اُس سے کم نہین جو حق سے خرچ کرے اور یہ نہین سمجھتے کہ وہ لوگ اللہ کے آگے مالک ہین بلکہ جو کچھ اُنکے پاس ہو اسکو اللہ کی امانت سمجھتے ہین اور نیابۃً اسمین تصرف کرتے ہین یہ حکم سُن چکے ہین وَ اَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ یعنی خرچ کرو اُس چیز سے جسمین تمکو نائب بنایا پس اُنھون نے یقین کرلیا کہ اللہ کے آگے

حدیث ۵ سبعون الفا من امتی یدخلون الجنۃ بغیر حساب قیل من ہم یا رسول اللہ قال ہم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون ۱۲ تنویر

اُنکی ملک نہین ملکہ صرف ایک نسبت ہے جو تیری طرف اضافت کی گئی اور ایک ضیافت احسانی ہے جس سے تجھپر منت رکھی تاکہ تیرا امتحان کرے حالانکہ وہ علیم خبیر ہے کہ تو کیا عقیدہ رکھتا ہے آیا اُسکے ظاہر پر رہ جاتا ہے یا اُسکے باطن کیطرف پہونچتا ہے اسیواسطے انبیاء علیہم السلام پر زکوٰۃ واجب نہین ہوتی کیونکہ اللہ کے روبرو انکی کسی شئے مین ملک نہین ہوتی کہ اسمین زکوٰۃ واجب ہو زکوٰۃ تو اس چیز کی واجب ہوتی ہے جو تیری ملک مین ہو وہ حضرات تو اپنے اموال کو اللہ کی امانت سمجھتے ہین خرچ کے وقت خرچ کرتے ہین اور بیموقع نہین دیتے دوسری وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ اسواسطے ہو کہ دینے والے سے جو گناہ وغیرہ ہوگیا ہے اس سے پاکی وصفائی ہوجاوے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا یعنی انکے مالون سے صدقہ لو کہ اُس سے اُنکو پاک وصاف کردو اور انبیاء علیہم السلام آلودگی سے پاک ہین بوجہ معصوم ہونے کے اور اسیواسطے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نابالغون پر زکوٰۃ واجب نہین تبلائی کیونکہ آلودگی گناہ نہین ہے گناہ تو بعد مکلف ہونیکے ہوتا ہے اور مکلف ہونا بعد بلوغ کے ہے اس مقام مین اس ارشاد نبوی کو سمجھو نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ یعنی ہملوگ جو انبیاء ہین ہمارا کوئی وارث نہین بنتا جو ہم چھوڑ جاوین وہ صدقہ ہے جو بات ہمنے ذکر کی ہے وہ اس سے ظاہر ہوتی ہے اور جو ہمنے تقریر کی ہے وہ اس سے واضح ہوتی ہے اور اہل معرفت جو اسکی احدیت کا مشاہدہ کررہے ہین جب انکا یہ حال ہے کہ اللہ کے سامنے اپنی ملک نہین سمجھتے تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی نسبت کیا سمجھنا چاہیے کہ اہل توحید ومعرفت اُنھین کے دریاؤن سے چلو لیتے ہین اور انکے انوار سے مستفید ہوتے ہین حکایت ہے کہ امام شافعی وامام احمد رحمۃ اللہ علیہما دونون بیٹھے تھے یکایک شیبان راعی آپہونچے امام احمدؒ نے امام شافعیؒ سے کہا کہ انکی بڑی شہرت ہے کچھ انسے پوچھون امام شافعیؒ نے فرمایا ایسا مت کرو امام احمدؒ نے کہا ضرور پوچھنا چاہیے پھر اُنسے مخاطب ہوکر کہا کہ اے شیبان تم ایسے شخص کے حق مین کیا حکم دیتے ہو جو چار رکعت مین چار سجدہ بھول گیا فرمانے لگے اے احمدؒ یہ دل اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اُسکو سزا دینا چاہیے تاکہ وہ دوبارہ ایسا نکرے پس امام احمدؒ بیہوش ہوکر گرپڑے جب ہوش آیا کہنے لگے کہ اُس شخص کے حق مین کیا حکم لگاتے ہو جسکے پاس چالیس بکریان ہون اُنکی زکوٰۃ کسقدر ہے فرمانے لگے ہمارے مذہب پر یا تمھارے مذہب پر امام احمدؒ نے کہا کیا اسمین دو مذہب ہین فرمانے لگے ہان دو مذہب ہین خیر تمھارے مذہب پر تو چالیس بکریون مین ایک بکری ہے اور ہمارے مذہب پر یہ ہے کہ غلام آقا کے ہوتے کسی شئے کا مالک نہین ہوتا اور حدیث مین وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایکسال کے گذارے کے لائق ذخیرہ رکھا ہے سو یا تو وہی بات ہے جو ہمنے پہلے کہی ہے کہ انبیا کا ذخیرہ رکھنا بطور امانت کے ہوتا ہے کہ وہ ایسا وقت تجویز کیا کرتے ہین جسمین خرچ کر دینا مناسب ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عیال کیواسطے ذخیرہ رکھا تھا یا یہ وجہ ہے کہ امت کیلیے ذخیرہ رکھنے کا جواز بیان فرمادین کیونکہ جب ذخیرہ پر بھروسا نہو تو منافی توکل نہین اور دلیل اسکی کہ مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان جواز امت کے لیے تھا یہ ہے کہ آپ کی غالب حالت یہی ہے کہ ذخیرہ نہین رکھا تو صرف اسواسطے ذخیرہ رکھا تھا کہ امت پر وسعت اور رحمت اور ضعفاے امت پر شفقت ہو کیونکہ اگر آپ ذخیرہ نفرماتے تو کسی مومن کو آپ کے بعد ذخیرہ کرنا جائز نہوتا سو آپ نے یہ اسلیے کیا کہ اسکا حکم بیان فرمادین اور ارشاد فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین اسلیے بھول جاتا ہون یا بھلا دیا جاتا ہون تاکہ قاعدہ مقرر کرون سو آپ نے ظاہر فرمایا کہ بھولنا میری شان اور صفت نہین ہے صرف اسواسطے نسیان مین واقع ہوتے ہین کہ امت کے لیے اسکا حکم اور جو اسکے متعلق ہو ظاہر فرمادین خوب سمجھ لو حدیث کو **فائدہ** یہ جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طالب علم کے رزق کا کفیل اللہ تعالی ہے سو جاننا چاہیے کہ لفظ علم جہان کہین قرآن و حدیث مین آیا ہے اُس سے مراد علم نافع ہے جسکے ساتھ خوف و خشیت مقرون ہو فرمایا اللہ تعالے نے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ یعنے اللہ تعالے سے وہی بندے ڈرتے ہین جو عالم ہین پس اللہ تعالی نے بیان کردیا کہ علم کو خوف لازم ہے اور اس سے مفہوم ہوا کہ علماء وہی ہین جو ڈرتے ہین اسیطرح یہ آیتین قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اور یہ حدیثین اِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ اور اس مقام پر جو حدیث ہے طَالِبُ الْعِلْمِ تَکَفَّلَ اللّٰہُ بِرِزْقِهٖ ان سب آیات و احادیث مین علم نافع مراد ہے کیونکہ اللہ و رسول کا کلام ہے اس سے برتر ہے کہ اور کسی معنی پر محمول کیا جاوے ہمنے اسکو اور کتاب مین بیان کیا ہے اور علم نافع وہ ہے جو طاعت الٰہی پر معین ہو اور خشیت الٰہی اور حفظ حدود کو تجھپر لازم کرے اور یہ علم معرفت ہے اور علم نافع علم ذات و صفات اور علم احکام کو بھی شامل ہے جب اللہ کے لیے سیکھے پس یہ جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طالب علم کی روزی کا اللہ تعالی کفیل ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ذمہ کیا ہے کہ اسکو رزق پہونچاویگا خوشگوار سے اور عزت سے اور سالم رکھیگا حجاب سے اور ہمنے یہ تاویل کیون کی اور کفالت کو ایک خاص طرح کی کفالت کیون لیا وجہ یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی تو سبھی کی روزی کا ذمہ دار ہے خواہ علم طلب کرین یا نہ کرین اس سے معلوم ہوا کہ یہ کفالت

لہ وطایا پر ... [illegible] التنبیہ ... مین ... اللہ تعالٰی ... حدیث ... الی الاثنی اور ... ۱۲

کوئی خاص کفالت ہے جس طرح ہمنے ذکر کیا کیونکہ اسکو جداگانہ بیان کیا اور اسیواسطے شیخ ابو العباسؒ نے اپنی حزب مین جہان بہت سی چیزون کی دعا کی ہے کہ ہمکو فلان فلان چیز عطا فرما وہان یہ بھی کہا وَالرِّزْقَ الْهَنِيَّ الَّذِي لَا حِجَابَ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَلَا سُؤَالَ وَلَا حِسَابَ وَلَا عِقَابَ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ عَلَى بِسَاطِ عِلْمِ التَّوْحِيدِ وَالشَّرْعِ سَالِمِينَ مِنَ الْهَوَىٰ وَالشَّهْوَةِ وَالطَّبْعِ یعنی ہمکو رزق خوشگوار عطا فرما جس سے دنیا مین حجاب نہو اور آخرت مین اُسپر سوال وحساب وعذاب نہو اس حال مین کہ ہم مقام حقیقت وشریعت پر قائم رہین اور حرص وشہوت وتقاضاے طبع سے سالم رہین۔ سو اُنھون نے اللہ سے رزق خوشگوار مانگا اور وہ رزق وہ ہے جسکی کفالت طالب علم کے لیے ہوئی ہی پھر اسکی تفسیر یون کی کہ اس سے دنیا مین حجاب نہو اور آخرت مین حساب نہو کیونکہ جس سے دنیا مین حجاب ہو جاوے اُسمین کچھ خوشگواری نہین کیونکہ حجاب موجب دلشکنی ہے کہ حضوری سے محرومی ہے اور مواجہت سے دوری کہ جیسا عوام سمجھتے ہین کہ خوشگوار رزق وہ ہے جو بے محنت بے مشقت ملجاوے سو خوشگواری غافلین کے نزدیک باعتبار بدن کے ہے اور اہل فہم کے نزدیک باعتبار قلوب کے اور حجاب جو رزق سے ہو جاتا ہے اُسکی دو وجہ ہین یا تو اسباب مین پڑکر اللہ سے غفلت ہو جاتی ہے یا اسکے برتنے مین یہ قصد نہین ہوتا کہ طاعت خداوندی پر قوت حاصل کرین سو اول تو حصول مین حجاب ہے اور دوسرا استعمال مین اور یہ جو شیخ نے فرمایا کہ اسپر سوال وحساب وعذاب آخرت مین نہو سو سوال تو نعمتون کے حقوق سے ہوتا ہے جیسا اللہ تعالی نے فرمایا ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ یعنی پھر تم پوچھے جاؤگے اُس روز نعمت سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بعض صحابہؓ نے کچھ کھانا نوش جان فرمایا پھر ارشاد ہوا واللہ تم آج کی نعمت سے سوال کیے جاؤگے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سوال دو قسم ہے ایک سوال تشریف یعنے واسطے اظہار شرف کے اور دوسرا سوال تعنیف یعنے واسطے لعنت ملامت کرنیکے سو اہل طاعت ومستحقان عنایت سے تو سوال تشریف ہوگا اور اہل غفلت واعراض سے سوال تعنیف اور اس بات کو سمجھ اللہ تجھپر رحم کرے کہ حق سبحانہ وتعالی اگرچہ صادقین کے اخبار اور پوشیدہ اسرار پر مطلع ہے مگر پھر بھی اُن سے سوال فرماویگا کہ انکا مرتبہ صدق اور لوگون کے سامنے ظاہر ہو جاوے اور اُنکی خوبیان قیامت مین کھولدی جیسا آقا اپنے غلام سے پوچھے تو نے فلان فلان مقدمے مین کیا کیا اور خود واقف ہے کہ اسکو خوب عمدہ وپختہ کیا ہے مگر منظور یہ ہے کہ حاضرین بھی جان لیوین کہ غلام اُس مولی کے حکم کو کیسے اہتمام سے بجالایا اور مولی کو اسکے حال پر کیسی عنایت ہے اور یہ جو شیخ کا قول ہے

کہ حساب نہو سو حساب نتیجہ سوال کا ہے جب سوال سے سالم رہینگے حساب سے بھی سالم رہینگے اور جب ان دونو
سے سالم رہے تو عقوبت سے سالم رہے سو اگرچہ یہ مضامین باہم لازم و ملزوم تھے مگر پھر بھی شیخ نے ہر ایک
کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ رزق خوشگوار میں کتنی منتین ہین کہ اگر ان میں ایک بھی ہوتی
تب بھی قابل طلب کرنیکے تھی اور یہ جو شیخ نے کہا کہ ہم توحید و حقیقت پر قائم ہون مطلب اسکا یہ ہے کہ تیری
رزق دی ہوئی چیز مین تجکو مشاہدہ کرون کہ تیری عطا کی ہوئی چیز تجکو دیکھون اور کسی کا مجکو مشاہدہ نہو
دوسرے کیطرف اسکو نسبت نکرون اور اہل اللہ کی یہی حالت ہے کہ اللہ ہی کے خوان پر کھاتے ہین خواہ
ظاہر مین انکو کوئی کھلادے کیونکہ انکو یقین ہے کہ اللہ کے آگے کوئی مالک نہین اس یقین کے باعث اُن کے
قلوب سے مخلوقات کا مشاہدہ جاتا رہتا ہے پس غیر اللہ کے لیے اپنی محبت کو صرف نہین کرتے اور کسی کیطرف
اپنے [illegible] دیکھ رہے ہین کہ وہی انکو [illegible] ہے اور اپنے فضل سے دیتا اور
خاص [illegible] رزق دیا کہ ہم کو سواے اللہ کے کسی سے محبت نہین یعنی ہماری محبت
[illegible] ایک شخص بولا کہ حضرت آپ کے دادا نے اسکا انکار کیا ہے بدلیل اس
حدیث کے [illegible] علیٰ حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا یعنی قلوب مین یہ بات پیدا کی گئی ہے کہ
[illegible] تو وہ فرمانے لگے سواے اسکے کسی کو محسن نہین سمجھتے اسی لیے ہمارے
قلوب مین اسکی محبت پیدا ہوئی اور جو شخص یہ سمجھیگا کہ اللہ ہی کھانے کو دیتا ہے جسقدر نعمتین نئی نئی
ملتی جاوین گی [illegible] محبت زائد اور روز بروز تازہ ہوتی جاویگی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اللہ کی محبت کرو چونکہ تمکو [illegible] نعمتین کھلاتا ہے اور [illegible] پہلے گذر چکا اور جو شخص یہ سمجھیگا کہ
اللہ ہی کھانے کو دیتا ہے [illegible] مخلوق کے روبرو ذلیل ہونے سے اور غیر اللہ کیطرف محبت کے ساتھ
قلب کے مائل ہونے سے محفوظ [illegible] گا کیا تمنے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا قول نہین سنا وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ
وَیَسْقِیْنِ ٥ یعنی [illegible] وہی کھلاتا ہے مجکو اور پلاتا ہے مجکو سو انھون نے اسی امر سے اللہ تعالیٰ
کے منفرد ہونیکا [illegible] اُسکے واحد ہونیکا اقرار کیا اور یہ جو شیخ نے کہا کہ توحید کے ساتھ شریعت
پر بھی قائم رہین وجہ [illegible] یہ ہے کہ جو شخص اطلاق توحید مین چل نکلتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ مالک اللہ ہی ہے
اور کسیکی ملک ہی نہین اور ظاہر شریعت کا پابند نہین رہتا ایسا شخص اپنے کو دریاے زندیقی مین ڈالدیتا ہے
اور اسکا حال اسپر وبال ہو جاتا ہے بڑی بات تو یہ ہے کہ حقیقت کے ساتھ مؤید ہو شریعت کا مقید ہو اور محقق

ایسا ہی ہوتا ہے نہ تو حقیقت کے ساتھ چھٹا چلا جاوے نہ صرف ظاہر نسبت شریعت کے ساتھ ٹھہر جاوے اسکے درمیان مین رہے سو ظاہر نسبت جو ملک کی مخلوقات کیطرف ہے اُسپر ٹھہر جانا شرک ہے **ف** یعنے اصطلاح حقیقت مین **ت** اور حقیقت کے ساتھ چل نکلنا کہ شرع کی پابندی نرہی معطل ہو جاتا ہے اور اہل ہدایت کا مقام دونون کے درمیان ہے جیسا گوبر اور خون کے درمیان مین سے خالص دودھ نکلتا ہے کہ پینے والونکے گلے مین اوترا چلا جاتا ہے **فصل** اور جاننا چاہیے کہ مقدمۂ رزق مین بہت سے امور وارد ہوتے ہین اور بہت سے عوارض پیش آتے ہین اور شیخ رحمہ اللہ نے اُنمین سے بہت سے اس اپنے قول مین بیان کیے ہین اَمْرُ هٰذَا الرِّزْقِ وَاعْصِمْنِيْ مِنَ الْحِرْصِ وَالتَّعَبِ فِيْ طَلَبِهٖ وَمِنْ شُغْلِ الْقَلْبِ وَتَعَلُّقِ الْهَمِّ بِهٖ وَمِنَ الذُّلِّ لِلْخَلْقِ بِسَبَبِهٖ وَمِنَ التَّفَكُّرِ وَالتَّدْبِيْرِ فِيْ تَحْصِيْلِهٖ وَمِنَ الشُّحِّ وَالْبُخْلِ بَعْدَ حُصُوْلِهٖ یعنی یا اللہ تمام کر دے میرے لیے قصہ اس رزق کا اور بچا مجکو حرص سے اور اسکی طلب مین مشقت سے اور اسکے ساتھ قلب کے مشغول ہونے سے اور اسکے ساتھ فکر کے متعلق ہو جانے سے اور اسکے سبب مخلوق کے روبرو ذلیل ہونے سے اور اسکی تحصیل مین فکر و تدبیر کرنے سے اور بعد حاصل ہونیکے حرص و بخل سے اور عوارض جو مقدمۂ رزق مین پیش آتے ہین کچھ منحصر نہین کہ پورے بیان کیے جاوین سو ہم بھی صرف شیخ کے مضامین پر گفتگو شروع کرتے ہین سو جاننا چاہیے کہ رزق کی نسبت بندے کی تین حالتین ہین ایک تو ملنے سے پہلے یہ تو حالت سعی کی ہے دوسری حالت اسکے بعد وہ حصول کی حالت ہے تیسری حالت اسکے گذرنے کے بعد یعنی وہ رزق جب ختم ہو چکے سو جو حالت قبل حصول پیش آتی ہے وہ حرص ہے اور طلب مین مشقت اٹھانا اور اسکے ساتھ قلب کا مشغول ہونا اور اسکے ساتھ فکر کا متعلق ہونا اور اسکے سبب مخلوق کے روبرو ذلت اٹھانا اور اسکی تحصیل مین فکر و تدبیر کرنا سو حرص کی حقیقت تو یہ ہے کہ تحصیل رزق سے نفس کے ساتھ ایک رغبت قائم ہو اور اسپر بالکل اوندھا ہو جاوے اسکا منشا رہے وثوق نہونا اور یقین کا ضعیف ہونا اور ان دونو کا منشا ہے نور نہونا اور اسکا منشا وجود حجاب ہے کیونکہ اگر قلب انوار مشاہدہ سے معمور ہوتا اور سنت الٰہی اسکو گھیرے ہوتی تو اسپر واردات حرص نہ آتی اور اگر نور یقین قلب پر پھیلا ہوتا تو اسکو قسمت سابقہ مکشوف ہو جاتی تو حرص ممکن نہوتی اور یہ تحقیق یقین کر لیتا کہ اللہ کے پاس جو میری قسمت کا رزق ہے ضرور میرے پاس پہونچاویگا اور تعب کرنا طلب رزق مین دو قسم ہے یا تو تعب جسمانی ہے یا تعب روحانی اگر تعب جسمانی ہے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے

کیونکہ جب طالب رزق پر تعب جسمانی غالب ہوتا ہے اسکو بجا آوری احکام سے باز رکھتا ہے اور راحت
کیساتھ جو رزق ملتا ہے اسمین فرصت طاعت اور بجا آوری خدمت سہل ہے اور اگر تعب روحانی ہے تو اس سے
اور بھی زیادہ پناہ مانگنا چاہیے وجہ اسکی یہ ہے کہ تعب روحانی اس سے ہوتا ہے کہ طلب رزق مین کلفت
اٹھاوے اسمین فکر کرے اور اسکا بوجھ اسکو گرانبار کردے اور راحت بدون توکل میسر نہین ہوتی کیونکہ جو اللہ
پر توکل کرتا ہے اللہ تعالی اسکے بوجھ اوتار دیتا ہے اور اسکے عوض خود اٹھا لیتا ہے جیسا فرمایا وَمَن یَّتَوَکَّلْ
عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ پھر شیخ نے دعا مین کہا کہ قلب کے مشغول ہونے اور اسمین فکر کے متعلق ہونیسے بچا سو قلب
کا قصۂ رزق کے ساتھ مشغول ہونا حجاب عظیم ہے یہانتک کہ شیخ ابو الحسن کا قول ہے کہ اکثر جسنے مخلوق کو
محجوب کر رکھا ہے وہ دو چیزین ہین فکر رزق اور خوف خلق اور دونوںمین فکر رزق بڑا حجاب ہے کیونکہ
بہت سے لوگ خوف خلق سے فارغ ہین مگر فکر رزق سے بہت ہی کم خالی ہین خصوصاً ایسی حالت مین
کہ احتیاج تیرے وجود کے ساتھ قائم ہے اور تو ایسی چیز کا محتاج ہے کہ تیری ترکیب کو قائم رکھے اور تیری
قوت کو مضبوط کرے اور یہ جو شیخ نے کہا کہ فکر متعلق ہونے سے بچا اس سے مراد یہ ہے کہ رزق کیساتھ
ہمت اسقدر متوجہ ہو کہ اسمین استغراق کی نوبت آجاوے یہانتک کہ اور کسی شے کی گنجایش نرہے اور یہ
وہ حالت ہے کہ دوری کی موجب ہے اور نور وصال کو تاریک کردیتی ہے اور بآواز بلند کہتی ہے کہ اس
حالت والے کا قلب نور یقین سے اُجڑ گیا اور قوت وتمکین سے مفلس ہو گیا اور یہ جو کہا کہ رزق کے باعث
مخلوق کے روبرو ذلیل ہونے سے بچا سو جاننا چاہیے کہ جس شخص کا یقین ضعیف ہو اور دولت عقل سے
کم نصیب ہو اسکے لیے ذلت ضروری ہے کیونکہ اسکو مخلوق سے طمع ہو گی خالق پر وثوق نہو گا وجہ اسکی
یہ ہے کہ اسنے قسمت ازلی کو نہ دیکھا اور اوسکے صادق الوعدہ ہونیکا یقین اسکو نصیب نہین ہوا اسلیے مخلوق
کے آگے تملق کرکے ذلیل ہوا اور اونکی لو لگا کر انکو لپٹا اور یہ سزا اسکی ہے کہ اللہ سے غافل ہوا اور آخرت
مین جو سزا ہوگی وہ اور بھی سخت ہے اور اگر اس شخص کا ایمان اور توکل صحیح ہوتا تو یہ اس سے معزز ہوتا
فرمایا اللہ تعالے نے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یعنے اللہ ہی کی ہے عزت اور رسول
کی اور مومنین کی سو مومن اپنے رب سے عزت حاصل کرتا ہے اور کسی سے عزت نہین لیتا کیونکہ یقین رکھتا
ہے کہ عزت سب اللہ ہی کی ہے اور وہی عزت والا ہے اُسکے سامنے کوئی عزت والا نہین اور وہی عزت
دینے والا ہے کوئی دوسرا عزت دینے والا نہین سو اس شخص کو اعتماد نے عزت دی اور توکل نے حمایت کی

پس اسکو خواری نہین کیونکہ اسکو اپنے رب پر اپنی قسمت مین سچا بھروسا ہے اور اسکو غم نہین کیونکہ اللہ
کی منت پر اسکو پورا اعتماد ہے اور وہ اس ارشاد خداوندی کو سن رہا ہے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ
الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ یعنے نہ ذلیل ہو نہ مغموم ہو تم ہی اونچے رہوگے اگر ایماندار ہو سو مومن کی
عزت اسمین ہے کہ مخلوق سے طمع نکرے اور بادشاہ حقیقی پر وثوق کرے اسکا ایمان نہین مانتا کہ وہ اپنی
حاجت غیر رب کی طرف لیجاوے یا اپنے قلب کو ماسوا کی طرف متوجہ کرے اسیواسطے بعضون نے کہا ہے ؎

ہو جو مومن اُس کو ہے قطعاً حرام — رکھے اوروں سے جو امید عطا
ٹھہر جا اے یار اور کر ذکر حق — ہو فنا اس مین اسی مین ہو بقا
ملک گیری بادشاہون کو نصیب — یہ وہ شاہی ہے نہین جسکو فنا

اور جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے طمع کی غلامی سے آزاد کیا ہو اور تقوی کی عزت دی ہو اسپر بڑا احسان
فرمایا اور اسپر کامل انعام کیا اور یون جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے مجکو متعدد خلعت عنایت کیے خلعت
ایمان خلعت معرفت خلعت طاعت خلعت سنت مخلوق سے طمع کرکے اور غیرونکا آسرا لگاکر انکو میلا مت کر
شیخ ابو الحسن فرماتے ہین کہ مین نے خواب مین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ارشاد فرمایا اے
علی اپنے کپڑے میل کچیل سے صاف رکھ ہر دم تجکو اللہ کی مدد پہونچے گی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے
کپڑے کون سے ہین فرمایا جان کہ اللہ تعالی نے تجکو خلعت ایمان خلعت معرفت خلعت توحید خلعت محبت
عنایت فرمایا ہے شیخ کہتے ہین اسوقت میری سمجھ مین اس آیت کے معنے آئے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ پس جو
شخص اللہ کو پہچانے گا اسکی نظر مین سب چیزین چھوٹی معلوم ہونگی اور جو اللہ سے محبت رکھے گا اُسکے
روبرو سب چیزین بے قدر ہو جاوینگی اور جو اللہ کو واحد سمجھے گا وہ کسیکو اُسکے ساتھ شریک نکریگا اور جو
اللہ پر ایمان لاویگا وہ ہر بلا سے مامون رہے گا اور جو اللہ کا مطیع ہوگا اسکی نافرمانی نکریگا اور اگر نافرمانی
ہو گی تو عذر کریگا اور عذر کریگا تو مقبول ہوگا اور جان تجپر اللہ کی مہر ہو کہ سالک آخرت کو مخلوق سے امید اٹھانا اور
اُنسے کچھ واسطہ نرکھنا ایسی زینت ہے کہ دُلھن کے لیے زیور بھی نہین اور ان لوگونکو اس امر کی اس سے بھی
زائد حاجت ہے جیسے جان کو پانی کی اور جس شخص کو شاہی خلعت پہنایا جاوے اور وہ اسکو محفوظ رکھے
تو زیبا ہے کہ ہمیشہ اسکے پاس رہے اور اس سے نہ چھینا جاوے اور جو خلعت عنایت کو میلا کردے تو مناسب ہے
کہ اُسکے پاس نرہنے دین سو اے بھائی اپنے ایمان کو طمع مخلوق سے میلا مت کر اور سواے رب العالمین کی کسی

اعتماد مت کر اگر تو اللہ سے عزت حاصل کریگا تو اسکے دوام سے تیری عزت بھی دائم رہیگی اور اگر غیر سے عزت حاصل کی تو چونکہ اسے دوام نہین عزت بھی دائم نہوگی ایک فاضل نے مجکو اپنا شعر سنایا ہے
مانگ عزت رب سے جسکو ہو قرار + مردے کی عزت ہے سب ناپائدار + اور کوئی شخص کسی عارف کے پاس روتا ہوا گیا انھون نے وجہ پوچھی کہنے لگا میرا استاد مر گیا عارف نے فرمایا کہ تو نے ایسے کو کیون استاد بنایا جو مر گیا اور تجھسے کہا جاتا ہے کہ جب تو غیر اللہ سے عزت ڈھونڈھیگا نہ پائیگا اور جب غیر کا سہارا چاہیگا تو ٹلے گا جیسا موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا تھا کہ اپنے معبود کو دیکھ جسپر تو لگا بیٹھا تھا ہم اسکو جلا دینگے پھر اسکی راکھ دریا مین اڑا دینگے تمھارا معبود تو وہ ہے جسکے سوا کوئی پرستش کے لائق نہین گھیر لیا اُسنے ہر چیز کو علم سے اے شخص ابراہیمی بن جا تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ٥ فرما رہے ہین یعنی مین فانیون سے محبت نہین کرتا اور اللہ کے سوا سب فانی ہین یا بالفعل یا بالامکان اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ملت ابراہیم یعنی اپنے باپ ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو سو مومن پر واجب ہے کہ ملت ابراہیمی کا اتباع کرے اور ملت ابراہیمی مین سے یہ بھی ہے کہ اپنی امید خلقت سے اٹھالے کیونکہ وہ جس روز منجنیق مین بٹھلا کر دور سے آگ مین پھینکے گیے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کچھ ذکر چھیڑا آپ نے یہی فرمایا کہ تمسے تو کچھ حاجت نہین ہان اللہ سے ہے انھون نے کہا تو اللہ ہی سے دعا کیجیے آپ نے فرمایا اسکا علم میرے سوال سے کفایت کرتا ہے دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے مخلوق سے اپنی ہمت کو کس طرح بلند رکھا اور اسکو بادشاہ حقیقی کیطرف متوجہ کیا نہ جبرئیل علیہ السلام سے مدد چاہی نہ دعا پر حوالہ رکھا بلکہ حق تعالیٰ کو جبرئیل اور دعا دونون سے قریب تر دیکھا اللہ تعالیٰ نے بھی انکو نمرود اور اسکی عقوبت سے بچا لیا اور اپنے عطا و فضل سے اُنپر انعام کیا اور توجہ کیساتھ انکو مخصوص فرمایا اور منجملہ ملت ابراہیم علیہ السلام کے یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اُس سے عداوت کرے اور ہمت کو اللہ کیطرف متوجہ کردے جیسا کہ انکا قول اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی سوا رب العالمین کے سب سے میری عداوت ہے اور غنا کی راہ اگر چاہتے ہو سو وہ تو یہین ہے کہ لوگون سے امید قطع کردے اور شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مین خود اس سے مایوس ہو چکا ہون کہ مین اپنے کو نفع پہونچاؤن تو اس سے تو کیون نہ مایوس ہونگا کہ اور کوئی مجکو نفع پہونچاوے اور اللہ سے اورون کے لیے امید رکھتا ہون تو اس سے اپنے لیے امید رکھون یہی بڑی کیمیا اور اکسیر ہے کہ جسکو ملگئی اسکو ایسی تونگری حاصل ہوگئی جسمین محتاجی ہی نہین اور وہ عزت ملی جسمین ذلت نہین اور وہ خرچ ملا جسکا خاتمہ نہین اور یہ

ف یعنی آدمی کو کیون استاد بنایا جو مرنے والا تھا اور موت کو بنا نا تھا ۱۲ الملفوظ شریف ف یہ مضمون ہے آیت کا وانظر الی الٰہک الذی ظلت علیہ عاکفا لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم نسفا ۱۲ مترجم ف یہ مقصود ہے آیت ملۃ ابیکم ابراہیم ۱۲ مترجم

ان لوگون کی کیمیا ہے جنکو اللہ کیطرف کی سمجھ ہے شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ایک شخص میرے
ساتھ ہوا اور مجھکو گران معلوم ہوتا تھا مین نے اسکو بے تکلف کیا وہ بے تکلف ہوگیا مین نے اوس سے پوچھا اے
صاحبزادے تمکو کیا حاجت ہے اور تم میرے ساتھ کیون ہوئے کہنے لگا حضرت مین نے سنا ہے کہ آپ کیمیا جانتے
ہین مین اسلیے ساتھ ہوا ہون کہ اسکو سیکھون مین نے اس سے کہا تو سچا ہے اور جسنے تجھسے کہا وہ بھی سچا ہے مگر
مین خیال کرتا ہون کہ تو اسکو قبول نکریگا کہنے لگا کیون نہین ضرور قبول کرونگا مین نے کہا کہ مین نے جو مخلوق کو دیکھا
تو دو قسم کے لوگ پائے ایک دشمن دوسرے دوست دشمنونکو جو خیال کیا تو یقین کیا کہ بے حکم خداوندی کے
ایک کانٹا بھی نہین چبھا سکتے مین نے اپنی نظر ان سے ہٹالی پھر دوستون سے تعلق کیا تو انکو دیکھا کہ وہ بھی بے
حکم خدا مجکو ذرہ برابر نفع نہین پہونچا سکتے انسے بھی قطعی ناامیدی کرلی اور اللہ کے ساتھ تعلق کیا تو مجھسے کہا
گیا کہ اس امر کی حقیقت تک رسائی نہین ہوگی یہانتک کہ ہمارے معاملے مین بالکل شک نرہے اور غیر سے بالکل
مایوس نہو جاوے کہ وہ قسمت کے علاوہ تجکو کچھ دے سکے اور ایکمرتبہ فرمایا اسوقت بھی کسی نے کیمیا پوچھی تھی
فرمایا اپنے قلب سے طمع کو نکالدے اور اس سے قطعا ناامید ہوجا کہ قسمت سے زائد کچھ مل سکے اور یہ جاننا
بندگی نہین کہ عمل بہت سے ہون وظائف پر دوام کرے اسکی نورانیت کی دلیل تو یہ ہے کہ اپنے رب کے ساتھ اور وں سے
غنی ہو اور اپنے قلب سے اسکا مقید ہوجاوے اور غلامی طمع سے بچے اور زینت تقوی سے آراستہ ہو اور اسی سے
اعمال مین خوبی اور احوال مین صفائی آتی ہے فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا
لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا یعنی ہمنے زمین پر کی چیزون اُسکی سجاوٹ بنائین تاکہ ہم جانچین کہ انمین کون اچھے عمل
والا ہے پس اعمال کی خوبی اس سے ہے کہ اللہ کیطرف سمجھ ہو اور سمجھ وہی ہے کہ اللہ کیساتھ خلوص ہو اسیکا طالب اسپر
بھروسا ہو اسی سے حاجت پیش کرے اسی کے روبرو ہمیشہ رہے یہ سب ثمرے اسکے ہین کہ اللہ کیطرف کی سمجھ ہو
اور ورع کو نفس مین اور اوصاف سے زیادہ ڈھونڈھا کرے اور مخلوق سے طمع رکھنے سے پاک رہا کیونکہ طامع
مخلوق اگر سات دریاؤن سے پاک ہونا چاہے تو کوئی چیز اسکو پاک نہین کرسکتی بجز اسکے کہ اسسے مایوس ہو اور
اُسنے اپنی ہمت بلند رکھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ مین تشریف لائے جامع مسجد مین گئے واعظونکو دیکھا
کہ وعظ کہہ رہے ہین سبکو اٹھا دیا یہانتک کہ حسن بصری کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے نوجوان مین تجھسے ایک
بات پوچھتا ہون اگر جواب دیگا تو تجھے رہنے دونگا نہین تو تجھے بھی اٹھا دونگا جیسا اوروں کو اٹھا دیا ہے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے اسپر کچھ آثار رشد دیکھے تھے حضرت حسن نے عرض کیا پوچھیے جواب کا منتظر ہون حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تبلاؤ دین کی جڑ کیا ہے کہا ورع فرمایا دین کی خرابی کیا چیز ہے کہا طمع فرمایا تو بیٹھا رہ
تجھ جیسا شخص لوگونکو وعظ کہہ سکتا ہے اور مین نے اپنے شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے
تھے کہ مین اوائل زمانے مین حدود اسکندریہ مین تھا کسی شناسا کے پاس جاکر کوئی چیز آدھے درہم کو خریدی پھر
مین نے اپنے دلمین کہا کہ شاید یہ شخص مجھسے دام نہ لے اُسیوقت ایک ہاتف نے آواز دی کہ دین کی سلامتی اسین ہے
کہ مخلوق سے طمع نہ رکھی جاوے اور مین نے انسے سنا ہے کہ طمع والا کبھی سیر نہین ہوتا طمع کے حرفونکو دیکھو سب
خالی ہین طا میم عین **ف** شیخ سعدیؒ کا قول مشہور ہے **شعر** طمع را سہ حرف ست وہر سہ تہی ✦ ازین نیست
مر طامعان را بہی **ت** تو اے مرید تجکو لازم ہے کہ مخلوق سے اپنی ہمت کو بلند رکھ اور مقدمۂ رزق مین
اُنکے سامنے خوار مت بن کیونکہ وہ تیرے وجود سے پہلے قسمت مین لکھا گیا اور تیرے ظہور سے پہلے ثابت
ہو چکا اور ایک بزرگ کا قول سُن کہ اے مرد آدمی جو چیز تیری ڈاڑھون کے چبانے کے یے مقدر ہو چکی ہے وہ
ڈاڑھین ضرور اسکو چباوینگی سو کمبختی مارے اسکو عزت سے کھا ذلت سے مت کھا جاننا چاہیے کہ جو اللہ کو پہچانیگا
اسکی ضمانت وکفالت پر وثوق رکھیگا اور جبتک کہ اللہ کی پاس کی چیز پر اس سے زیادہ بھروسا نہو جتنا اپنے
پاس کی چیز پر ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی ذمہ داری پر اس سے زیادہ وثوق نہو جتنا مخلوق کی ذمہ داری پر ہوتا ہے
اسوقت تک بندے کی سمجھ کامل نہین ہوتی اور جاہل ہونے کے لیے یہی بہت ہے کہ یہ حالت نہو اور کسی شخص نے
ایک آدمی کو جو کہ عارف تھا دیکھا کہ ہر وقت جامع مسجد مین رہتا ہے باہر نہین جاتا اس شخص نے اس قدر
اسکی پابندی سے تعجب کیا اور اپنے دلمین سوچا کہ یہ کہانسے کھاتا ہے وہ عارف اس شخص کے خطرے پر مطلع
ہوکر ایک روز اوس سے پوچھنے لگا کہ تو کہانسے کھاتا ہے اس شخص نے کہا کہ میرا کوئی دوست یہودی ہے اسنے مجھسے
دو روٹی روزانہ کا وعدہ کیا ہے وہ دے جاتا ہے اس عارف نے کہا اے عزیب تو نے اپنے لیے ایک یہودی کے
وعدے پر وثوق کیا اور میرے لیے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر وثوق نہین کیا حالانکہ اسکا ایسا سچا وعدہ ہے
جو کبھی خلاف نہین ہوتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ
مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا وہ شخص شرماکر چلا گیا کسی اور بزرگ کا قصہ ہے کہ چند روز کسی امام کے پیچھے نماز
پڑھتے رہے امام کو انکے ہر وقت مسجد مین بیٹھے رہنے اور اسباب کے چھوڑنے سے تعجب ہوا پوچھا تم کہانسے کھاتے ہو
اُنھون نے کہا ذرا ٹھہر جا مین پہلے اپنی نمازین لوٹا لون پھر تبلاؤنگا کیونکہ مین ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا نہین چاہتا
جو اللہ مین شک رکھتا ہو اور حکایتین اس بارے مین بہت ہین کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر

اگر کسی شخص کو ایک کوٹھری مین بند کرکے اوپر سے گارا لیس دیا جاوے تو اسکا رزق کہان سے آویگا فرمایا رزق وہان سے آویگا۔ جہان سے موت آویگی۔ اس حجت کو دیکھ کیسی روشن ہے۔ اور یہ دلیل کیسی واضح ہے اور یہ جو شیخ نے کہا کہ بچا ہمکو فکر وتدبیر کرنے سے اسکے حاصل کرنے مین سو فکر تو یہ ہے کہ اپنے دلمین یہ مضمون حاضر کرے کہ کوئی غذا ضرور چاہیے جس سے یہ جثہ قائم رہے اور تدبیر یہ ہے کہ دلمین کہے کہ فلان فلان طریقے سے رزق ملیگا۔ پھر کہے نہین بلکہ فلان فلان اسباب سے میسر ہوگا اور یہی اُدھیڑبن یہانتک بڑھے کہ نماز مین خبر نہو کہ کتنی پڑھی اور تلاوت قرآن مین خبر نہو کہ کیا پڑھا پس وہ طاعت جسمین تو لگا تھا مکدر ہوجاوے اور اسکے انوال سے تو بے نصیب رہے اور اسکے اسرار سے تو محروم رہے سو جب یہ خیال تجکو گھیرے تو کُدال توکل سے اسکی بناء کو منہدم کردے اور وجود یقین سے اُسکو ریزہ ریزہ کردے اور جان تو تجھپر اللہ کی مہر ہو کہ اللہ تعالی تیری تدبیر کا انجام تیرے ہونے سے پہلے کرچکا ہے اور تو اگر اپنے نفس کی خیرخواہی چاہتا ہے تو اُسکے لیے تدبیر مت کر کیونکہ اسکے لیے تیرا تدبیر کرنا مضر ہے کیونکہ اس تدبیر کے سبب سے تجکو تیرے ہی حوالے کردیا جاویگا اور مدد لطف تجھ تک نہ پہونچیگی اور حق تعالی ایماندار کو تدبیر اور مقابلۂ تقدیر نہین کرنے دیتا ہے اگر تجکو یہ پیش آوے یا اسکا خطرہ آوے تو اُسپر قائم مت رہ کیونکہ نور ایمان اسکو نہین رہنے دیتا فرمایا اللہ تعالی نے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی ہمارے ذمے ہے حمایت ایمان والون کی اور فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ یعنی بلکہ ہم پھینک مارتے ہین حق کو ناحق پر پس وہ اُسکا بھیجا نکالدیتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور یہ جو شیخ نے کہا کہ بعد حصول کے حرص وبخل سے بچا سو یہ دونون عوارض بعد حصول کے ہین اور یہ دونون ضعف یقین اور بے اطمینانی سے پیدا ہوتے ہین اسوقت حرص اور بخل واقع ہوتے ہین اور حق تعالے نے اپنے کلام پاک مین حرص وبخل دونون کی مذمت فرمائی ہے فرمایا وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی جو شخص حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہین اس سے معلوم ہوا کہ صاحب شح کو فلاح نہین یعنے اوسکو نور نہین اور فلاح نور کو کہتے ہین اور اللہ تعالی نے منافقین کے حال مین فرمایا ہے أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ یعنے وہ لوگ مال کے حریص ہین یہ لوگ ایمان نہین لائے پس اکارت کردیے اللہ نے انکے کام اور فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ ۔۔۔ اللہ تعالی لہ مُعْرِضُونَ اور فرمایا وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ یعنے جو بخل کرتا ہے وہ حقیقت مین اپنے سے

ف اقسام بخل

بخل کرتا ہے کیونکہ نفع انفاق کا اسی کو ملتا ہے اور لفظ حرص و بخل تین قسم پر اطلاق کیا جاتا ہے اول قسم
یہ ہے کہ اپنے مال کو واجبات مین خرچ کرنے سے بخل کرے دوسری قسم یہ ہے کہ مال مین ایسی جگہ
خرچ کرنے سے بخل کرے جہان لوگون پر خرچ کرنا واجب نہیں تیسری قسم یہ کہ اپنی جان کو اللہ کیواسطے
خرچ کرنے مین بخل کرے سو قسم اول بخل کی یہ ہے کہ بخل کرکے زکوۃ نہ دے حالانکہ اوسکا حکم ہے یا کوئی
ایسا حق جو تجھپر معین ہو گیا ادا نہ کرے مثلاً مان باپ کو دینا جب وہ محتاج ہون اور اولاد کو دینا جب وہ محتاج
ہون یا نابالغ ہون اور بیوی کو دینا غرض جو حق تجھپر اللہ تعالی نے واجب کیا ہے اُس سے کوتاہی کرنا
زبان ملامت کو تجھپر کشادہ کریگا اور تو مستحق عقوبت ہوگا۔ اور اس باب مین یہ آیت آئی ہے وَالَّذِیْنَ
یَکْنِزُوْنَ قولہ عَذَابٌ اَلِیْمٌ علماء نے فرمایا ہے کہ کنز اس مال کو کہتے ہین جسکی زکوۃ نہ دیجاوے جب زکوۃ
دیدی کنز نرہا مطلب یہ ہے کہ اس وعید مین داخل نہوگا اور اسپر ملامت کی زبان نہ کھولی جاوےگی
دوسری قسم بخل کرنا ایسی جگہ خرچ کرنے سے جسکے ساتھ وجوب متعلق نہین جیسے ایک شخص نے مال کی زکوۃ
تو نکالی مگر اسکے بعد پھر کچھ خرچ نہین کیا اور اس شخص نے اگرچہ حکم خدا مندی کی تعمیل کی کہ جو واجب تھا
نکالکر دیدیا مگر صرف اسپر بس کرنا مناسب نہین کیونکہ صرف واجبات پر کفایت کرنا اور نفل خیرات کو ترک کرنا
یہ کم ہمت لوگون کا کام ہے سو جو شخص مومن ہو اپنا حال اللہ کے ساتھ درست کرنا چاہتا ہو اسکو زیبا نہین
کہ جو چیز اسپر اللہ نے واجب نہین کی ہمین اللہ کے ساتھ بالکل معاملہ نرکھے کیونکہ اگر ایسا ہو تو اسکی حالت
اس شخص کی سی ہے کہ فرائض تو پڑھتا ہے مگر سنن نہین بجا لاتا اور ایسے شخص کیلئے اللہ تعالی کا یہ ارشاد جو
حدیث قدسی مین وارد ہوا کافی ہے کہ قرب ڈھونڈھنے والون کو میرے ساتھ کسی عمل سے ایسا قرب
نہین حاصل ہوتا جیسا اداے فرض سے ہوتا ہے اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل سے میرا قرب ڈھونڈھتا رہتا ہے
یہان تک کہ اسکو اپنا پیارا بنا لیتا ہون جب مین اسکو پیارا بنا لیتا ہون تو مین اسکا کان اور آنکھ اور دل اور زبان اور عقل اور ہاتھ اور
مددگار بن جاتا ہون سو حق تعالی نے بیان فرما دیا کہ تکرار نوافل اور اُس کا اہتمام بندے کو اللہ کا محبوب
بنا دیتا ہے اور نوافل وہ اعمال ہین جنکو اللہ تعالی نے تجھسے بطور وجوب کے طلب نہین کیا خواہ نماز ہو
یا صدقہ یا حج یا اور کچھ اور جو شخص صرف فرض نمازین پڑھتا ہے اور دوسرا شخص فرض و نفل دونون
بجا لاتا ہے یا ایک شخص صرف زکواۃ دیتا ہے دوسرا شخص زکوۃ کے ساتھ کچھ اور بھی سخاوت کرتا ہے ان
دونون آدمیون کی ایسی مثال ہے جیسے کسی مالک کے دو غلام ہون اور اس مالک نے دونون غلامونکو

ف

دو دو درہم روزانہ خراج مقرر کردیا سو ایک غلام تو اتنا ہی لاکر مالک کو دیتا ہے اور اس سے زیادہ نہین
لاتا نہ کچھ ہدیہ دیتا ہے نہ کچھ محبت کرتا ہے اور دوسرا غلام وہ مالک کے لیے وہ بھی لاتا ہے جو اسکا یارلاتا ہے اور
علاوہ خراج معین کے ظروف و میوہ جات ہدیہ لاتا ہے پس یہ غلام بلاشک مالک کے نزدیک زیادہ بہرہ ور
اور حصہ محبت کا زیادہ مستحق اور اس کی عنایت سے زیادہ نزدیک ہوگا کیونکہ جو غلام صرف اُسیقدر لاتا ہے
جتنا معین کردیا اسکو مالک سے محبت نہین صرف خوف سزا سے دیتا ہے اور جو غلام علاوہ خراج معین کے
ہدیہ وغیرہ بھی لاتا ہے وہ مالک سے محبت کی راہ چلتا ہے اور اسکی محبت کو پیش نظر رکھتا ہے یہی غلام مالک
کے قرب و محبت نصیب ہونیکا زیادہ مستحق ہے اور اللہ تعالی نے بندون پر صرف اسیوجہ سے واجب
کردیا کہ انکا ضعف و کسل کہ جو انکی حالت و صفت ہے اسکو معلوم تھی سو جو کچھ واجب کیا اسلیے واجب کیا کیونکہ
انھین چیزونمین جواب واجب کی ہین اختیار دیدیتے تو اسکو ہرگز نہ بجا لاتے مگر قدرے قلیل اور ایسے لوگ
بہت ہی تھوڑے ہین اسلیے اُنپر اپنی طاعت واجب کردی اور حقیقت مین دخول جنت کو واجب کیا پس انکو وجوب کی
زنجیرونمین باندھکر جنت کو روانہ کیا حدیث مین ہے کہ تیرا پروردگار ایسے لوگون سے تعجب فرماتا ہے جو زنجیرونمین
باندھکر جنت مین بھیجے جاتے ہین **تنبیہ و اعلام** جان تو اللہ تعالی تجھپر رحم فرماوے کہ ہمنے واجبات
کو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حق سبحانہ تعالی نے جتنی عبادتین واجب کی ہین اُنھین کی جنس سے کچھ
نفل بھی مقرر کی ہے تاکہ اس نفل سے اُس خلل کا تدارک ہوجاوے جو ادائے واجب مین مکلف سے
ہوجاتا ہے اسی طرح حدیث مین آیا ہے کہ اول بندے کی فرض نماز کو دیکھا جاویگا اگر اسمین کچھ نقصان ہوا
تو نوافل سے اسکی تکمیل کردیجاویگی اسکو خوب سمجھ لے اللہ تجھپر رحم فرماوے اور صرف اسی عمل پر کفایت
کر جو اللہ نے تجھپر فرض کیا ہے بلکہ تجھمین ایک مستعد کرنیوالی صفت بھی ہونی چاہیے جو اس امر پر
تیرے متوجہ ہونیکا باعث ہو کہ اللہ نے جو چیز تجھپر واجب نہین فرمائی اسمین بھی اللہ سے معاملہ ہونا چاہیے
اور اگر بندے اپنی میزان عمل مین صرف واجبات کے کرنے اور حرام کے چھوڑنے کا ثواب دیکھین تو
انکو اسقدر خیر و منت فوت ہوجاویگی جسکو کوئی گننے والا گن نہین سکتا اور اندازہ کرنیوالا اندازہ نہین کرسکتا
پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندون کے لیے دروازہ معاملہ کا کشادہ فرمایا اور اسباب وسائل
کو بیان کردیا اور جاننا چاہیے کہ حق تعالی کو معلوم ہے کہ میرے بندونمین کم ہمت بھی ہین اور ہمت والے
بھی اسلیے واجبات کو واجب کیا اور حرام کو بیان کیا جو کم ہمت تھے اُنھون نے صرف ادائے واجبات

اور ترک محرمات پر بس کیا اور ان کے دلوںمین غلبۂ محبت اور شیفتگی نہین ہے جو انکو باعث ہو کہ بدون
واجب کیے بھی معاملہ کرین سو ان کی مثال اس غلام کی سی ہے جسکا حال مالک کو معلوم ہے کہ اگر
اسپر خراج مقرر نکرونگا تو یہ کچھ نہ لائیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالے لنے اوراد کو موقت فرمایا اور اعمال
عبودیت کو مقرر کیا اور طلوع وغروب اور زوال اور سایہ کے برابر ہو جانے سے نماز کے اوقات بتلائے
اور نقد و تجارت اور مواشی مین جو مال بڑھتا ہے اُسمین سال گذرنے پر مقرر کیا اور کھیتی مین جب پیدا
ہو جیسا فرمایا وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ یعنے کھیتی کا حق کاٹنے کے دن دو اور حج کو عشرۂ ذی الحجہ
مین مقرر کیا۔ اور روزے ماہ رمضان مین ٹھہرائے پس ان اعمال کو معین کیا انکا وقت مقرر کیا اور اُنسے
جو وقت بچے اسمین حظوظ بشریہ اور سعی اسباب کے لیے فرصت دی اور جو اہل اللہ ہین اور انکو اللہ کی
طرف کی سمجھ ہے انھون نے تمام اوقات کو ایک وقت کر دیا اور تمام عمر کو اللہ کی طرف قصد کرنیکا راستہ بنایا
اور جان لیا کہ سارا وقت اسی کا ہے اسکا کچھ حصہ بھی غیر کے لیے نہین ٹھہرایا اسیواسطے شیخ ابو الحسنؒ نے فرمایا
ہے کہ بس ایک وظیفہ اختیار کر لو اور وہ ترک کرنا ہے خواہش نفسانی کا اور محبت کرنا مالک سے پھر محبت اس
محب کو بجز طاعت محبوب کے کوئی کام ہی نکرنے دیگی اور وہ لوگ جانتے ہین کہ ہمارے سانس مین حق تعالے
کی امانتین اور ودیعتین ہمارے پاس ہین اور یقین رکھتے ہین کہ انکے لحاظ رکھنے کا مطالبہ ہمسے کیا جاویگا
پس انھون نے اپنی ہمتین اسطرف متوجہ کر دین اور جیسا اللہ کی ربوبیت دائم ہے اسی طرح تجھپر حقوق ربوبیت
بھی دائم ہین سو اسکی ربوبیت جیسے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہین اسکے حقوق ربوبیت بھی ایسے ہی
ہونے چاہیین شیخ ابو الحسن فرماتے ہین کہ ہر وقت کے لیے عبودیت کا ایک حصہ ہے جسکا تقاضا حق تعالے
تجھ سے بحکم ربوبیت فرماتا ہے اب ہمکو لازم ہے کہ کلام کی باگ روک لین تاکہ مقصود کتاب سے علیحدہ
نہو جاوین۔ تیسری قسم سخاوت کی وہ جان دینا ہے راہِ مولی مین یہ سب اقسام مین افضل ہے اور
دوسری قسمین سخاوت کی اسی کے حاصل کرنے کے لیے ہین پس جو شخص اللہ کے ساتھ واجب مین دریغ
نہین کرتا کبھی غیر واجب خیرات مین دریغ کرتا ہے اور جو غیر واجب مین دریغ نہین کرتا کبھی جان
دینے مین دریغ کرتا ہے اور اسکے خرچ کرنے مین سخی نہین بنتا کیونکہ جان کی سخاوت کرنا اور اسکو خرچ
کرنا یہ اخلاق صدیقین اور حالات اہل یقین سے ہے جنکو اللہ کی معرفت ہو گئی انھون نے اپنی جانین
دے ڈالین کیونکہ انکو یقین ہے کہ غلام مالک کے آگے کسی شے کا مالک نہین ہوتا۔ اور جب جان کی سخاوت

سب اقسام میں کامل تر ہے تو اسکا بخل بھی سب سے بدتر ہوگا اس بیان سے شیخ کے اس قول کے معنی واضح ہوگئے کہ بعض حرص
بخل سے بعد حصول رزق کی پیدا ہوتی ہے اور یہ اشارةً واجمالاً بیان ہوا ہے نہ تفصیلاً کیونکہ کتاب اس مضمون کے لیے نہیں بنائی گئی
تیسری قسم اُن عوارض کی جو متعلقہ رزق میں پیش آتی ہیں کیونکہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ عوارض جو متعلقہ رزق میں پیش آتی ہیں
وہ تین طرح کے ہیں ایک قبل حصول دوسری وقت الحصول ان دونوں کا ذکر تو کلام شیخ میں ہو چکا اور ہمنے
اسکو خوب بیان کر دیا یہ تیسری قسم وہ عوارض ہیں جو بعد حصول اور ختم ہو چکنے رزق کے پیش آتے ہیں
یعنی افسوس ہونا پچھتانا ہمیشہ اسکا نگران رہنا سو اس سے بھی پاک ہونا چاہیے اور یہ ارشاد خداوندی سنو
لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ یعنے تاکہ نہ مغموم ہو تم اس چیز پر جو تم سے جاتی رہے
اور نہ اتراؤ اسپر جو تمکو دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا بچہ انتقال کر گیا آپنے
فرمایا **ف** یعنی قاصد سے **ت** کہ انکو یہ بات بتلا دو کہ اللہ ہی کا تھا جو لے لیا اور اسی کا ہے جو دے
رکھا ہے اور جو شخص بجز اللہ کے کسی چیز کے نہ ملنے پر افسوس کرے وہ بآواز بلند اپنی جہالت اور خدا سے
دوری کی خبر دے رہا ہے کیونکہ اگر اللہ کو پاتا تو ما سوا کو ڈھونڈھتا نہ پھرتا پس جو شخص اللہ کو پا لیتا ہے
پھر وہ کسی شے کو نہیں پاتا کہ اسکو تلاش کرے اور بندے کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو چیز اسکے ہاتھ میں نہیں آئی
وہ اسکا حصہ نہ تھا یا کوئی چیز اسکے پاس تھی اور گم ہوگئی وہ اسکا حق نہ تھا کیونکہ وہ اگر اوسکا رزق ہوتا تو دوسرے کے پاس جاتا
بلکہ اسکے پاس عاریت تھی جسنے عاریت دی تھی اُسنے لے لی اور جسنے ایجاد کیا تھا اوسنے واپس کر لیا اور کسی شخص کی ایک چچازاد بہن
تھی بچپن سے اسکے نامزد تھی جب یہ شخص بڑا ہوا ایسے امور پیش آئے کہ اس سے نکاح نہوا اُس لڑکی
کا اور کسی سے نکاح ہو گیا۔ ایک سمجھدار آدمی اسکے پاس آیا اور کہا کہ جس شخص نے تیری چچازاد بہن سے
نکاح کیا ہے تجکو مناسب ہے کہ اس سے جا کر معذرت کر کیونکہ تو اُس لڑکی کو لینا چاہتا تھا۔ اور وہ ازل
میں اسکی زوجہ تھی **ف** یعنی یہ معذرت کر کہ میں نے تمھارے حق لینے کا ارادہ کیا تھا نادانستگی
میں مجھسے یہ خطا ہوئی اب تم معاف کر دو اور کدورت نہ رکھو **ت** اور ایماندار کو اس مضمون میں کہ
فوت ہوئی چیز پر نادم نہ ہو یہ آیت بس ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ
اَصَابَهٗ خَيْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ
ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یعنے بعضا آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت کنارے پر کرتا ہے اگر اسکو
کوئی مال ملگیا تو اسمیں مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آزمائش لگی تو اُلٹے منہ لوٹ جاتا ہے ٹوٹے میں پڑا یہ

شخص دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی یہ کھلاتا ہے سو حق تعالے نے اس شخص کی مذمت فرمائی ہے جو چیزون کے ملنے کے وقت اسکے ساتھ جی لگائے دیکھو کس طرح فرمایا۔ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ یعنے اس مال پر جی لگا بیٹھا اور اگر اسکو سمجھ ہوتی تو سوائے اللہ تعالے کے کسی چیز سے دل نہ لگاتا اور صرف اللہ ہی کے ساتھ اسکا جی لگتا اسی طرح اس شخص کی بھی مذمت فرمائی جو ان چیزون کے گم ہوجانے کے وقت مغموم ہو کیونکہ فرمایا وَاِنْ اَصَابَتْہُ فِتْنَةُ اور فتنے کی تفسیر ہے اس مرغوب چیز کا گم ہوجانا جس سے جی لگا تھا اِنْقَلَبَ عَلٰی وَجْھِہٖ یعنے اسکی عقل متحیر ہوجاتی ہے اور نفس بھول جاتا ہے اور قلب غافل ہوجاتا ہے اور یہ صرف اسوجہ سے ہے کہ اللہ کی معرفت اسکو نصیب نہین اور اگر اللہ کو پہچانتا تو اسکا موجود ہونا تمامی موجودات سے بے پروا کردیتا اور اسکے باعث ہر مفقود سے مستغنی ہوجاتا اور جسنے اللہ کو نپایا اُسنے کچھ بھی نپایا اور جسنے اللہ کو پالیا اسنے کسی چیز کو گم نہین کیا اور جس شخص نے ایسی ذات کو پالیا جسکے ہاتھ مین ہر چیز کی بادشاہت ہے اسکو کیونکر کہین کہ اسنے کسی چیز کو گم کیا ہے اور جسنے موجد اشیا کو پالیا اسکو کیسے کہین کہ اسنے کسی چیز کو گم کیا ہے اور جسنے ایسی ذات کو پالیا جو ہر چیز مین جلوہ گر ہے اسکو کیسے کہین کہ اسکی کوئی چیز گم ہوگئی پس ماسوی اللہ اہل معرفت کے نزدیک یافت ونایافت کے ساتھ موصوف نہین ہوتا وجہ یہ کہ اسکے آگے کوئی موجود ہی نہین کیونکہ اسکی احدیت ثابت ہے اسیطرح کوئی چیز مفقود بھی نہین کیونکہ مفقود وہ چیز ہوتی ہے جو پہلے موجود ہوئی ہو اور اگر حجاب وہم پھٹ جاوے تو معاینہ ہوجاے کہ اشیاء عالم موجود نہین اور نور یقین چمک اوٹھے اور وجود کائنات کو ڈھانپ لیوے اور جب تو اسکو سمجھ چکا تو تجکو لازم ہے کہ کسی چیز کے گم ہونے پر غم مت کر اور کسی شے کے موجود ہونے کیطرف میل مت کر کیونکہ جو شخص ایسا ہو کہ چیز پائے تو میلان کرے اور نپائے تو مغموم ہو اسنے ثابت کردیا کہ وہ اس چیز کا بندہ ہے جسکے ہونے نے اسکو خوشنود اور گم ہونے نے غم آلود کیا ہے اور اس مقام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنو برباد ہوجاوے بندہ دینار کا برباد ہوجائے بندہ درم کا برباد ہوجائے بندہ کملی کا برباد ہوجائے اور سرنگون ہوجاوے اور اگر اسکے کانٹا لگے تو نکلنا نصیب نہو۔ سو اپنے دلمین بجز اللہ کی محبت اور دوستی کے کسی چیز کو جگہ مت دے کیونکہ تیرا رتبہ اس سے زیادہ ہے کہ تو غیر کا بندہ ہے اللہ نے تجکو لائق غلام بنایا۔ تو نالائق غلام کیون بنتا ہے اور جنکو اللہ کی طرف کی سمجھ ہے انکی فہم انکو کسی شے کے ہونے کی طرف مائل نہین ہونے دیتی اور نہ کسی شے کے نملنے سے نگران ہونے دیتی ہے

تاکہ انکی عبودیت محفوظ رہے اور ماسوائے آزادی درست رہے مین نے اپنے شیخ ابو العباس سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اہل حال دو قسم ہین ایک تو وہ شخص جو حال مین حال کا ہو رہا ہے اور ایک وہ شخص جو حال مین حال پیدا کرنیوالے کا ہو رہا ہے سو جو شخص کہ حال مین اپنے حال کا ہو رہا ہے وہ بندۂ حال ہے اور اسکی یہ کیفیت ہے کہ اگر حال کو پاتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب نہین پاتا تو غمگین ہوتا ہے اور جو شخص کہ حال مین حال پیدا کرنیوالے کا ہو رہا ہے وہ بندۂ خدا ہے نہ کہ بندۂ حال اور اسکی یہ کیفیت ہے کہ اگر حال کو نپائے تو غمگین نہین ہوتا اور جو پائے تو خوش نہین ہوتا پس یہ ارشاد خداوندی ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ اسکی تفسیر یہ ہے کہ عبادت کرتا ہے اللہ کی ایک کنارے پر یعنی ایک جہت پر وہ جہت اگر زائل ہو گئی اسکی طاعت بھی زائل ہو گئی اور اسکی اطاعت منقطع ہو گئی اور اگر اسکو ہماری طرف کی سمجھ ہوتی تو ہر حالت اور ہر جہت مین ہماری عبادت کرتا جیسا وہ تیرا ہر حال مین تیرا رب ہے اسطرح تو ہر حال مین اسکا بندہ ہو فرمایا فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ یعنی اسکو اگر کوئی خیر پہونچتی ہے جو اسکے نفس کے موافق ہو کہ اسکی نظر مین خیر ہے اور کبھی واقع مین شر ہوتی ہے وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ یعنے اگر وہ خیر جاتی رہے جس سے مطمئن ہوا تھا اور اسکو فتنہ یعنی آزمایش فرمایا کیونکہ نعمت کے گم ہونے مین مومن کے ایمان کا امتحان ہوتا ہے اور نہ ہوتے مین لوگونکے حال معلوم ہوتے ہین بہت سے لوگ ایسے ہین جو گمان کرتے ہین کہ ہمارا غنا اللہ کیساتھ ہے حالانکہ انکا غنا اسباب سے اور طرق اکتساب سے ہے اور بہت سے لوگ گمان کرتے ہین کہ ہمکو اپنے رب سے اُنس ہے اور حالانکہ انکا انس اپنے حال سے ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ حال جاتے رہنے سے اُنس بھی جاتا رہتا ہے پس اگر رب سے انس ہوتا تو وہ تو دائم و باقی ہے انس بھی دائم و باقی رہتا فرمایا اللہ تعالے نے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ دنیا کا تو یہ نقصان ہوا کہ مراد دنیوی حاصل نہوئی اور آخرت کا اسلیے نقصان ہوا کہ اسکے لیے عمل نہین کیا سو جو کچھ اسکا مطلوب تھا جاتا رہا اور ہمنے ہمکو تو طلب کیا نہ تھا کہ ہم اسکے ہو جاتے خوب سمجھ لو

فصل اس فصل مین مثالین ذکر کرینگے اللہ کے آگے تدبیر چلانے کی اور تدبیر چلانیوالون کی اور مثالین رزق کی اور اللہ تعالیٰ کے کفیل ہونے کی۔ کیونکہ مثال سے خوب حال کھلتا ہے **پہلی مثال** جو اللہ کے آگے تدبیر چلانے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی شخص نے سمندر کے کنارے پر مکان بنایا ہو وہ جسقدر عمارت مین کوشش کرتا ہے موجین بڑھتی جاتی ہین اسکے سارے حیلے رخصت ہو جاتے ہین یہی حال اُس شخص کا ہے

جو اللہ کے آگے تدبیر کرتا ہے کہ وہ تو تدبیر کی عمارتین تیار کرتا ہے اور تقدیر آکر اسکو گرا دیتی ہی اسیواسطے
کہا گیا ہے کہ مُدبر تدبیر کرتا ہے اور تقدیر ہنستی ہے اور شاعر نے کہا ہے ؎ عمارت کب وہ پوری ہوکہ تو
اسکو بناتا ہو + مگر ہو دوسرا اس جاکہ وہ اسکو گراتا ہو **مثال ۲** مدبر کی ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص
ریگ کے ڈھیر مین آکر اسپر مکان چنے آندھی جو آئی سب ریگ اڑ گیا جو بنایا تھا وہ گر گیا جیسا کہا گیا ہے ؎
مثلئے گھر انکے ملکر ریگ مین + کب رہے قائم جو ہو گھر ریگ مین **مثال ۳** مدبر کی ایسی مثال ہے جیسے ایک
لڑکا اپنے والد کیساتھ سفر کرے اور دونون رات کو چلین اور باپ چونکہ اپنے لڑکے پر غایت درجہ کا
شفیق ہے وہ لڑکے کی بیخبری مین دیکھ بھال کر رہا ہے مگر لڑکا بوجہ حائل ہونے تاریکی کے باپ کو نہین دیکھتا
اسلیے وہ لڑکا اپنی فکر مین مبتلا ہے کہ کس طرح کرے یکا یک چاند نکل آیا اور باپ کو دیکھا کہ پاس ہے اسکا
جی ٹھہر گیا۔ اور دلکو سکون ہو گیا چونکہ اپنے باپ کو پاس دیکھا اسوقت باپ کی تدبیر پر اپنی تدبیر سے مستغنی
ہو گیا ایسا ہی جو شخص اپنے لیے تدبیر کرتا ہے وہ اسلیے تدبیر کر رہا ہے کہ شب دوری مین مبتلا ہے اسکو اللہ
تعالیٰ کا قرب معلوم نہین اگر ماہتاب توحید یا آفتاب معرفت طلوع کرے تو اللہ کا قرب مشاہدہ کر کر
پھر تدبیر کرتا ہوا شرمائے اور اللہ کی تدبیر پر اپنی تدبیر سے مستغنی ہو جاوے **مثال ۴** تدبیر ایک
درخت ہے پانی اسکا بدگمانی ہے پھل اسکا اللہ سے دوری ہے کیونکہ اگر بندے کو اپنے رب سے
حسن ظن ہوتا تو درخت تدبیر بوجہ اسکی غذا موقوف ہو جانیکے اسکے قلب مین خشک ہو جاتا اور اسکا پھل
اللہ سے دوری اسلیے ہی کہ جو شخص اپنے لیے تدبیر کرتا ہے وہ اپنی عقل پر اکتفا کرتا ہے اور اپنی تدبیر پر راضی
ہوتا ہے اور اپنی ہستی پر حوالہ کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ اسی پر حوالہ کر دیا جاوے اور منت الٰہیہ کو اسکے پاس
نہ جانے دیا جاوے **مثال ۵** تدبیر کی ایسی مثال ہے جیسے کسی غلام کو اسکے مالک نے ایک شہر مین واسطے
درستی کسی متاع کے بھیجا وہ غلام اُس شہر مین گیا اور کہنے لگا مین کہان رہون کس سے شادی کرون غرضکہ
وہ اسی مین لگا رہا اور اپنی ہمت کو اسی جگہ صرف کر دیا اور جو مالک نے حکم کیا تھا اسکو معطل چھوڑ دیا جب
وہ مالک اسکو اپنے پاس بلاویگا تو اسکی سزا یہ ہے کہ اسکو دوری اور مجبوری کا مزہ چکھاوے کیونکہ وہ اپنے
بکھیڑو نمین مالک کے حق سے غافل ہو گیا پس اے مؤمن ایسا ہی تیرا حال ہے اللہ تعالےٰ نے تجھکو اس
دنیا مین بھیجا اور اپنی خدمت کا حکم دیا اور تیرے لیے تدبیر کا سرانجام کیا اگر تو اپنی تدبیر مین لگکر اپنے
مالک کے حق سے غافل ہو گیا تو طریق ہدایت سے تو نے روگردانی کی اور ہلاکی کی راہ چلا **مثال ۶** مدبر اور

ملفوظ شریف

غیر مدبر کی ایسی مثال ہے جیسے بادشاہ کے دو غلام ہون ایک تو اپنے آقا کے احکام مین لگا ہو کھانے پینے کی طرف التفات نہین کرتا اسکو بڑی فکر آقا کی خدمت گذاری ہے اس امر نے اس غلام کو اس کے حظوظ و ضروریات کی فرصت سے غافل کر رکھا ہے اور ایک دوسرا غلام ہے جب اسکو آقا بلاتا ہے کبھی اپنے کپڑے دہو رہا ہے کبھی اپنے جانورون کو مل دل رہا ہے کبھی اپنا بناؤ سنگار کر رہا ہے سو پہلا غلام عنایت آقا کا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت دوسرے غلام کے جو کہ اپنے حظوظ و ضروریات مین لگ کر آقا کے حقوق سے غافل ہے اور غلام کو اسلیے خریدا جاتا ہے کہ آقا کی خدمت کرے نہ کہ ہر وقت اپنے کام مین لگا ایسا ہی حال ہے بندۂ دانا کا اسکو ہمیشہ اسی حال مین دیکھو گے کہ اپنے نفس کے مرغوبات اور مہمات کو چھوڑ کر اللہ کے حقوق اور احکام کی نگہداشت مین لگا رہتا ہے جب اسکا یہ حال ہوگا تو اللہ تعالی بھی اسکے سارے کام بنا دیگا اور اسکی طرف اپنی عطاے جزیل سے متوجہ ہوگا کیونکہ وہ توکل مین صادق ہے اور جو اللہ پر بھروسا کرتا ہے اللہ اسکو بس کرتا ہے اور غافل کا یہ حال نہین بلکہ اسکو جب دیکھو گے اپنے دنیا کے اسباب حاصل کر رہا ہے اپنی خواہش نفسانی کے ذریعے جمع کر رہا ہے اپنے نفس کی تدبیر کر رہا ہے اور اسی پر حوالہ کر دیا گیا ہے خوبی وثوق و صدق توکل سے دور پڑا ہے **مثال ۷** مدبر کی ایسی مثال ہے جیسا پھیلا ہوا سایہ جبکہ آفتاب برابر نہین ہوتا اور جب آفتاب ٹھیک سر پر آجاتا ہے تو وہ سایہ فنا ہو جاتا ہے یہان تک کہ یون ہی سایہ ایک نشان رہ جاتا ہے کہ استوا کے وقت محو نہین ہوتا یہی حال ہے آفتاب معرفت کا جب قلوب کے مقابل آتا ہے وجود تدبیر کو محو کر دیتا ہے البتہ کچھ تدبیر بندے کی اسلیے رہ جاتی ہے کہ اسپر احکام شرعی جاری ہو سکین **مثال ۸** مدبر کی ایسی مثال ہو جیسے ایک شخص نے کوئی گھر یا کوئی غلام فروخت کیا پھر جب سودا پورا ہو چکا تو بائع مشتری کے پاس آیا اور کہا کہ اسمین کوئی مکان مت بنانا یا فلان کوٹھری اسکی گرا دینا اسمین فلان بات کرنا یا خود بائع ان کامونکو کرنے چلا پس اس سے کہا جاویگا کہ تو تو فروخت کر چکا ہے اب فروخت کرنے کے بعد مبیع مین تیرا تصرف نہین ہا کیونکہ بیع کرنے کے بعد منازعت نامعقول ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ اسنے سب کی جانین اور اموال بعوض جنت کے خریدے ہین تو مومن پر لازم ہے کہ اپنے اور اپنے نام کی چیز کو اللہ کے سپرد کر دے کیونکہ اسی نے پیدا کیا اور اسی نے خرید لیا اور سونپنے کو یہ بات لازم ہے کہ جو چیز سونپ دے اسکی تدبیر ترک کر دے رہگیا رزق تو بندے کی بہ رزق کی مثال دنیا مین ایسی ہو جیسے کوئی آقا اپنے غلام

سے کہے اس گھر مین فلان کام مین لگا رہ سو یہ نہین ہو سکتا کہ کام کرنے کا تو حکم کر دے اور کھانے پینے پہننے
کی خبر نہ لے اور اسکی کفالت و رعایت کا سر انجام نکرے اسی طرح بندے کو اللہ تعالے نے دنیا مین طاعت
دبجا آوری احکام کا حکم فرمایا ہے اور اسکی روزی کا کفیل ہو گیا سو بندے کو خدمت کرنا چاہیے مالک اپنی
عنایت سے اسکا خبر گیران ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَأْمُرْ أَهْلَكَ الی قولہ لِلتَّقْوٰی اور اسکا بیان اوپر
گذر چکا **مثال ۹** بندے کی مثال دنیا مین اللہ تعالی کے ساتھ ایسی ہے جیسا بچہ اپنی ماں کیساتھ
ماں کبھی بچے کو اپنی کفالت سے نہین چھوڑتی اور رعایت سے نہین نکالتی ایسے ہی اللہ تعالی مؤمن
کی کفالت فرماتا ہے اور اسکو نعمتین بھیجتا ہے اور محنتین دفع کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
عورت کو دیکھا جسکے پاس بچہ تھا آپنے صحابہؓ سے فرمایا کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ اپنے بچہ کو آگ مین پھینکدے
لوگون نے عرض کیا نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ یہ ماں اپنے بچے پر جسقدر مہربان ہے اللہ تعالی اپنے
بندے مؤمن پر اس سے زیادہ مہربان ہے **مثال ۱۰** بندے کی مثال دنیا مین ایسی ہے جیسا ایک غلام ہو اسکو
مالک نے حکم کیا کہ فلان جگہ جا اور اپنا کام پکا کرلے کیونکہ یہان سے فلان طرف کو تجھ سفر کرنا ہے اور اپنا ساز و
سامان لے جب مالک نے اسکو یہ اجازت دیدی تو یقینی بات ہے کہ اسکیلیے مباح کر دیا کہ جس چیز سے
اپنی ترکیب جسمانی قائم رکھنے مین مدد ملے اسکو کھائے پیے تاکہ ساز و سامان کے طلب کرنے مین سعی و اہتمام
کر سکے اسیطرح حق تعالی نے بندے کو اس دنیا مین پیدا کیا اور حکم فرمایا کہ یہان سے سفر آخرت کیلیے توشہ
لے لے چنانچہ ارشاد ہوا وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى یعنی توشہ لو پس سب سے اچھا توشہ تقوی
ہے پس معلوم ہو گیا کہ جب آخرت کے لیے توشہ لینے کا حکم فرمایا تو دنیا سے ایسی چیزون کا لینا مباح کر دیا جنسے
توشہ کے جمع کرنے اور سفر کے لیے آمادہ ہونے اور آخرت کے لیے سامان درست کرنے مین مدد پہونچے **مثال ۱۱**
بندے کی مثال اللہ تعالی کیساتھ ایسی ہے جیسے کسی مالک کے اسکے پاس ایک باغ ہے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس
باغ مین درخت لگا دے زراعت کرے اور اسکی درستی کا اہتمام کرے سو اگر یہ غلام حکم پاتے ہی مالک کے حکم کو بجا لاۓ
اور کسی ساعت باغ سے نہین نکلتا سو اگر یہ غلام اس باغ مین سے کچھ کھا پی لیوے تو مالک نہ ملامت کریگا نہ
اس کھانے سے منع کریگا کیونکہ جب اوس سے کھائیگا تو اسمین محنت بھی کریگا لیکن اس غلام کو یہ چاہیے کہ
اسیقدر کھائے جس سے کاروبار مین سہارا لگے لذت اور خواہش کیواسطے نہ کھائے **مثال ۱۲** بندے کی
مثال اللہ تعالی کیساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے بہت بڑا باغ لگایا اور بہت بڑا مکان بنایا کسی نے پوچھا

کہ کس کے لیے یہ سامان کیا ہے اُس نے کہا اپنے لڑکے کے لیے کیا ہے جسکے پیدا ہونے کی امید ہے تو
اُسنے بوجہ محبت کے لڑکے کی ضرورت کی چیزین اسکے پیدا ہونے کے پہلے مہیا کر دین کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ جب
اُسکے ہونے سے پہلے سب کچھ تیار کر رکھا ہے کیا اسکے ہونے کے بعد اسکو نہ دیگا اسیطرح بندے کی حالت
اللہ تعالیٰ کیساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کے پیدا ہونے سے پہلے دنیا مین نعمت مہیا کر رکھی ہو اگر نعم
ہو تو نعمت تیرے ہونے سے پہلے ہو چکی ہے کیا تجکو معلوم نہین کہ اسکی عطا تیرے وجود سے پہلے اور اسکی نعمت
تیرے ظہور سے پہلے ہو چکی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ازل مین عطا فرما چکا ہے قبل اسکے کہ بندہ موجود ہوا اور
اوسکا کچھ عمل وقوع مین آوے سو جو چیز اللہ نے ازل مین تیری قسمت مین لکھدی ہو اور تیرے لیے جمع کر دی
ہے اس سے تجکو محروم نکریگا کیا ہو سکتا ہے کہ ہونے سے پہلے مہیا کر دے اور ہو چکنے بعد نہ دے مثال ١٣
بندے کی مثال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی ہے جیسا بادشاہ کسی نوکر کو اپنے گھر لایا اور حکم دیا کہ فلان کام کر
سو یہ نہین ہو سکتا کہ بادشاہ نوکر کو لائے اور اوس سے اس گھر مین کام لے اور بے کھلائے اسکو چھوڑ دے
کیونکہ بادشاہ کی شان اس سے ارفع ہے ایسا ہی بندے کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے سو دُنیا تو اللہ
کا گھر ہے اور تو نوکر ہے اور کام طاعت کرنا ہے اور اجرت جنت ہے سو ایسا نہین ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ
تجکو کام کرنے کو فرما دے پھر تیرے پاس وہ سامان نہ بھیجے جس سے تو مدد لے سکے مثال ١٤
بندے کی مثال اللہ کے ساتھ ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک بادشاہ کریم کے گھر مہمان ہوا سو اس مہمان
کو سزاوار ہے کہ اپنے کھانے پینے کی فکر نکرے کیونکہ اگر ایسا کیا تو بادشاہ پر تہمت و بدگمانی ہے اور یہ
مضمون شیخ ابو مدینؒ کا مقولہ اوپر گذر چکا ہے اسی طرح دنیا اللہ کا گھر ہے اور اسمین جو لوگ ہین وہ اسکے
مہمان ہین اور یہ نہین ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی بندونکو تو مہمانداری کا
حکم فرما دے اور خود مہمان کی خبر نہ لے سو جو شخص دنیا مین اپنے کھانے پینے کی دُھن مین ہو وہ بادشاہ
حقیقی کی نظر مین مبغوض ہے کیونکہ اگر اسکو اللہ مین شک نہوتا تو اپنے حال کی کیون فکر کرتا مثال ١٥
بندے کی مثال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی ہی جیسے ایک غلام کو بادشاہ نے حکم دیا کہ فلان جگہ جا کر رہے
اور اس جگہ جو غنیم ہے اس سے لڑے اور اپنی ہمت اسکے مقابلہ مین صرف کرے اور اسکے مقابلے مین
ہمیشہ لگا رہے سو یقینی بات ہے کہ جب بادشاہ نے اسکو یہ حکم دیا ہے تو اسکے لیے یہ بھی مباح کر دیا ہو کہ
اس شہر کے تحائف و خزائن سے امانتداری کے ساتھ کھایا کرے تا کہ جسکے مقابلہ کا حکم بادشاہ نے دیا ہے

اُسکے مقابلے مین قوت حاصل کرے اسی طرح بندون کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ شیطان سے لڑین چنانچہ فرمایا
وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ یعنی اللہ کی راہ مین خوب مجاہدہ کرو جیسا مجاہدہ کا حق ہو اور فرمایا
اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا یعنی بیشک شیطان تمہارا دشمن ہو تو اسکو دشمن ہی
سمجھو پس جب بندونکو شیطان سے لڑنے کا حکم دیا تو اسکی بھی اجازت دی کہ اسکی نعمتون سے اسقدر
کھالیوین جس سے محاربۂ شیطان مین قوت حاصل کرین کیونکہ اگر کھانا پینا چھوڑ دو تو طاعت کا بجالانا اور
خدمت مین آمادہ ہونا ممکن نہو سو بادشاہ کا مجاہدہ کے لیے حکم فرمانا اسکو بھی شامل ہی کہ جتنی چیزین بادشاہ
کی کھلاتی ہین جنکو تیرے لیے تیار کر رکھا ہے اسکا برتنا مباح ہی لیکن بطریق امانت وحفاظت حقوق کے ہو
ف یعنی کسی اور کا حق نہ کھالے **مثال ۱۶** بندے کی مثال اللہ تعالی کے ساتھ ایسی ہے
جیسا کسی شخص نے ایک درخت لگایا اس ارادے سے کہ یہ بڑھے اسکی پودہ پھیلے سو درخت کو اگر علم ہو تو
وہ خود جان سکتا ہے ورنہ ہم اسکی نسبت یقیناً جانتے ہین کہ یہ نہین ہوسکتا کہ اسکو لگائے اور پانی ندے یہ کیسے
ہوسکتا ہے اسکو تو شوق ہے کہ اسکی پودہ بڑھے یہ بڑا ہو اسی طرح اے شخص تو درخت ہی اللہ تعالی تیرا
بونے والا اور ہردم سینچنے والا ہے تیری غذا پہونچانیکا سامان کرنیوالا ہے تو اسپر یہ بدگمانی مت کر کہ تیرے
درخت وجود کو بوئے اور بونے کے بعد پانی ندے کیونکہ وہ غافل نہین **مثال ۱۷** بندے کی
مثال اللہ تعالی کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ نے جسکے بہت سے غلام ہین ایک گھر بہت عمدہ
بنایا اور اسکو خوب سجایا اور اسمین باغ لگایا اور اسمین جمیع مرغوبات پورے طور سے رکھے مگر ابھی یہ غلام
دوسری جگہ ہین اور بادشاہ کو منظور ہے کہ انکو اس گھر مین لاوے کیا گمان کرسکتے ہو کہ یہ بادشاہ جسکی
نظر مین یہ تمام ترذخیرہ اور سامان کے علت غائی یہی غلام ہین وہ ان لوگون کو انکی معمولی جگہ مین اپنی نعمت
اور فضلۂ طعام سے منع کریگا اسی طرح بندونکی حالت اللہ تعالی کے ساتھ ہے انکو دُنیا مین پیدا کیا اور
جنت کو مہیا کیا جیسا آخرت کو مہیا کیا اور اسکو منظور ہے کہ دُنیا مین سے وہ چیز برتا ئے جنسے اسکا
وجود قائم رہے اسیواسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ
اور فرمایا كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اور فرمایا يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور فرمایا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ
سو جبکہ تیرے لیے نعمت باقی کو ذخیرہ فرمایا اور تجھپر اس سے احسان کیا تو فانی سے تجھکو کیون محروم کریگا

اور اگر محروم کرے تو اسمین خیر ہے محروم کریگا جو تیری قسمت مین نہین وہ تیرا حق نہین سو ایسا ندینا یہی عطا و شفقت ہوا اسکو معلوم ہے کہ اسمین تیری مصلحت اور تیرے کام کی درستی ہے جیسا درخت سے لگاتار پانی آنے کو رُوک دیتے ہین تاکہ ہر وقت کا پانی اسکو تلف نکردے **مثال ۱۸** جو شخص دنیا کی فکر مین زاد آخرت سے غافل ہوجاوے اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص ہو کہ درندہ اسپر چڑھا آتا ہے اور قریب ہے کہ اسکو پھاڑ ڈالے اور ایک مکھی بھی آکر بیٹھ گئی یہ شخص مکھی کے ہٹانے مین لگکر شیر سے کچھ بچاؤ نہین کرتا سو ایسا شخص بڑا احمق ہے بالکل عقل کو کھوئے بیٹھا ہے اور اگر یہ عقل کے ساتھ موصوف ہوتا تو اسکو شیر کا اور اسکے حملے کا اور اسکے چڑھے چلے آنے کا اتنا بڑا دھندا تھا کہ مکھی کے قصے مین مشغول ہونیکی فکر بھی نکرسکتا یہی حال اس شخص کا ہے جو دنیا کی فکر مین آخرت کے توشے جمع کرنے سے غافل ہوجاوے یہ اسکی حماقت کی دلیل ہے کیونکہ اگر صاحب فہم و عقل ہوتا تو آخرت کے لیے سامان کرتا جسکی اس سے بازپرس ہوگی وہان کھڑا کیا جاویگا اور مقدمہ رزق کے اہتمام مین مشغول نہوتا کیونکہ اسکا اہتمام کرنا آخرت کے مقابلے مین ایسا ہے جیسے شیر کے سامنے مکھی **مثال ۱۹** بندے کی مثال اللہ تعالی کے ساتھ ایسی ہے جیسا باپ کے آگے بچہ کہ باپ کے ہوتے کچھ غم نہین پالتا اور نہ افلاس سے ڈرتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ باپ میرا کفیل ہے اسکے اعتماد نے اسکی زندگی خوش کردی اور اسکا غم زائل کردیا اسی طرح مومن کا حال اللہ تعالے کے ساتھ ہے کہ وہ کچھ غم نہین پالتا اور اسکے میدان قلب مین رزق کی بابت غموم نہین آتے کیونکہ جانتا ہے کہ خدا تعالی اسکو مہمل نہ چھوڑیگا اور اپنے فضل سے جدا نکریگا اور اپنے جود و احسان سے محروم نکریگا **مثال ۲۰** بندے کی مثال اللہ تعالی کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک غلام ہے اسکا مالک توانگر ہے ثروت اور غلامون سے احسان کرنیکے ساتھ موصوف ہو انکار کرتا ہوا کبھی ندیکھا گیا ہو جود و عطا مین معروف ہو اور غلام کو اسکے فضل پر اعتماد ہے اسکے احسان پر نظر رکھتا ہے اپنے مالک کی توانگری معلوم ہے اسلیے تمام رنج و محن سے علحدہ ہے اور یہی مضمون حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا باعث ہوا فرماتے ہین کہ ایکبار قحط کے ایام مین کسی جگہ میرا گذر ہوا ایک غلام کو دیکھا کہ خوش و خرم ہے اس مصیبت کی خبر نہین جسمین لوگ گرفتار ہین مین نے پوچھا اے جوان تجھکو خبر نہین لوگ کس بلا مین مبتلا ہین کہنے لگا مجھکو تو پتا بھی نہین میرے مالک کے پاس ایک پورا گاؤن ہے ہر روز کے خرچ کے لائق ہمارے یہان آجاتا ہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ اگر اسکے مالک کے پاس ایک پورا گاؤن ہے

تو میرے مالک کے پاس تو تمام آسمان وزمین کے خزانے ہین مجکو اسکی نسبت اپنے مالک کے ساتھ وثوق کرنا زیادہ زیبا ہے یہی سبب میری آگاہی کا ہوا **مثال ۲۱** جو شخص سبب مین مشغول ہو اور اسباب سے روزی دیا جاتا ہے اسکی مثال تو اس غلام کی سی ہے کہ اس سے مالک نے کہا کہ کام کر اور اسمین سے کھا اور جو شخص اسباب کا تارک ہے اسکی مثال اس غلام کی سی ہے جس سے مالک نے کہا تو میری خدمت مین رہا کر مین اپنی نعمت تجکو دیتا رہونگا **مثال ۲۲** جو شخص اسباب مین اللہ تک نظر پہونچاوے اسکی مثال ہے کہ جب آسمان سے بارش ہونے لگے تو کوئی آدمی پرنالے کے نیچے بیٹھ جاوے بعض صرف اللہ ہی کا شکر کرتا ہی اور پرنالے کے نیچے بیٹھ جانے سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ شخص بارش کو اسکی طرف نسبت کرے بلکہ یقیناً جانتا ہی اگر پرنالے مین پانی نہ آوے تو خاک بھی نہ ملے اسی طرح اسباب نعم الٰہی کے پرنالے ہین پس جو شخص اسباب مین داخل ہو مگر نعمت اللہ کے ساتھ متعلق سمجھے نہ کہ اسباب کے ساتھ اسکو اسباب سے کچھ ضرر نہین اور اسپر لذت دُوری اور رگاہ نہین اور جو شخص اسباب پر ٹھہرا رہ جاوے اور مالک اسباب سے غافل ہو اسکی مثال چوپایہ کی سی ہے کہ جب مالک اسکے پاس ہوکر گذرتا ہے تو وہ اسکی طرف التفات بھی نہین کرتا اور حالانکہ وہ مالک ہے اور سائیس کو اس جانور کا خرچ وہی دیتا ہے اور جب سائیس آتا ہے تو نظر خوشامد سے اسکو دیکھتا ہے اور شوق ظاہر کرتا ہی چونکہ اسکے ہاتھ سے کھانے کا خوگر ہے بندے کی بھی یہی حالت ہے کیونکہ جب خلقت کے ہاتھ سے احسان جاری ہو اور یہ اُن ہی کی طرف سے مشاہدہ کرے اور اُنسے گذر کر آگے اپنی نظر نہ ڈالے اسکی مثال چوپایہ کی سی ہے بلکہ چوپایہ کی حالت اس سے اچھی ہے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ‎ه **مثال ۲۳** جو شخص اسباب پر ٹھہرا رہ جاوے اور جو شخص اللہ تعالیٰ تک نظر پہونچاوے انکی مثال ان دو شخصون کی سی ہے کہ حمام مین گئے ایک تو کامل العقل ہے دوسرے پر حماقت غالب ہے یکایک پانی بند ہوگیا جو عاقل ہے اسکو معلوم ہے کہ اس پانی کا کوئی پیچھے سے پھیرنے والا ہی کہ پھیر رہا ہے اور کوئی چلانیوالا ہے کہ چلا رہا ہے وہ اسکے پاس آویگا تاکہ جسکو بند کر لیا ہے اسکو چھوڑ دے یا اور جو مرضی ہو وہ کرے اور دوسرا شخص جو ہے وہ نل کے پاس آکر کہتا ہے اے نل ہمارے لیے پانی جاری کردی تجکو کیا ہوا کہ پانی بند کر دیا اس سے یہی کہا جاویگا کہ تو احمق ہے اور نل کچھ سُن سکتا ہے یا کچھ کر سکتا ہے وہ تو ایک محل اور پانی کا راستہ ہے جو اسمین جاری کیا جاتا ہے وہ ظاہر ہوتا ہے **مثال ۲۴** ذخیرہ کرنیوالے کی ایسی مثال ہے جیسے کسی بادشاہ کا ایک غلام ہے اسکو بلخ مین معزز

کر دیا تا کہ اسکو بنا دے سنوارے سو غلام کو اس باغ کے پھل مین سے اسقدر رکھانا جائز ہے کہ درخت لگانے کھیتی بونے مین مدد پہونچے اور جمع کرکے رکھنا جائز نہین کیونکہ اس باغ کا پھل ہمیشہ رہتا ہے اور اس کا مالک غنی قدرت والا ہے پس اگر بدون اجازت مالک کے اپنے لیے جمع کرکے رکھا اور مالک پر بدگمانی کی تو خائن ہوا اور جو شخص ذخیرہ نہین رکھتا اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک غلام ہے مالک کے گھر مین یا باغ مین اور جانتا ہے کہ میرا مالک مجکو نہ بھولے گا اور نہ مہمل چھوڑیگا بلکہ میرے لیے مال خرچ کریگا اور اپنا احسان مجکو پہونچا دیگا سو اپنے مالک کے باعث ذخیرہ رکھنے سے مستغنی ہو گا اور اسکی تو انگری کے سبب محتاجی کی پروا نہ کریگا اور اسکے سوا کسی شے پر اعتماد نکریگا ایسا غلام لائق اسکے ہے کہ اسپر توجہ دیوے اور عطا سے اسکے کام پورے کیے جاوین **مثال ۲۵** جو شخص امانت کے طور پر ذخیرہ کرے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی بادشاہ کا ایک غلام ہے کہ مالک کے آگے کوئی چیز اپنی نہین سمجھتا اور جو کچھ اُسکے پاس ہے نہ اسکے ذخیرہ کرنے پر اعتماد کرتا ہے نہ خرچ کرنے پر بلکہ وہی بات اختیار کرتا ہے جو مالک اسکے لیے پسند کرے سو جب یہ سمجھے کہ مالک کو اس چیز کا رکھنا مقصود ہے تو مالک کے لیے رکھتا ہے نہ کہ اپنے لیے یہان تک کہ موقع صرف کا منتظر رہتا ہے جب مالک کی مرضی خرچ کرنیکی سمجھتا ہے اسمین صرف کر دیتا ہے سو اس شخص پر رکھنے مین کچھ ملامت نہین کیونکہ اسنے اپنے مالک کے لیے رکھا ہے اپنے لیے نہین رکھا یہی حال ہے اہل معرفت کا اگر خرچ کرتے ہین تو اللہ کے لیے اور اگر رکھتے ہین تو اللہ کے لیے اُسی کی رضامندی طلب کرتے ہین انفاق و امساک سے وہی مقصود ہے پس یہ لوگ امین تحویلدار اور بڑے مرتبے کے غلام اور کریم آزاد ہین حق تعالی نے انکو غلامی مخلوق سے آزاد فرمایا ہے پس انھون نے مخلوق کیطرف محبت سے میلان نہین کیا نہ مودت سے متوجہ ہوے انکے دلونمین جو اللہ کی محبت و مودت بس گئی اور انکے سینونمین اسکی عظمت بھر گئی وہ اس سے مانع ہوئی اور جو اللہ کے لیے رکھے وہ کسی طرح رتبے مین اس شخص سے کم نہین جو اللہ کے لیے خرچ کرے اسکے ہاتھ مین اشیا کا وہی حال ہے جیسا انکے پاس پہونچنے سے پہلے خزائن الٰہی مین حال تھا کیونکہ وہ جانتے ہین کہ اللہ تعالی ہمارا اور ہماری ملک کا مالک ہے اور جو اللہ کے لیے اچھی طرح رکھنا نہین جانتا وہ اللہ کے لیے اچھی طرح خرچ کرنا بھی نہین جانتا خوب سمجھ لو **فصل** اسمین ہم اس مضمون کا ذکر کرینگے جو اللہ تعالی اپنے بندے کو بانفکان حقائق کی زبانی مقدمۂ رزق و تدبیر مین خطاب فرماتا ہے **ف** یعنی حقائق زبان حال سے بجانب حق تعالی اُسکے بندے سے کہہ رہے ہین **ت خطاب اول** اے بندے اپنے

کان کو حضور دل سے میری جانب متوجہ کر میری طرف سے تجکو زیادہ نعمت ملے گی اور اپنے گوش دل
ادھر جھکا مین تجھسے دور نہین ہون **خطاب ۲** اے بندے مین تیری تدبیر مین اسوقت تھا کہ تو اپنا
بھی نہ تھا سو اپنا اس طرح بن کہ اپنا نرہے اور مین نے تیری ظہور سے پہلے تیری رعایت کی اور اب بھی
رعایت مین ہون **خطاب ۳** اے بندے مین ایجاد و تصویر مین یکتا ہون مین حکم و تدبیر مین یگانہ ہون
تو خلق و تصویر مین میرا شریک نہوا سو میرے حکم و تدبیر مین بھی شریک مت ہو مین اپنے ملک کا مدبر ہون اور
میرا کوئی پشتیبان نہین مین اپنے حکم مین اکیلا ہون کسی وزیر کا محتاج نہین **خطاب ۴** اے بندے جو
شخص ایجاد سے پہلے تیری تدبیر مین ہو اس سے مراد مین نزاع مت کر اور جسنے خوبی و شفقت کا تجکو خوگر کر
رکھا ہو اسکا مقابلہ عناد سے مت کر **خطاب ۵** اے بندے مین نے تجکو اپنی خوبی شفقت کا خوگر
کیا ہے تو بھی میرے آگے تدبیر کو ترک کر دے **خطاب ۶** اے بندے کیا تجربے کے بعد شک ہے اور
بیان کے بعد حیرت ہی اور ظہور ہدایت کے بعد گمراہی ہے کیا یہ اعتقاد بھی تجکو میرے حوالے نہین کرتا
کہ میرے سوا کوئی مدبر نہین کیا میری خیر سابق بھی تجکو میرے ساتھ منازعت کرنے سے برکنار نہین کرتی
خطاب ۷ اے بندے میری کائنات کیساتھ اپنی نسبت کر کے دیکھ معلوم ہوگا کہ تو مخلوق فانی کے
روبرو بھی کوئی حقیقت نہین رکھتا اور خالق جو فانی نہین اسکے ساتھ کیا نسبت سمجھتا ہے اور تو میرے
انتظام سلطنت کو تسلیم کر چکا ہے اور تو بھی میری سلطنت مین داخل ہی سو میری ربوبیت مین نزاع
مت کر اور میرے آگے اپنی تدبیر چلا کر میری الوہیت سے مخالفت مت کر **خطاب ۸** کیا تجکو
یہ بات کافی نہین کہ مین تجکو کافی ہون کیا تجکو مجھ اس سے بھی اطمینان نہین ہوتا کہ میرے سابق احسان
تیرے ساتھ کتنے ہو چکے ہین **خطاب ۹** مین نے تجکو تیرا محتاج کب بنایا ہے کہ اب تو اپنے حوالے کر دیا جاویگا
اور مین نے اپنے ملک کی کوئی چیز کسی غیر کے کب سپرد کی ہے جسکو تیرے سپرد کر دونگا **خطاب ۱۰** اے
بندے مین نے تجکو اپنے وجود کا مظہر بھی نہ بنایا تھا اسوقت اپنے کرم کو تیرے ساتھ مہیا کیا تھا اور مین
ہر شے مین اپنی قدرت سے ظاہر ہون تجکو میرا انکار کرنا کیسے ممکن ہی **خطاب ۱۱** اے بندے مین
جسکا مدبر بنا اسکو کب ٹوٹا ہوا اور جسکا مین حامی ہوا وہ کب بے ساتھی رہا **خطاب ۱۲** اے بندے تو
قسمت کی جستجو چھوڑ کر میری خدمت مین لگا رہ اور ربوبیت پر بدگمانی سے باز آ کر میرے ساتھ نیک
گمان رکھ **خطاب ۱۳** اے بندے یہ سزاوار نہین کہ محسن پر بدگمانی کی جاوے یا قدرت والے سے

منازعت کیجاوے یا غلبہ والے سے مخالفت کیجاوے یا حکمت والے کے حکم پر اعتراض کیا جاوے
یا لطف کرنیوالے کے سامنے غم پالا جاوے **خطاب ۴** اے بندے وہ شخص مراد کو پہونچا جو میرے
سامنے اپنے ارادے سے علٰحدہ ہوا اور آسانی کی راہ بتلایا گیا جسنے مجھپر حوالہ کیا اور اسکو خزانۂ غنا ملگیا
جو سچے طور سے میریطرف حاجت لایا اور میری حمایت کا مستحق ہو گیا جسنے میرے ساتھ جنبش کی جب
کبھی جنبش کی اور بڑی مضبوط رسی پکڑی جسنے میری رسی پکڑی مینے بذات خود قسم کھائی کہ اہل تدبیر کو یہ بدلا دونگا
کہ ہمیشہ مکدر رہین اور جو بنائین اسکو گرادون جو باندھین اسکو کھولدون اور انکو انہی کے حوالہ اور سپرد
کردون انکو راحتِ رضا اور نعمتِ تفویض نصیب نہو سو اگر انکو میری طرف کی سمجھ ہوتی تو میری تدبیر
جو انکے لیے ہے اسپر قناعت کرکے اپنے لیے تدبیر نکرتے اور مین جو انکی نگہداشت کرتا ہون اسکو کافی سمجھکر
اپنے لیے نگہداشت نکرتے اسوقت مین انکو رضا کی راہ چلاتا اور اہل ہدایت کا رستہ بتلاتا اور روشن طریقین
انکو دوڑاتا اور اپنی عنایت کو تمام خوف کی چیزون سے اُنکے لیے سپر و نگہبان بنا دیتا اور تمام امید کی
چیزین حاصل کر دیتا اور یہ مجکو آسان ہے **خطاب ۵** اے بندے ہم تجھسے یہ چاہتے ہین کہ ہم کو چاہ
اور ہمارے آگے اور کسی چیز کا ارادہ مت کر اور ہم تیرے لیے یہ بات تجویز کرتے ہین کہ ہمکو اختیار کر اور ہمارے
آگے اور کسیکو اختیار مت کر اور ہم تیرے لیے یہ بات پسند کرتے ہین کہ ہمکو پسند کر اور ہم اسکو پسند نہین کرتے
کہ تو غیرون کو پسند کرے **خطاب ۶** اے بندے اگر مین تجکو جتا دُون سو اسوجہ سے کہ اپنا فضل تجھپر ظاہر
کرنا چاہتا ہون اور اگر تجکو ہرادون تو اسوجہ سے کہ اپنی قضا مین تیرے پاس اپنے اسرار لطف بھیجنا چاہتا
ہون **خطاب ۷** اے بندے جو کچھ مین نے اپنی نعمت تیرے اندر ظاہر فرمائی اسکا یہ بدلہ مت کر
کہ مجھسے منازعت کرنے لگے اور مین نے تجھپر عقل دیکر احسان کیا جس سے تجکو اورون سے ممتاز کیا اُسکا
عوض یہ مت کر کہ مجھسے مخالفت کرے **خطاب ۸** اے بندے جیسا زمین و آسمان مین میری تدبیر کرنا
اور حکم و قضا مین یکتا ہونا تو نے تسلیم کر لیا ہے اسیطرح اپنا میرے ملک مین ہونا بھی تسلیم کرلے کیونکہ تو میرے
ملک مین ہے اور میرے سامنے تدبیر مت کر کیونکہ تو میرے ساتھ معیت رکھتا ہے اور مجکو کارساز سمجھ اور میرے
کفیل ہونے پر وثوق کر تجکو عطاے کثیر اور فخر کبیر دُونگا **خطاب ۹** اے بندے مین ازل مین حکم کرچکا ہون
کہ میرے بندے کے دل مین نور تسلیم اور ظلمت منازعت جمع نہونگے جب ایک ہوگا دوسرا نہوگا اب
اپنے لیے جو چاہے پسند کر سے نفی مارے ہمنے تو تیرا مرتبہ اس سے بڑا بنایا ہے کہ تو اپنے ذاتی کام مین لگے

سو اپنی قدر مت گھٹا اے وہ شخص جسکو ہمنے بلند قدر کیا اور میرے غیر کے حوالہ کرکے ذلیل مت ہو اے
وہ شخص جسکو ہمنے معزز کیا کمبختی مارے تو ہمارے نزدیک اس سے بلند قدر ہے کہ غیرون کے ساتھ مشغول
ہو مین نے تجکو اپنی ہی درگاہ کے لیے پیدا کیا اور اسی کی طرف بلایا اور اپنے جذبات عنایت سے
تجکو کھینچا اگر اپنے نفس کے ساتھ مشغول ہوگا تجکو محجوب کر دونگا اور اگر اسکی خواہش کا اتباع کیا تجکو
نکال دونگا اور اگر نفس سے جدا ہوا تجکو مقرب بنا لونگا اور اگر ماسوا سے اعراض کرکے مجھسے محبت کی تجکو
قبول کر لونگا **خطاب ۲۰** اے بندے اگر تو کفایت اور ہدایت چاہے تو کیا یہ امر کافی و ہادی نہین
ہے کہ مین وہ ہون کہ مین نے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا اور صدقہ دیا پھر عطا دی میرے احکام مین منازعت
کرنی اور میرے افعال مین معارضہ کرنے سے کیا یہ امر مانع نہین ہو سکتا **خطاب ۲۱** مجھپر ایمان نہین
رکھتا جو مجھسے منازعت کرتا ہے مجکو واحد نہین سمجھتا جو میرے آگے تدبیر کرتا ہے وہ مجھسے خوش نہین جو
میری نازل کی ہوئی بلا پر اورون سے شکایت کرتا ہے اور اس شخص نے مجکو اختیار نہین کیا جسنے
میرے سامنے اختیار رکھا اور میرا حکم بجا نہین لایا جس شخص نے میرے قہر کے آگے گردن نہ جھکائی
اور مجکو نہین پہچانا جسنے اپنا کام میرے سپرد نہین کر دیا اور مجھسے ناواقف رہا جسنے مجھپر توکل نہین کیا
خطاب ۲۲ اے بندے تیری یہی جہالت بہت ہے کہ اپنے قبضے کی چیز پر تو دل کو قرار ہو اور میرے
قبضے کی چیز پر قرار نہ ہو اور مین تو تیرے لیے یہ بات پسند کرون کہ تو مجکو اختیار کرے اور تو میرے مقابلے
مین اورون کو اختیار کرتا پھرے کمبختی مارے عبودیت اور اختیار جمع نہین ہوتے نہ تاریکی اور انوار نہ
یہ بات کہ میری طرف بھی متوجہ ہو اور مخلوق کی طرف بھی سو یا تو مین تیرا رہونگا تا تو اپنا رہے گا سو
خوب سوچ سمجھکر ایک بات اختیار کرلے اور ہدایت کی عوض زیان مت لے **خطاب ۲۳** اے
بندے خود اگر مجھسے اپنے لیے تدبیر کو طلب کرے تو تیرا جہل ہے اور تو اپنی تدبیر کرے اس کا تو کیا ذکر اور
اگر میرے آگے کسی چیز کو اختیار کرے تو تیری بے انصافی ہے چہ جائے کہ مجکو چھوڑ کر کسی کو اختیار کرے
خطاب ۲۴ اے بندے اگر مین تدبیر کی اجازت بھی دیدیتا تب بھی تجکو لازم تھا کہ تدبیر کرتا ہوا
شرماتا چہ جائے کہ تجکو یہ حکم کرچکا ہون کہ تدبیر مت کر اے وہ شخص جو اپنے نفس کی فکر مین لگا ہے اگر تو
اس کو ہمارے حوالے کر دیتا تو آرام پاتا کمبختی کے لئے تدبیر کا بوجھ بجز ربوبیت کے کوئی برداشت نہین کر سکتا بشریت
کو اس کی قوت نہین کمبختی مارے تجکو تو اور کوئی اٹھا رہا ہے تو کیون بوجھ اٹھاتا ہے ہمکو تیری راحت منظور ہے

تو اپنی جان کو مشقت مین مت ڈال پیٹ کے اندھیرے مین تیری کسنے تدبیر کی تھی بعد موجود ہونے کے جو تونے چاہا تجھکو دیا تجھکو زیبا نہین کہ اب وہ جو چاہتا ہے اُسمین منازعت کرے **خطاب ۲۵** اے بندے تجھکو مین نے اپنی خدمت کا حکم دیا اور اپنے رزق کا تیرے لیے ذمہ دار ہوا تونے میرا حکم مہمل چھوڑا اور جس چیز کی ذمہ داری کی تھی اوسمین شک کیا اور مین نے صرف ذمہ داری پر اکتفا کیا نہین کیا اسپر قسم بھی کھائی پھر قسم پر بھی اکتفا نہین کیا اسکی مثال بھی بیان کی اور سمجھدار بندونکو خطاب کیا پس کہا مین نے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ہ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ہ **ف** اس آیت مین ذمہ داری اور قسم اور مثال جیسا اوپر گذر چکا **ت** اور عارفین نے میرے اوصاف پر اکتفا کیا اور اہل یقین نے میرے کرم پر حوالہ کیا سو اگر میرا وعدہ بھی نہوتا تب بھی وہ یقین کرتے کہ مین ان سے اپنی واردات عطا کو بند نکرونگا اور اگر میری ضمانت بھی نہوتی تو میری صفت احسان پر وہ لوگ وثوق کر لیتے اور مین ان لوگون کو رزق دیتا ہون جو غفلت و معصیت مین مبتلا ہین تو انکو کیسے رزق ندونگا جو میری اطاعت اور رعایت کرتے ہین ارے کمبختی مارے جو درخت کو بوتا ہے وہی سینچتا بھی ہے اور خلقت کا مدد کرنیوالا وہی ہے جس نے ہمکو پیدا کیا اور مخلوق کے لیے یہی بات بہت ہے کہ اللہ تعالی اسکو کافی ہے اور پاداش دینے والا ہے مجھسے ایجاد ہوا میرے ہی ذمے دوام امداد بھی ہے مجھسے تخلیق ہوئی میرے ہی ذمے ہمیشہ رزق دینا بھی ہے۔ ارے کمبختی مارے تو اپنے گھر مین کسی کی بھی دعوت کرتا ہے سوائے اُسکے جسکو کھانا کھلانا منظور ہو اور کسی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے سوائے اُسکے جسکی خاطر منظور ہو **خطاب ۲۶** اے بندے تو بجائے فکر رزق کے ہماری فکر رکھ کیونکہ جو چیز مین اپنے ذمے لے چکا ہون تو اسمین کیون تعب اٹھاتا ہے اور جس چیز کو تو اپنے ذمے لے چکا ہے یعنی عبادت تو اُسکا ہورہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم تجھکو اپنے گھر مین لاوین اور اپنے احسانون سے محروم رکھین تجھکو وجود مین ظاہر کرین اور تیری مدد نکرین تجھکو ہستی کی طرف لاوین اور اپنا کرم نکرین کیا اپنا حق تو تجھسے طلب کرونگا اور اپنا رزق تجھکو ندونگا کیا تجھسے خدمت چاہونگا اور حصہ ندونگا ارے کمبختی مارے میرے پاس تیرے لیے طرح طرح کی بخششین ہین اور تجھکو اپنا مظہر رحمت بنایا اور مین نے تیرے لیے صرف دنیا پر بس نہین کیا یہان تک کہ جنت کو ذخیرہ کرکے رکھا اور اسپر بھی بس نہین

کیا بلکہ اپنے دیدار سے تحفہ دیا پس ہرگاہ میرے یہ افعال ہین پھر میرے افضال مین کیسے شک کرتا ہے **خطاب ۲۷** اے بندے میری نعمت کا کوئی لینے والا اور میرے فضل کا کوئی قابل ضرور چاہیے اور مین اس سے غنی ہون کہ منافع سے نفع حاصل کرون اسپر دلیل قطعی قائم ہے سو اگر تو مجھسے یہ بھی درخواست کرے کہ تجکو اپنا رزق ندون تب بھی تیری بات نہ مانون اگر تو مجھسے یہ دعا کرے کہ تجکو اپنے فضل سے محروم کرون تب بھی محروم نکرون اور اسوقت تو کیونکر محروم کرونگا کہ ہمیشہ تو مانگا کرتا ہے اور اکثر اوقات طلب کیا کرتا ہے سو مجھسے اب حیا کر اگر ابھی تک حیا نکرتا تھا اور میری طرف کی بات سمجھ اسکو سب کچھ ملا جو میری طرف کی بات سمجھا **خطاب ۲۸** اے بندے مجکو اختیار کر اور مجکو چھوڑکر اور کسی کو مت اختیار کر اور اپنے دلکو صدق سے میری طرف متوجہ کر۔ اگر تو ایسا کریگا تو تجکو عزائب لطف اور عجائب کرم دکھلاؤنگا اور تیرے باطن کو اپنے مشاہدہ سے متمتع کرونگا مین نے اہل تحقیق کے لیے رستہ ظاہر کردیا ہے اور صاحبان توفیق کے لیے نشان ہدایت کے واضح کردیے ہین سو اہل یقین نے تحقیق کے ساتھ میری طرف تسلیم کیا ہے اور اہل ایمان نے دلیل کے ساتھ مجھپر توکل کیا ہے انھون نے یقین کرلیا ہے کہ مین اُنکے لیے اس سے بہتر ہون کہ وہ اپنے لیے ہون اور میری تدبیر انکے لیے زیادہ کارآمد ہوگی بہ نسبت اسکے کہ وہ اپنے لیے تدبیر کرین پس انھون نے گردن جھکاکر میری ربوبیت کو مان لیا اور اپنے کو میرے سامنے تفویض کرکے ڈالدیا مین نے اسکی عوض انکی جانونمین راحت دی اور عقلونمین نور اور قلوب مین معرفت اور باطن مین یقین قرب یہ تو اس دنیا مین ہوا اور جب میرے پاس آوینگے اسوقت انکے منصب کو بڑا کرونگا انکا مرتبہ بلند کرونگا اور بزرگی کے جھنڈے اُنپر کھولونگا اور جب انکو اپنے گھرمین داخل کرونگا تو انکے لیے ایسی چیزین ہین جو نہ آنکھ نے دیکھی نہ کان نے سنی نہ کسی بشر کے قلب پر گذری **خطاب ۲۹** اے بندے جو وقت آگے آتا ہی مین نے اُسین تجھسے خدمت طلب نہین کی تو مجھسے اسوقت کی روزی کیسے مانگتا ہے جب مین تجکو عبادت کی تکلیف دونگا تو رزق کا بوجھ خود اٹھاؤنگا اور جب تجھسے خدمت طلب کرونگا تو کھانا بھی کھلاؤنگا اور یقین کرکہ مین تجکو نہ بھولونگا اگرچہ تو مجکو بُھلا دے اور مین تجکو یاد کرتا ہون قبل اسکے کہ تو مجکو یاد کرے اور میرا رزق تجھپر جاری رہے گا اگرچہ تو میری نافرمانی کرنے مین حالت اعراض

عجب تجھے ایسا ہون سو اگر میری طرف تو متوجہ ہوا سوقت مجکو اپنے ساتھ کس طرح سمجھتا ہے تونے
میری قدر رکماحقہ نہین پہچانی اگر میرے قہر کے آگے گردن نہ جھکاوے اور میرے احسان کی تونے
رعایت نہین کی اگر میرا حکم نہ بجالایا سو مجھسے اعراض مت کر تجھے ایسا کوئی نہ ملے گا جو میرا بدل ہوسکے
کسی سے بلکہ مجھسے بے پروائی مت کر کوئی مجھسے تجکو بے نیاز نہین کرسکتا مین اپنی قدرت سے تیرا پیدا
کرنیوالا ہون مین اپنی نعمت تجھپر فراخ کرنیوالا ہون سو جیسا کوئی میرے سوا خالق نہین ایسا ہی میرے
سوا کوئی رازق نہین کیا پیدا خود کرون گا اور غیر و نپر ٹال دونگا اور مین بڑے فضل والا ہون اور
بندون کو غیرون سے روکتا ہون سواے بندے مجھپر توکل کر مین رب العالمین ہون اور میرے
آگے اپنی مراد سے علحدہ ہوجا مین تجکو عین مراد کو پہونچادونگا اور میرے الطاف سابقہ یاد کر اور حق
محبت مت بھلا **ف** اسکے بعد مصنف کہتے ہین **ت** ہمکو منظور ہوا کہ اس کتاب کو ایسی دعا پر
ختم کرین جو اس مضمون کے مناسب ہو جسکے لیے یہ کتاب بنائی گئی ہے اور وہ دعا یہ ہے یا آلٰہی ہم تجھسے
درخواست کرتے ہین کہ محمدؐ اور آل محمد پر رحمت بھیج جیسا تونے ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر اہل عالم مین رحمت
بھیجی بیشک تو محمود ہے بزرگ ہی یا آلٰہی ہمکو ان لوگون سے کردے جو تیری اطاعت کرنیوالے ہین تیرے
آگے خدمت مین کھڑے ہونے والے ہین اور ہمکو اس سے علحدہ کو کہ تیرے آگے یا تیرے مقابلے مین تدبیر
کرین اور ہمکو اہل تفویض سے کردے یا آلٰہی تو ہمارا اُسوقت تھا کہ ہم بھی اپنے نہ تھے پس ہماری ہونیکے بعد
بھی ہمارا اسی طرح بنا رہ جیسا ہمارے ہونے سے پہلے تھا اور ہمکو اپنے لطف کی خلعت پہنا اور اپنی عنایت و
مہربانی سے ہمپر متوجہ ہوا ور تدبیر کے اندھیرے ہمارے دلون سے نکال اور ہمارے باطن مین نور تفویض کو
روشن کر اور اپنا حسن اختیار ہمکو مشاہدہ کرادے یہانتک کہ جس چیز کا تو ہمارے لیے حکم فرمادے اور پسند کرے
وہ ہمکو اس سے زیادہ پیاری ہوجاوے جسکو ہم اپنے لیے پسند کرین یا آلٰہی جس چیز کی تونے ہمارے لیے ذمے
داری کی ہے اسمین ہمکو مت لگا کہ تیرے حکم سے غافل ہوجاوین یا آلٰہی تونے ہمکو اپنی اطاعت اور دوام
خدمت کیلیے بلایا اور ہمکو یہ طاقت نہین مگر ہان اگر تو قدرت دیدے اور ہماری یہ ہمت نہین مگر ہان اگر تو توفیق
دیدے اور جب تک کہ تو ہمکو کسی حالت مین نکردے ہم اس حالت مین کہان ہوسکتے ہین اور جبتک کہ تو نہ پہونچا
ہم کسی مطلب کو کہان پہونچ سکتے ہین اور جبتک کہ تو ہماری اعانت نکرے ہمکو کسی شے کی قدرت کہان ہی
سو ہمکو اپنے حکم بجالانے کی توفیق دے اور منہیات سے بچنے پر مدد فرما یا آلٰہی ہمکو روشنہ تفویض

اور جنت تسلیم مین داخل فرما اور ہمکو اس جنت مین ہمین سے رکھ اور ہمارے باطن اپنے ساتھ مشغول رکھ تا اسکی نعمت ولذت کے ساتھ اور ہمکو اپنی لذت دے تا اسکی زینت و رونق کی یا آلہی ہمپر اپنی فرمانبرداری اور توجہ کی ایسے انوار روشن فرما جس سے ہمارے باطن پر رونق ہو اور ہمارے انوار کامل ہو جاوین یا آلہی تو نے سب چیزون کی ہونے سے پہلے انکی تدبیر فرمائی اور ہم یقین رکھتے ہین کہ وہی ہوگا جو تو چاہے گا اور اس یقین سے ہمکو جب ہی فائدہ ہوگا کہ تو چاہے گا سو ہمکو اپنی خیر دیکر رخصت کر اور اپنے فضل سے ہماری شان بلند کر اور اپنی عنایت سے ہماری طرف قصد فرما اور اپنی رعایت سے ہمکو گھیر لے اور اپنے اہل ولایت کے خلعت ہمکو پہنا اور اپنی حمایت مین ہمکو داخل فرما بیشک تجکو ہر شے پر قدرت ہے یا آلہی ہم جانتے ہین کہ تیرے حکم کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اور تیری قضا کی کوئی مخالفت نہین کر سکتا اور ہم تیری قضا کی ہٹا دینے سے اور تیرے حکم کے ٹالدینے سے عاجز ہین سو ہم تجھسے درخواست کرتے ہین کہ اپنی قضا مین لطف فرما اور حکم مین تائید فرما اور ہمکو اس باب مین ان لوگون سے کر دے جنکی تو رعایت فرماتا ہو اے رب العالمین یا آلہی تو ہمارا حصہ لگا چکا ہے جسکو ہمارے پاس پہونچاویگا سو اسکو ہمارے پاس خوشگواری اور بے مشقتی کے ساتھ پہونچا دیگا کہ حجاب سے محفوظ رہین انوار وصل ہمکو گھیرے ہون اسکو تیری جانب سے دیکھین تاکہ شکر کرین اور اسکو تیری طرف منسوب کرین اور عالم مین سے کسیکی طرف نسبت نکرین یا آلہی تمام رزق تیرے ہاتھ مین ہے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی سو ہمکو دونون سے اسقدر عنایت فرما جسمین تو ہماری مصلحت و منفعت جانے یا آلہی ہمکو ان لوگون سے کر جنھون نے تجکو اختیار کر لیا ہے اور ان لوگون سے مت کر جو تجکو چھوڑ کر اور کسی چیز کو اختیار کرتے ہین اور ہمکو ان لوگون سے کر جو تیری طرف تفویض کرنیوالے ہین اُن لوگون سے مت کر جو تجھپر اعتراض کر رہے ہین یا آلہی ہم تیرے محتاج ہین تو ہمکو عطا فرما اور ہم طاعت سے عاجز ہین ہم کو قدرت دے اور ہم کو اپنی طاعت کی ہمت دے اور اپنی نافرمانی سے عاجز کر دے اور اپنی ربوبیت کے آگے گردن جھکانا نصیب کر اور اپنے احکام اُلوہیت پر پابندی عنایت فرما اور اپنی طرف نسبت کیے جانے کی عزت بخش اور توکل کی راحت روزی کر اور ہم کو ان لوگون مین سے کر دے جو رضا کے میدان مین جاتے ہین اور تسلیم سے سنیم تسلیم سے منہ لگا کر پیتے ہین اور معارف کے پھل چُنتے ہین اور خلعت خصوصیت پہنائے گئے ہین اور قرب کے تحفے اور دربار عشق کے عطیات دیے گیے ہین جو ہمیشہ تیری خدمت مین رہتے ہین تیری معرفت کا یقین رکھتے ہین تیرے رسول کے متبع انکے وارث ہین اُن سے فیض لیتے ہین اُن ہی کے ہو رہے انکی نیابت کو بجا لاتے ہین اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما یارب العالمین ختم ہوئی دعا۔ وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً ۵ فقط

خاتمہ ترجمہ مع قطعتین تاریخ از مترجم

الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۱۰ محرم الحرام روز سہ شنبہ وقت ظہر ۱۳۱۲ ہجریہ مقام مکہ معظمہ مین رسالہ اکسیر ترجمہ تنویر اتمام کو پہونچا دو قطعہ تاریخ ایک فارسی دوسرا اردو نذر ناظرین باتمکین ہے

بالفارسیۃ

چون بامداد آلہ و فیضِ او — ختم شد این نسخہ بر طرز نکو
گفت دل چون جستم از وی سال ختم — مبحث تقدیر از پی خوش بگو ۱۳۱۲

بالہندیۃ

جب بامداد فضلِ رب قدیر — ہوا تیار نسخۂ اکسیر
سرِ بیدین اُڑا کے ہاتف نے — لکھی تاریخ ترجمۂ تنویر ۱۳۱۲

تمام شد

نظم مناجات خاتمۂ کتاب از مولانا سید حمزہ صاحب دہلوی حسب ارشاد حضرت قبلہ وکعبہ پیر و مرشد مولانا الحافظ الحاج الشیخ الشاہ محمد امداد اللہ صاحب ضوعفت برکاتہم برائے سہولت حفظ اہل ذوق و شوق کہ بوقتِ مناجات آنرا تکرار کنند و حفظ گیرند

اے خدا اے قابلِ حمد و سپاس — تجھسے اب یہ ہے ہماری التماس
بھیج تو رحمت شہ لولاک پر — بعد انکے ان کی آل پاک پر
جس طرح بھیجی ہے ابراہیم پر — اور ان کی آلِ باتکریم پر
شک نہین اس مین کہ تو محمود ہے — سب سے اعلیٰ یعنے تو معبود ہے
یا الٰہی ہم کو ان لوگون مین کر — جو اطاعت سے تری ہین بہرہ ور
تیری خدمت کے لیے استادہ ہین — تیری طاعت کے لیے آمادہ ہین

دے ہمین تفویض کا اعلیٰ مقام
تا کہ ہم تدبیر سے رکھین نہ کام

یا الٰہی جب کہ ہم معدوم تھے
تیرے افضال وکرم قیُّوم تھے

اب جو ہم موجود دُنیا مین ہوے
اب بھی وہی فضل کا سایہ رہے

اے خدا پہنا دے خلعت لطف کا
کر عنایت کی نظر ہمپر ذرا

ظلمتِ تدبیر قلبون سے نکال
نُور بھر تفویض کا اے ذو الجلال

اے خدا اے حاکم حکمت شعار
ہمکو دکھلا اپنا حُسن اختیار

تا کہ ہو تیرے پسندیدہ سے کار
ہو پسند اپنی نظر مین اپنی خوار

تو نے ہے جس چیز کا ٹھیکہ لیا
اسمین یارب ہمکو ایسا مت لگا

جو ترے احکام مین غفلت کرین
تیرے ذمے کی نہ کچھ وقعت کرین

یا اسے کہیے حکم ہے تیرا ہمین
دائما تیری اطاعت مین ہین

لیک ہمکو اسقدر طاقت نہین
بازوے ہمت مین کچھ ہمت نہین

پر سہارا دے تری توفیق گر
قوت وہمت ہو میری بیشتر

جب تلک تو دے نہ ہمکو کوئی حال
ہمکو ہو اس حال کی کیسے مجال

تو نہ جب تک ہمکو پہونچاوے بھلا
ہم درِ مقصود تک پہونچین گے کیا

تو ہماری جب اعانت مین نہ ہو
کوئی بھی شے اپنی قدرت مین نہو

بس الٰہی ہمکو یہ توفیق دے
ہو تعلق حکم کی تعمیل سے

اور منہیات سے یارب بچا
روضۂ فردوس کی سیرین دکھا

اور اس جنت مین رکھ راحت کے ساتھ
اور دل مشغول رکھ طاعت کیساتھ

نے تعلق ہمکو ہو لذت کے ساتھ
نے علاقہ کچھ رہے نعمت کے ساتھ

اپنی لذت ہمکو یارب تو چکھا
دے نہ اسکی زینت ورونق مزا

نور طاعت اور اطاعت کا دکھا
اور دلونکو اس سے پُر رونق بنا

تا کہ ہو انوار کو اپنے کمال
یعنے حاصل ہو ہمین قرب ووصال

جب کہ تھی ہر چیز بے نام ونمود
نام کو بھی وہ نہ رکھتی تھی وجود

تونے کی تدبیر اسکے واسطے
فائدے اسکے مہیا کر دیے

ہے یقین ہمکو جو مرضی ہے تری
پیش سبکو آنیوالا ہے وہی

اس یقین کا فائدہ بھی جب ملے
جب نظر اسپر تری خواہش کرے

ہم کو اپنی خیر پر فائز بنا
اور اپنے فضل سے رُتبہ بڑھا

کر عنایت اپنی تو ہمپر بسیط
کر رعایت اپنی تو ہمپر محیط

ہم کو پہنا خلعتِ اہلِ ولا
اور دے اپنی حمایت مین بھی جا

تجکو ہے ہر شے پہ قدرت بیگمان
تجکو ہے ہر شے پہ قوت بیگمان

ہو مقابل کون تیرے حکم کا
بالیقین ممکن نہین ضدِ قضا

ہم سے ہو سکتی نہین ردِّ قضا
ہم سے ٹل سکتا نہین جو ہو چکا

التجا ہے اسلیے اے ذو المنن
لطف کر اپنی قضا مین بے محن

حکم مین اپنی مدد کر کردگار ق
اپنے اُن لوگونمین کر پروردگار

جنکی کرنی ہے رعایت ہی تجھے
یعنے کرنی ہے عنایت ہی تجھے

تونے قسمت مین لکھا ہے جو الہ
وہ ہمین پہونچائیگا بے اشتباہ

اسکو اچھی طرح پہونچا اے خدا
ہو مشقت کا نہ ہم کو سامنا

تا حفاظت ہمکو دوری سے رہے
روشنی نورِ حضوری سے رہے

اسکو تیری طرف سے جانین مگر
شاکر ونین تاکہ ہو اپنا مقر

اسکی نسبت تیری ہی جانب کرین
دوسرے کو اُس سے نسبت ہی ندین

یا اسے آلے روزیِ دنیا و دین
ہے تمامی پاس تیرے بالیقین

بس ہمین تو اسقدر دے مائدہ
جس قدر سمجھے ہمارا فائدہ

ہم کو اُن لوگون مین کر اے کردگار
کر لیا تجکو جنھون نے اختیار

ہمکو ان لوگونمین مت کر اے خدا
دوسرے کے ہو گئے جو بے وفا

انہین جو تفویض کے ہین معترض
کر نہ انکین جو ہین تجپر معترض

ہین ترے محتاج دے حاجت ہمین
عاجز طاعت ہین دے قدرت ہمین

ہمت طاعت ہمین دے اے کریم ‏— معصیت مین عاجزی مستدیم
وہ ہمین توفیق دے بار خدا ‏— دین ربوبیت کے آگے سر جھکا
پھر الوہیت کے سب احکام پر ‏— استقامت سے رہین بستہ کمر
ذات والا سے ہمین دے انتساب ‏— تاکہ عزت سے بنین ہم بہرہ یاب
دے توکل سے ہمارے دلکو چین ‏— ق ‏— اور کرا ٹمین خدا اے مشرقین
جنکو تسلیم و رضا دونون مقام ‏— ہوگئے حاصل علے وجہ التمام
اور عرفان مین ترے کامل ہوے ‏— خاص لوگو مین ترے داخل ہوے
قرب سے تیرے ہوے جو بہرہ ور ‏— چکھ چکے جو عشق کا اپنے ثمر
جو ہمیشہ تیرے ہین خدمت گزار ‏— ہین یقین معرفت سے کامگار
جو کہ پیرو ہین رسولؐ پاک کے ‏— اور وارث ہین شہ لولاک کے
فیض سے انکے سدا ہین بہرہ یاب ‏— صرف انسے رکھتے ہین وہ انتساب
حق نیابت کا ادا کرتے ہین وہ ‏— حق وراثت کا ادا کرتے ہین وہ
کر میسر ہمکو حسن خاتمہ ‏— ہے دعا کا بھی یہ حسن انتہا
بھیج آقا پر ہمارے تو مدام ‏— کاملہ رحمت خدایا اور سلام
ہے محمدؐ جنکا نام مفتخر ‏— اور انکی آلؑ اور اصحابؓ پر

ناظم و قاری کے حق مین اے خدا
کیجیو مقبول یہ ساری دعا

قطعہ تاریخ از مولنا حمزہ حفظہ اللہ من شر کل ہمزۃ لمزۃ متخلص بتشنہ دہلوی سلمہ اللہ تعالے

مخلوق ہے تدبیر کی ظلمت مین مقید ‏— تقدیر پہ ایمان اگر ہے تو بہ تقدیر
منظور ہوا اس لیے آقا کو ہمارے ‏— ویران جو دل ہین انھین اب کیجے تعمیر
اس نور مجسم کو ہوا غیب سے روشن ‏— کیا خوب ہو اردو مین جو ہو جاے یہ تنویر
یہ کام ملا مولوی صاحب کو ہمارے ‏— وہ مولوی صاحب کہ جو ہین علم کی تفسیر